درسِ نظامی کے نصاب میں داخل فنِ نحو کی اہم اور مشہور ترین کتاب

نحو میر (مُترجَم)

از: میر سید شریف علی بن محمد جُرجَانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

ترجمہ
عِطرُالتحرِیر

حاشیہ
نحوِمُنیر

پیشکش: **مجلس المدینۃ العلمیۃ** (دعوتِ اسلامی)
(شعبہ درسی کتب)

(مُتَرْجَم)

از: میر سید شریف علی بن محمد جُرجَانی رحمہ اللہ

ترجمہ

عِطْرُ التحْرِیر

از: أبو الحسنين القادري العطّاري

حاشیہ

نحو مُنیر

از: ابن داود الحنفي العطّاري المدَني

وفی آخرہ

تعریفات نَحْوِیّہ و تَرَاکِیب نَحْوِیّہ

از: شرف ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف القادری علیہ رحمۃ اللہ القوی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ درسی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : نحومیر (مترجم)

ترجمہ : عِطر التحریر

حاشیہ : نحومنیر

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ درسی کتب)

سن طباعت : یکم ربیع النور ۱۴۲۹ھ بمطابق 10 مارچ 2008ء

قیمت :

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

مکتبة المدینہ: شہید مسجد کھارادر باب المدینہ، کراچی

مکتبة المدینہ: دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء، لاہور

مکتبة المدینہ: اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی

مکتبة المدینہ: امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبة المدینہ: نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء، ملتان

مکتبة المدینہ: چھوٹی گھٹی، حیدر آباد

مکتبة المدینہ: چوک شہیداں، میر پور آزاد کشمیر

e-mail: ilmia26@yahoo.com

e-mail: maktaba@dawateislami.net

http://www.dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

شیخِ طریقت امیرِ اہل سنت، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت

بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال

محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی ضیائی

دامت برکاتھم العالیة

کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کے اُنیس حُرُوف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 19 نیتیں

(از: شیخ طریقت امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ)

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: **نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِه**. یعنی: مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الكبير للطَبَراني، ج٦، ص١٨٥ حديث ٥٩٤٢)

دو مَدَنی پھول: [١] بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
[٢] جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿١ تا ٤﴾ ہر بار حمد و صلوٰۃ اور تعوّذ و تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صَفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)

﴿٥﴾ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔

﴿٦_٧﴾ حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔

﴿٨﴾ درجہ میں اسلامی کتاب، دینی استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر حتَّی الْوَسْع غسل کر کے، ورنہ باوُضو صاف مدنی لباس میں، خوشبو لگا کر حاضری دوں گا۔

﴿٩﴾ درجہ میں اس کتاب پر استاد کی بیان کردہ توضیح توجّہ سے سنوں گا۔

﴿١٠﴾ استاد کی توضیح کو لکھ کر ''اِسْتَعِنْ بِيَمِيْنِکَ عَلٰى حِفْظِکَ'' (یعنی لکھ کر اپنے

حفظ پر مدد حاصل کر) پر عمل کروں گا۔

﴿۱۱﴾ اگر سبق سمجھ میں آ گیا تو اَلحمدُ لِلّٰہ کہوں گا۔

﴿۱۲﴾ اور سمجھ میں نہ آیا تو دُعاء کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا۔

﴿۱۳﴾ سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بدگُمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا۔

﴿۱۴﴾ طلبہ کے ساتھ مل کر اس کتاب کے اسباق کی تکرار کروں گا۔

﴿۱۵﴾ اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو اس پر ہنس کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا۔

﴿۱۶﴾ اگر کسی طالِبِ علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

﴿۱۷﴾ کتاب کو پڑھ کر کلام اللہ و کلام رسولُ اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اَوَامِر کا اِمتِثَال (جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل) وَنَوَاہی (جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان) سے اِجتِنَاب کروں گا۔

﴿۱۸﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غلَطی ملے گی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

﴿۱۹﴾ کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا اور نہ ہی اس پر ٹیک لگاؤں گا۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

فہرس

☆......☆......☆......☆......☆

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

المدينة العلمية

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت،

حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ علی اِحْسَانِهٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِهٖ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سر انجام دینے کے لیے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **"المدينة العلمية"** بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ ۶ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

(۲) شعبۂ درسی کُتُب

(۳) شعبۂ اِصلاحی کُتُب

(۴) شعبۂ تفتیشِ کُتُب

(۵) شعبۂ تراجم کُتُب

(۶) شعبۂ تخریج

"المدينة العلمية" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ

اَہل سنّت، عظیم البرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علامہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔

تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

علم نحو کی اہم ترین بنیادی اصطلاحات اور نحوی قوانین پر مشتمل انتہائی مختصر اور جامع رسالہ ''نحو میر'' صدہا سالوں سے ہمارے بلاد پاک و ہند کے مدارس دینیہ میں داخل نصاب اور اپنی افادیت میں بے مثال ولاجواب ہے۔ نحو میر کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر تبلیغ قرآن وسنت کی عالم گیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کی مجلس جامعات المدینہ نے اسے **جامعۃ المدینہ** کے درسِ نظامی کے نصاب میں شامل کیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لله عَزَّوَجَلَّ طلبہ اور کم استعداد رکھنے والے اسلامی بھائیوں کی سہولت کے لیے ''**دعوت اسلامی**'' کی مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کے شعبۂ ''**درسی کتب**'' کی جانب سے اس کا بامحاورہ اردو ترجمہ بنام ''**عطر التحریر**'' پیش کیا جارہا ہے۔ نیز اس کے ساتھ ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی طرف سے اردو حاشیہ **نحو منیر** کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جو درحقیقت امام النحو حضرت علامہ مولانا **غلام جیلانی میرٹھی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی شرح ''البشیر'' اور شرف ملت حضرت علامہ **عبدالحکیم شرف قادری** علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حاشیہ کی تلخیص ہے۔ ''نحو میر'' کے آخر میں متعدد مفید رسائل چھپے ہوئے ملتے ہیں لیکن عام طور پر مدارس میں وہ رسائل پڑھائے نہیں جاتے اس لیے پیش نظر اشاعت میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔ البتہ ''نحو میر'' کے ساتھ مستثنیٰ کی بحث کو شامل کیا جارہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ناقص کوششوں کو اپنی رحمت کاملہ کے طفیل شرف قبولیت عطا فرمائے۔

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ

المدینۃ العلمیۃ (شعبہ درسی کتب)

کچھ مؤلف کے بارے میں

علامہ قطب الدین شارح ''مطالع'' کے مایہ ناز شاگرد مبارک شاہ مصر میں اپنے مدرسہ کے صحن میں چہل قدمی کر رہے تھے، اتنے میں انہیں ایک کمرے سے گفتگو کی آواز سنائی دیتی ہے۔ قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک طالب علم ''شرح مطالع'' کی تکرار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ شارح ''مطالع'' نے یہ کہا، استاد نے یہ کہا، اور میں یہ کہتا ہوں، پھر جو اس نے تقریر کی تو اس کی تقریر کی لطافت، روانی اور جولانی کو دیکھ کر مبارک شاہ پر وجد طاری ہو گیا اور وہ فرط مسرت میں رقص کرنے لگے۔

اندر جا کر دیکھا تو یہ وہی ہونہار طالب علم تھا جو سولہ [۱۶] مرتبہ ''شرح مطالع'' پڑھنے کے بعد شوق کا دریا سینے میں چھپائے خود شارح کے پاس ''ہرات'' جا پہنچا تھا۔ اس وقت شارح، عمر کی ایک سو بیس [۱۲۰] منزلیں طے کر چکے تھے۔ اور ان کی پلکیں ڈھلک کر آنکھوں کے اوپر آ چکی تھیں۔ انہوں نے بمشکل پلکوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو نوجوان کی آنکھوں میں بلا کی ذہانت چمک رہی تھی۔ انہوں نے اپنے بڑھاپے کے پیش نظر پڑھانے سے معذرت کی اور اس نوجوان کے والہانہ شوق کو دیکھتے ہوئے یہ مشورہ دیا کہ تم مبارک شاہ کے پاس مصر چلے جاؤ وہ ہو بہو میری کاپی ہے۔

مبارک شاہ کو یاد آیا کہ جب یہ شوق مجسم میرے پاس آیا تھا تو میں نے تعلیم کے لیے دو [۲] شرطیں لگائی تھیں ایک یہ کہ تمہیں مستقل طور پر سبق شروع نہیں کرایا جائے گا، کوئی امیر زادہ پڑھنے کے لیے آئے گا تو تم بھی شریک درس ہو سکو گے، دوسری یہ کہ تمہیں کوئی سوال پوچھنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ علم کے شیدائی نے یہ دونوں شرطیں خندہ پیشانی سے قبول کر لیں، اور درس میں شریک ہونے لگا۔

آج مبارک شاہ کو اندازہ ہوا کہ یہ نوجوان امتحان میں کامیاب ہو چکا ہے، آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا اور اجازت دے دی کہ آج کے بعد تم جو پوچھنا چاہو، پوچھ سکتے ہو، یہ ہونہار طالب علم ''میر سید شریف جُرجَانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی'' تھے۔

آپ کا نام علی ابن محمد ابن علی جرجانی ہے۔ آپ حسینی ہیں ۲۲ شعبان ۷۴۰ھ بمطابق ۱۳۳۹ء کو ''جرجان'' (مملکت خوارزم کے ایک شہر) میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے اکابر علماء سے علم حاصل کیا۔ مبارک شاہ سے ''شرح مطالع'' پڑھی۔ ''ہدایہ'' کے محشی علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ یہاں تک کہ اپنے ہم عصر علماء سے سبقت لے گئے۔ اور ''السید''، ''السند''، ''الشریف'' اور ''میر سید'' کے القاب سے مشہور ہوئے۔

میر سید نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ خواجہ علاء

الدین محمد ابن محمد عطار بخاری سے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ سید کہا کرتے تھے''جب تک میں حضرت عطار بخاری کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالی کو جیسے چاہیے تھا نہیں پہچانتا تھا''۔

۷۷۰ھ میں بادشاہ شجاع الدین مظفر''قصر زرد'' میں مقیم تھا۔ میر سید نے اس تک رسائی کے لیے عجیب طریقہ نکالا۔ فوجیوں کا لباس پہن کر راستہ میں کھڑے ہوگئے۔ علامہ تفتازانی بادشاہ کے پاس جارہے تھے کہ راستے میں میر سید مل گئے اور کہنے لگے میں مسافر ہوں اور تیر اندازی میں مہارت رکھتا ہوں، آپ بادشاہ سے سفارش کریں کہ مجھے ملاقات کا موقع دیا جائے۔ علامہ کی سفارش پر بادشاہ نے انہیں طلب کیا اور کہا کہ تیر اندازی کا مظاہرہ کرو۔ میر سید نے جیب سے کاغذات کا ایک مجموعہ نکال کر پیش کیا جس میں مختلف مصنفین پر اعتراضات تھے اور کہا کہ یہ میرے تیر ہیں اور یہ میرا فن ہے۔ علامہ تفتازانی کے فضل وکمال کے سامنے اس جرأت کا مظاہرہ کرنا سید ہی کا کام تھا۔ بادشاہ نے سید کا بڑا احترام کیا اور اپنے ساتھ''شیراز'' لے جا کر مدرسہ دار الشفا کا مُدَرِّس بنادیا۔ سید سند دس۱۰ سال تک وہاں درس وتدریس میں مصروف رہے۔

جب تیمور لنگ نے''شیراز'' پر حملہ کیا اور فتح کے بعد لوٹ مار کا بازار گرم ہوا، تو ایک وزیر کی سفارش پر سید کو پناہ ملی۔ تیمور انہیں اپنے ساتھ''وراء النہر'' لے گیا۔ میر سید،''سمرقند'' میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ اس زمانے میں علامہ تفتازانی تیمور کی مجالس کے صدر الصدور تھے تیمور کہا کرتے تھے کہ اگرچہ علم وفضل میں دونوں برابر ہیں لیکن سید کو نسبی اعتبار سے تفتازانی پر فضیلت حاصل ہے۔

تیمور لنگ کی سلطنت کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کا اکثر حصہ اس کے زیر نگیں تھا میر سید کو اس کے دربار میں تقرب حاصل تھا۔ ایک دفعہ میر سید نے علامہ تفتازانی کے حواشی''کشاف'' پر اعتراض کیا۔ زیر بحث''کشاف'' کی وہ عبارت تھی جس میں''**أُولَـٓئِكَ عَلَى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ**'' میں بیک وقت استعارہ تبعیہ اور تمثیلیہ قرار دیا گیا ہے۔ تیمور کے سامنے مناظرہ ہوا، نعمان معتزلی کو جج مقرر کیا گیا جس نے سید کے حق میں فیصلہ دیا۔ تیمور نے سید کے اعزاز میں اضافہ کردیا اور علامہ تفتازانی کے مرتبہ میں کمی کردی۔ یہ ۷۹۱ھ کا واقعہ ہے۔ علامہ تفتازانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا اسی غم میں محرم ۷۹۲ھ میں انتقال ہوگیا۔

پھر حضرت شیخ محمد ابن الجزری اور میر سید کے درمیان ۸۰۶ھ میں مناظرہ ہوا اور علامہ جزری غالب ہوئے تیمور نے ان کا مرتبہ بڑھادیا اور سید کا مرتبہ کم کردیا علامہ عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''**وَهٰذَا الْكُلُّ مِنْ سُوْءِ فَهْمِ الْاَمِيْرِ فَإِنَّ الْإِفْحَامَ فِيْ مَسْئَلَةٍ لَايُوْجِبُ نُقْصَانًا فِيْ عِلْمِ الْعَالِمِ** یعنی یہ سب تیمور لنگ کی کم فہمی کا نتیجہ تھا ورنہ کسی ایک مسئلے میں لاجواب

ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کا علم ناقص ہے''۔

مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں: ''تذکرہ نگار متفق ہیں کہ سید حنفی تھے، میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کسی نے انہیں شافعیہ میں شمار کیا ہو، البتہ علامہ تفتازانی کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ حنفی تھے یا شافعی تھے''۔

علامہ زرکلی فرماتے ہیں''عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْمَعْرُوْفُ بِـ"الشَّرِيْفِ الْجُرْجَانِيُ" فَيْلَسُوْفٌ مِنْ كِبَارِ الْعُلَمَاءِ بِالْعَرَبِيَّةِ وُلِدَ فِيْ ''تَاكُوْ'' قُرْبِ اِسْتَرْآبَادَ وَدَرَّسَ فِيْ ''شِيْرَازَ'' یعنی علی ابن محمد علی المعروف شریف جرجانی، عظیم فلسفی اور عربی کے اکابر علماء میں سے تھے، استرآباد کے قریب ''تاکو'' میں پیدا ہوئے اور ''شیراز'' میں درس دیا''۔

تصانیف:

سید سند علیہ رحمۃ اللہ الاحد نے پچاس[۵۰] سے زیادہ تصانیف یادگار چھوڑیں، جو ان کے علم و فضل کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ چند تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شیریفیہ شرح سراجی (۲) شرح وقایہ (۳) شرح مفتاح (۴) شرح تذکرہ طوسی (۵) شرح تلخیص چغمینی (علم ہیئت میں) (۶) شرح کافیہ (فارسی) علامہ عبدالحق خیرآبادی نے ''تسہیل الکافیہ'' کے نام سے اسی کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ (۷) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۸) حاشیہ مشکوۃ (۹) حاشیہ ہدایہ (۱۰) حاشیہ شرح شمسیہ (میر قطبی) (۱۱) حاشیہ مطول (۱۲) حاشیہ رضی (۱۳) حاشیہ تلویح (۱۴) صرف میر (۱۵) نحومیر (فارسی) (۱۶) صغریٰ کبریٰ (۱۷) تعریفات (۱۸) مناقب خواجہ نقشبند وغیرہا۔ ان میں سے متعدد کتابیں درس نظامی کے نصاب میں داخل ہیں۔

نحومیر:

نوعمری کے زمانہ میں لکھی ہوئی وہ مختصر اور بابرکت کتاب ہے جو پاک و ہند کے تمام مدارس میں داخل نصاب ہے اور بلا شبہ لاکھوں علماء اسے پڑھ چکے ہیں، اس میں نحو کے مسائل انتہائی آسان زبان میں بیان کیے گئے ہیں۔ جس طالب علم کو یہ کتاب اچھی طرح یاد ہو، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے عبارت پڑھنے میں دشواری نہیں ہوگی ''نحومیر'' سے پہلے ضروری ہے کہ طالب علم ''میزان الصرف'' یا صرف کی کوئی ابتدائی کتاب پڑھ چکا ہو اور اسے عربی مفردات کا کچھ ذخیرہ یاد ہو۔

انتقال پرملال:

چہارشنبہ (بدھ) ۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ میں سید سند کا وصال ہوا ''مشہور دارین'' تاریخ وفات ہے۔

(ماخوذ از تحریر شرف ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف القادری علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مدرسین کے لیے مَدَنی پھول

(۱)......مسند تدریس پر فائز ہونا بہت بڑی سعادت ہے، باعمل مسلمانوں پر مشتمل مدنی معاشرے کی ترتیب، طلبہ کی مدنی تربیت اوران کے ظاہر و باطن کو خصائل رذیلہ سے پاک کرکے اوصاف حمیدہ سے مزین کرنا اورانہیں معاشرے کا ایک باکردار مسلمان بنانے میں استاذ کا کردار بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔لہذا اللہ عزوجل کی عطا کردہ اس عظیم نعمت تدریس کو اچھی اچھی نیتوں سے مزین کرکے اس کی رضا کو اپنے پیش نظر رکھے۔

(۲)......چونکہ طلبہ طویل عرصے تک روزانہ استاذ کی صحبت میں بیٹھتے اوراستاذ کی ذات میں پائے جانے والے اوصاف کو اپنی ذات میں منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لہذا اگراستاذ حسنِ اخلاق کا پیکر، مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والا، عفوودرگزر سے کام لینے والا، مدنی انعامات پرعمل کرنے والا، حقیقی عاجزی اختیار کرنے والا، قناعت پسند، خوش طبع ونفاست پسند اور خوف خدا عزوجل رکھنے والا ہوگا تو ان شاءاللہ عزوجل اس کے طلبہ بھی ان اوصاف کو اپنانے والے بنیں گے۔

(۳)......اپنے طلبہ کو اشاعت علم دین کا ذہن دیتا رہے تا کہ قریہ قریہ نگرنگر علم کے کثیر چراغ روشن ہوں اور جہالت کے اندھیرے دور ہو جائیں، طلبہ کے عمل میں بہتری لانے اوران کے عملی جذبات کو تقویت دینے کے لیے خود اپنی ذات پرعمل کو نافذ کرکے اور راہ خدا عزوجل میں سفر کرکے ترغیب دلائے تا کہ وہ معاشرے کے ابتر حالات اور پھیلی ہوئی جہالت کو دیکھتے ہوئے اس مدنی مقصد کو اپنالیں کہ **''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے ان شاء اللہ** عزوجل''۔

(۴)......طلبہ کو اشاعت علم دین کا ذہن دینے کے لیے تدریس کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً بزرگان دین رحمہم اللہ المبین کے علم دین سیکھنے، سکھانے کے واقعات بیان کرنا بھی نہایت مفید ہے۔

(۵)......استاذ اور شاگرد کا تعلق انتہائی مقدس ہوتا ہے لہذا استاذ کو چاہیے کہ اپنے طلبہ کی بہتر تربیت کے لیے ان اوصاف کا حامل بننے کی کوشش کرے: ☆ طلبہ کو اپنی اولاد کی مثل جاننا۔ ☆ ان کی ناکامی پر رنجیدہ اور کامیابی پر اظہارمسرت کرنا۔ ☆ بیمار ہونے پر ان کی عیادت کرنا۔ ☆ طلبہ کی غم

خواری کرنا۔☆ان کے مسائل کے حل میں معاونت کرنا۔☆علم کا شوق دلانا۔☆استقامت کی ترغیب دینا۔☆فکر آخرت پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔☆مہذب انداز تخاطب رکھنا۔☆نام نہ بگاڑنا۔☆طلبہ کی حوصلہ افزائی کرنا۔☆ان کی صلاحیتوں کو نکھارنے کی کوشش کرنا۔☆ان کے ذاتی معاملات میں دخل نہ دینا۔☆سب کے ساتھ یکساں تعلقات رکھنا۔

(۶)......نحو میر کی تیاری ان کتابوں سے کی جاسکتی ہے: (۱) البشیر شرح نحو میر (۲) حاشیہ علامہ شرف قادری صاحب رحمہ اللہ (۳) تبصیر شرح نحو میر وغیرہ۔

(۷)......کسی بھی کتاب کو اول تا آخر پڑھا دینے یا وقتی طور پر طلبہ کا اسے یاد کر کے سنا دینے سے مقصود اصلی حاصل نہیں ہوتا، جب تک طلبہ اسے بعد میں یاد نہ رکھیں۔ لہذا استاد کو چاہیے کہ پچھلے اسباق بھی طلبہ سے وقتاً فوقتاً سنتا رہے۔

(۸)......طلبہ سے مختلف انداز میں سوال کر کے بھی ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاسکتا ہے مثلا: گردانیں سنتے وقت استاد اس طرح پوچھے: ''مارا ہم دونے'' اس کا عربی صیغہ کیا ہے؟، اسی طرح ''مارتی ہے وہ ایک عورت'' عربی صیغہ کیا ہے؟ **علی ھذا القیاس**.

(۹)......کسی بھی سبق کے آخر میں دیے گئے سوالات بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں لہذا طلبہ سے وہ سوالات ''ہوم ورک'' کے طور پر حل کروائیں، اور بعد میں سننے کا سلسلہ بھی رکھیں۔

(۱۰)......جو کتاب جس فن سے تعلق رکھتی ہے اس کی اہمیت، اسباق کی تیاری اور تدریس کا انداز بھی اسی کے مطابق ہوگا چونکہ ''نحو میر'' علم النحو کی ابتدائی اور نہایت ہی اہم کتاب ہے لہذا اس کے پڑھانے والے کو چاہیے کہ ''نحو میر'' پڑھانے میں مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھے:

(1)......طلباء کو ''نحو میر'' اچھی طرح زبانی یاد کرائیں اور بار بار سنیں۔

(2)......ابتداءً سہ اقسام، اسم فعل اور حرف کی پہچان کرائیں اور جو مثال سامنے آئے اس کے ایک ایک لفظ کے بارے میں پوچھیں کہ یہ سہ اقسام سے کیا ہے؟

(3)......شش اقسام: ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید، رباعی مجرد، رباعی مزید، خماسی مجرد اور خماسی مزید کی

پہچان کرائیں۔

(4)......ہفت اقسام کے بارے میں شناخت کرائیں جو اس شعر میں مذکور ہیں:

صحیح است ومثال است ومضاعف لفیف وناقص ومہموز واجوف

(5)......مصدر اور مشتق کے بارے میں پوچھیں کہ یہ کس باب سے ہے؟

(6)......ابتدائی اسباق میں مفرد ومرکب اور مرکب تام ومرکب ناقص کا فرق ذہن نشین کرائیں، پھر جملہ خبریہ اور انشائیہ، جملہ اسمیہ اور فعلیہ نیز مسند اور مسند الیہ کی شناخت کرائیں۔

(7)......پھر آگے جا کر معرب اور مبنی، متمکن اور غیر متمکن کے بارے میں پوچھیں، غیر متمکن ہے تو اس کی آٹھ قسموں میں سے کونسی قسم ہے؟ متمکن ہے تو اس کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے؟ اس قسم کا اعراب کیا ہے اس وقت کونسا اعراب ہے اور کیوں؟

(8)......اسم، ظاہر ہے یا ضمیر؟ ضمیر ہے تو کونسی قسم ہے؟ مرفوع، منصوب یا مجرور، پھر متصل ہے یا منفصل؟

(9)......معرفہ ہے یا نکرہ؟ معرفہ ہے تو کونسی قسم ہے؟ مذکر ہے یا مؤنث؟ مؤنث ہے تو اس کی علامت کیا ہے؟ اسی طرح مفرد ہے یا جمع؟ جمع ہے تو اس کی کونسی قسم ہے؟ جمع سالم ہے یا مکسر، جمع قلت ہے یا کثرت؟

(10)......فعل مضارع کا صیغہ آئے تو پوچھا جائے کہ یہ معرب ہے یا مبنی؟ معرب ہے تو اس کی چار قسموں میں سے کونسی قسم ہے؟ اور اس کا اعراب کیا ہے؟

(11)......عامل اور معمول کی نشان دہی کرائیں، عامل لفظی ہے یا معنوی؟ عامل لفظی ہے تو وہ اسم ہے یا فعل یا حرف؟ اس عامل کے بارے میں پوچھیں کہ وہ کیا عمل کرتا ہے؟ عامل معنوی ہے تو کونسا ہے اور وہ کیا عمل کرتا ہے؟

(12)......معمول متبوع ہے یا تابع، تابع ہے تو کونسی قسم؟ اس کی تعریف کیا ہے؟

(13)......اسم متمکن منصرف ہے یا غیر منصرف؟ غیر منصرف کی تعریف کیا ہے؟ اس جگہ وہ کونسے

دو سبب ہیں جن کی وجہ سے کلمہ غیر منصرف ہے؟

(14)......انتہائی ضروری ہے کہ نحو میر زبانی یاد کرائیں، طالب علم جتنے مسائل پڑھتا جائے۔ ان کا اجراء اول سے آخر تک ہوتا رہے تو **إن شاء اللہ العزیز** اسے شرح مائۃ عامل کی ترکیب میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی اور عبارت کا پڑھنا اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہوگا۔

(15)......طالب علم کی استعداد کے مطابق اسے چھوٹے چھوٹے جملے دیئے جائیں تاکہ وہ عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں ترجمہ کرے، اس طرح اسے لکھنے اور بولنے کی قدرت بھی حاصل ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا مدنی پھولوں کو اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجانے اور اس کی خوشبو سے اپنے درجے، جامعہ اور مدرسے کو معطر کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

ابتدائی باتیں

نحو کی تعریف:

علم نحو وہ علم ہے جس کے ذریعے اسم فعل اور حرف کے آخر کی حالت معلوم ہوتی ہے کہ اس میں تبدیلی آتی ہے یا نہیں اور کلمات کو آپس میں جوڑنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

موضوع:

علم کا موضوع وہ چیز ہے کہ علم میں جس کے حالات سے گفتگو کی جائے۔نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔نحو میں کلمہ کی بحث اس اعتبار سے ہوتی ہے کہ اس کا آخر بدلتا ہے یا نہیں؟

غرض:

عربی کلام میں لفظی خطا سے بچنا، یعنی خالص عربوں کے طریقے کے مطابق کلمات کو جوڑنا اور کلمات کے آخر میں تبدیلی لانا یا نہ لانا۔

واضع:

نحو کے واضع حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔حضرت ابوالاسود ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۶۹ھ) فرماتے ہیں: ''میں نے باب مدینۃ العلم حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ کسی فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے ایک شخص کو غلط گفتگو کرتے ہوئے سنا ہے۔میں چاہتا ہوں عربی کے قواعد پر کوئی کتاب لکھی جائے، تین دن کے بعد حاضر ہوا تو آپ نے ایک صحیفہ عنایت فرمایا جس میں اسم فعل اور حرف کی تعریف تھی اور فرمایا تم تلاش اور جستجو سے اس میں اضافہ کردو۔'' سیدنا ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں باب عطف، نعت، تعجب، اور حروف مشبہ بالفعل کا اضافہ کیا۔جو کچھ لکھتے اسے اصلاح کے لیے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں پیش کردیتے۔

وجہ تسمیہ:

جب حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی کچھ لکھ چکے تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مَا اَحْسَنَ هٰذَا النَّحْوَ قَدْ نَحَوْتَ '' یعنی تو نے کتنے اچھے طریقے کا قصد کیا۔اسی بناء پر اس علم کا نام ''نحو'' قرار پایا۔لفظ ''نحو'' کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔(۱) قصد (۲) جہت (۳) مثل (۴) نوع۔اس علم کو پہلے معنی کے اعتبار سے ''نحو'' کہا جاتا ہے کیونکہ مصدر بعض اوقات اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے خلق بمعنی مخلوق اسی طرح قصد بمعنی مقصود ہے۔

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ (۱)

اَلۡحَمۡدُ (۲) لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالۡعَاقِبَةُ (۳) لِلۡمُتَّقِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ أَجۡمَعِيۡنَ ط أَمَّا بَعۡدُ.

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

❶......اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ۔ یہ ترجمہ امام اہل سنت عاشق ماہ نبوت، حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان عَلَيۡهِ رَحۡمَةُ الرَّحۡمٰنِ نے کیا ہے۔ بعض لوگ اس طرح ترجمہ کرتے ہیں: ''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے'' حالانکہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے ابتداء نہیں ہوتی بلکہ سب سے پہلے یہ جملہ آتا ہے: ''شروع کرتا ہوں''۔

❷......اَلۡحَمۡدُ میں الف لام یا تو جنس کا ہے جس کا مطلب ہے: ''حقیقت حمد اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے'' یا استغراق کا ہے جس کا معنی ہے: ''تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں''۔ حمد کا معنی ہے: ''زبان سے بطور تعظیم کسی کی اختیاری خوبی بیان کرنا''۔ لفظ اللہ اس ذات پاک کا علم ہے جس کا موجود ہونا ضروری ہے اور وہ تمام صفات کاملہ کی جامع ہے۔ رَبّ کا معنی ہے: ''پالنے والا''۔ اَلۡعٰلَمِيۡنَ: عَالَم (بفتحۂ لام) کی جمع ہے، اللہ عَزَّوَجَلّ کے علاوہ جمیع مخلوق کو عالَم کہا جاتا ہے۔

❸......اَلۡعَاقِبَةُ بمعنی آخرت، اَلۡمُتَّقِيۡنَ: مُتَّقِي کی جمع ہے بمعنی پرہیز گار۔ یہاں اَلۡعَاقِبَةُ سے پہلے لفظ خَيۡرُ مضاف محذوف ہے یعنی: آخرت تو ہر مؤمن و کافر متقی اور غیر متقی کے لیے ہے لیکن اچھی عاقبت صرف پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ اَلصَّلٰوةُ: رحمت کاملہ۔ اَلسَّلَامُ :سلامتی۔ مُحَمَّد: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک ہے یعنی: وہ ذات جن کی بار بار اور بکثرت تعریف کی گئی۔ **مسئلہ:** حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر پکارنا اور یَا مُحَمَّدُ کہنا ہمارے لیے جائز نہیں لیکن اگر صفت والا معنی مراد ہو تو یَا مُحَمَّدُ کہنا جائز ہے۔ آل: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسلمان رشتہ دار اور ازواج مطہرات۔ أَجۡمَعِيۡنَ : تمام۔

(نوٹ): حدیث پاک کے مطابق ہر اچھے کام کی ابتداء بِسۡمِ الله اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے کرنی چاہیے۔ مصنفین اسلام کا طریقہ ہے کہ اپنی کتابوں کو حمد خدا اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شروع کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس کے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

سبق نمبر:1

﴿......لفظ کی اقسام......﴾

جان لے[۱] اے طالب علم! اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی کہ کلام عرب میں استعمال ہونے والے لفظ[۲] کی دو قسمیں ہیں: مفرد اور مرکب۔

طفیل ملتی ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو نمکین حسن والا ہمارا نبی ﷺ

❶...... جان لے، چونکہ بچہ طبعی طور پر کھیل کود کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت پڑھنے کی طرف مائل نہیں ہوتی اس لیے اسے سبق کی طرف مائل کرنے کے لیے تنبیہ کی جارہی ہے ساتھ ہی اسے دعا بھی دیدی ''اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی'' (اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت فرمائے۔) تاکہ اسے محسوس ہو کہ مصنف اور استاذ میرے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں اور اسے شوق پیدا ہو۔ (تنبیہ) ضروری ہے کہ ''نحو میر'' پڑھنے سے پہلے طالب علم تین مرحلے طے کر چکا ہو: (۱) عربی زبان کے مفرد الفاظ کا اچھا خاصا ذخیرہ اسے یاد ہو۔ (۲) اسے معلوم ہو کہ ماضی مضارع وغیرہ مصدر سے کس طرح بنائے جاتے ہیں اور ان کی گردانیں صرف صغیر اور کبیر یاد ہوں۔ (۳) صرف کے ضروری قواعد یاد ہوں مثلاً سہ اقسام، شش اقسام، ہفت اقسام، صحیح، معتل، مہموز، اور مضاعف کے قواعد یاد ہوں۔ تب اسے ''نحو میر'' پڑھنے سے تین فائدے حاصل ہوں گے: (۱) عربی عبارت کی ترکیب کا طریقہ معلوم ہوگا۔ مثلاً فعل، فاعل، مفعول، مبتدا، خبر جملہ اسمیہ وفعلیہ وغیرہ۔ (۲) اسم، فعل اور حرف کے بارے میں معلوم ہوگا کہ معرب ہے یا مبنی، پھر معرب ہے تو اسے کس طرح پڑھنا ہے اور مبنی ہے تو کس حالت پر۔ (۳) قواعد عربیہ کے مطابق عبارت پڑھنے اور بولنے کا ملکہ حاصل ہوگا۔ (تنبیہ) یہ فوائد اسی وقت حاصل ہونگے جب استاذ طالب علم کو اول سے آخر تک ''نحو میر'' یاد کرائے، بار بار سنے، صیغے دریافت کرے اور جہاں کہیں عربی عبارات اور مثالیں آئیں ان کی ترکیب بھی کرائے۔ یہاں تک کہ طالب علم اس میں خوب ماہر ہو جائے۔ مثلاً آج کے سبق میں **اَرْشَدَ** صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مزید صحیح از باب افعال۔

❷...... زبان کسی جگہ اعتماد کر کے جو آواز نکالتی ہے اسے ''لفظ'' کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لفظ مُفرَد کی تعریف:

مفرد وہ اکیلا لفظ جو کسی ایک معنی پر دلالت کرے۔ایسے لفظ کو ''کلمہ'' بھی کہتے ہیں۔

کلمہ کی اقسام

کلمہ کی تین قسمیں ہیں:(۱) اِسم [۱]۔جیسے: رَجُلٌ (مرد) (۲) فعل [۲] جیسے:ضَرَبَ (مارا اس ایک مرد نے) (۳) حَرف [۳]۔جیسے: هَلْ (کیا)۔

(۲) لفظ مُرَکَّب کی تعریف:

مرکب وہ لفظ جو دو یا دو سے زائد کلموں کا مجموعہ ہو۔جیسے: غُلامُ زَیْدٍ (زید کا غلام) زَیْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے۔)

لفظ مرکب کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: i...مرکب مفید ii...مرکب غیر مفید۔

(۱) مرکب مفید کی تعریف:

وہ مرکب کہ جب بات کرنے والا اس پر سکوت اختیار کرے (خاموش

---

(۱) بامعنی: یعنی وہ لفظ جس کا کوئی معنی بنتا ہو۔جیسے: رَجُلٌ (مرد) اِسے ''**موضوع**'' اور ''**مستعمل**'' بھی کہتے ہیں۔(۲) بے معنی: یعنی وہ لفظ جس کا کوئی معنی نہ بنتا ہو۔جیسے: جسق. یہ بے معنی لفظ ہے۔اِسے ''مہمل'' بھی کہتے ہیں۔

❶......اسم: وہ کلمہ جو تنہا اپنے معنی پر دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔جیسے: رَجُلٌ.

❷......فعل: وہ کلمہ جو تنہا اپنے معنی پر دلالت کرے اور کسی زمانے پر بھی دلالت کرے۔ جیسے:ضَرَبَ.

❸......حرف: وہ کلمہ جو تنہا اپنے معنی پر دلالت نہ کر سکے۔جیسے:مِنْ.

ہو جائے) تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے) اِضْرِبْ زَیْدًا (زید کو مار) اسے "جملہ" اور "کلام" بھی کہتے ہیں۔

جملہ کی اقسام

جملہ کی دو قسمیں ہیں: i...خبریہ ii...انشائیہ۔

(۱) جملہ خبریہ کی تعریف:

وہ جملہ جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ. (زید کھڑا ہے) ضَرَبَ زَیْدٌ. [1] (زید نے مارا۔)

جملہ خبریہ کی اقسام

اس کی بھی دو قسمیں ہیں: i...جملہ اسمیہ ii...جملہ فعلیہ۔

(۱) جملہ اسمیہ کی تعریف:

وہ جملہ جس کا جزءِ اوّل اسم ہو۔ جیسے: "زَیْدٌ عَالِمٌ." [2] اس کا پہلا جزء مسند الیہ ہے اور اسے "مبتدا" کہتے ہیں۔ اور اس کا جزءِ ثانی مسند ہے اور اسے "خبر" کہتے ہیں۔

---

❶......ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) یہ مرکب ہے اور سننے والے کو اس سے زید کے مارنے کی اطلاع مل گئی۔ اسی طرح: اِضْرِبْ (تو مار) لاَ تَضْرِبْ (تو نہ مار) ان مثالوں میں مارنے اور نہ مارنے کی طلب معلوم ہو رہی ہے۔ اس طرح کے تمام مرکبات کو "مرکب مفید"، "جملہ"، "مرکب کلامی" اور "کلام" بھی کہتے ہیں۔

❷......زَیْدٌ عَالِمٌ (زید عالم ہے) اس کا پہلا جزء اسم ہے اسے "مسند الیہ" کہیں گے؛ کیونکہ اس کی طرف عالم ہونے کی نسبت کی گئی ہے اور اسے "مبتدا" بھی کہتے ہیں؛ اس لیے کہ اس سے ابتداء کی گئی ہے۔ دوسرے جزء کو "مسند" کہیں گے؛ کیونکہ اس کی نسبت زید کی طرف کی گئی ہے۔ اسے "خبر" بھی کہتے ہیں ہے؛ کیونکہ زید کے بارے میں جو اطلاع دی گئی ہے وہ یہی ہے۔ (ف) اسم مسند الیہ

(۲) جملہ فعلیہ کی تعریف:

وہ جملہ جس کا جزءِ اوّل فعل ہو۔ جیسے: ''ضَرَبَ زَيْدٌ.'' اس کا پہلا جزء (ضَرَبَ) مسند ہے اسے ''فعل'' کہتے ہیں اور اس کا دوسرا جزء (زَيْدٌ) مسند الیہ ہے، اسے ''فاعل'' کہتے ہیں۔

فائدہ: مسند حکم کو کہتے ہیں اور مسند الیہ وہ ہے جس پر حکم لگایا جائے۔ اسم مسند اور مسند الیہ دونوں بن سکتا ہے۔ فعل مسند بنتا ہے مسند الیہ نہیں بنتا۔ جبکہ حرف نہ مسند بنتا ہے اور نہ ہی مسند الیہ۔

(۲) جملہ انشائیہ کی تعریف:

وہ جملہ جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔ جیسے: اِضْرِبْ.[۱] (تو مار۔)

جملہ انشائیہ کی اقسام[۲]

جملہ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں:

(۱) امر[۳]۔ جیسے: اِضْرِبْ. (۲) نہی۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ.

اور مسند بن سکتا ہے فعل صرف مسند بنتا ہے مسند الیہ نہیں اور حرف ان میں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا۔ اسی لیے جملے کی صرف دو قسمیں ہیں: جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ۔ جملہ حرفیہ نہیں ہوگا۔

❶ ...... اِضْرِبْ (تو مار) اس جملے میں مخاطب سے مارنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ایسے جملے کو ''جملہ انشائیہ'' کہتے ہیں۔

❷ ...... مصنف نے جملہ انشائیہ کی دس قسمیں بیان کی ہیں **امر، نہی، استفہام، تمنی، ترجی، عقود، ندا، عرض، قسم اور فعل تعجب**۔ اس کے علاوہ بھی انشاء کی بعض قسمیں ہیں۔ مثلاً: **افعال مدح وذم** انشاء مدح وذم کے لیے۔ لہٰذا کتاب میں دس قسموں کا ذکر حصر کے لیے نہیں ہے۔ تأمَّلْ.

❸ ...... **(۱) امر کی تعریف:** وہ فعل جس کے ذریعے فاعل مخاطَب سے کام کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔

(۳) استفہام۔ جیسے: ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ ؟ (۴) تمنی۔ جیسے: لَیْتَ زَیْداً حَاضِرٌ. (۵) ترجی۔ جیسے: لَعَلَّ عَمْرواً غَائِبٌ. (۶) عقود۔ جیسے: بِعْتُ. اوراِشْتَرَیْتُ. (۷) ندا۔ جیسے: یَا اَللّٰہُ (۸) عرض۔ جیسے: اَلاَ تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْراً (۹) قسم۔ جیسے: وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْداً (۱۰) تعجب۔ جیسے: مَا اَحْسَنَہٗ اوراَحْسِنْ بِہٖ.

(۲) مرکب غیر مفید کی تعریف:

جیسے: اِضْرِبْ (تومار) (۲) **نہی کی تعریف:** وہ فعل جس کے ذریعے مخاطب سے کسی کام سے رک جانے کا مطالبہ کیا جائے۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ (تو نہ مار۔) (۳) **استفہام کی تعریف:** وہ جملہ جس کے ذریعے کوئی بات پوچھی جائے۔ جیسے: ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ؟ (کیا زید نے مارا) (۴) **تمنی کی تعریف:** وہ جملہ جس کے ذریعے آرزو کا اظہار کیا جائے۔ جیسے: لَیْتَ زَیْداً حَاضِرٌ. (کاش! زید حاضر ہوتا۔) (۵) **ترجی کی تعریف:** وہ جملہ جس کے ذریعے شک کا اظہار کیا جائے۔ جیسے: لَعَلَّ عَمْرواً غَائِبٌ. (شاید عمر غائب ہے۔) (ف) تمنی اور ترجی میں فرق یہ ہے کہ تمنی ممکن اور ناممکن دونوں کی ہوتی ہے جبکہ ترجی صرف ممکن کی ہوتی ہے۔ (۶) **عقود:** عقد کی جمع ہے۔ عقد کی تعریف: وہ جملہ جس کے ذریعے کوئی سودا یا معاملہ طے کیا جائے۔ مثلاً خرید وفروخت کے وقت بیچنے والا کہے: بِعْتُ (میں نے فلاں چیز فروخت کی) اور خریدنے والا کہے: اِشْتَرَیْتُ (میں نے وہ چیز خریدی۔) (۷) **ندا کی تعریف:** وہ جملہ جس کے ذریعے کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا مقصود ہو۔ جیسے: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ. (ف) اس میں رسول خدا عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا مقصود ہے، تاکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی توجہ سے ہمارے بگڑے کاموں کو بنادیں اسی لیے یہاں جواب ندا نہیں لاتے؛ کہ زبان حال سب کچھ بتا رہی ہے۔ (۸) **عرض کی تعریف:** وہ جملہ جس کے ذریعے دوسرے کو کسی کام کے کرنے پر ابھارا جائے۔ جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْراً (کیا تو ہمارے ساتھ نہیں اترے گا کہ تو بھلائی پائے۔) (۹) **قسم کی تعریف:** وہ جملہ جس کے ذریعے کسی محترم چیز کا ذکر کرکے اپنی بات کو پختہ کیا جائے۔ جیسے: وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْداً (خدا کی قسم! میں زید کو ضرور ماروں گا) اس میں وَاللّٰہِ قسم ہے، اور جس بات کو پختہ کرنا مقصود ہو

وہ مرکب کہ جب بات کرنے والا اس پر سکوت اختیار کرے (خاموش ہو جائے) تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ.[1] (زید کا غلام۔)

مرکب غیر مفید کی اقسام

مرکب غیر مفید کی تین قسمیں ہیں:

i......مرکب اضافی ii......مرکب بنائی iii......مرکب منع صرف۔

(۱) مرکب اضافی کی تعریف:

وہ مرکب غیر مفید جس میں پہلے جزء کو دوسرے جزء کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ. اس کے جزء اول کو ''مضاف'' اور جزء ثانی کو

اسے ''جواب قسم'' کہتے ہیں۔ (۱۰) **تعجب کی تعریف:** جس چیز کا سبب مخفی ہو اسے دیکھنے سے انسان پر جو حالت طاری ہوتی ہے اسے ''تعجب'' کہتے ہیں۔ جیسے: مَا اَحْسَنَهٗ وَاَحْسِنْ بِهٖ. دونوں کا معنی ہے: (وہ کتنا حسین ہے۔) (ف) چونکہ انشاء کا معنی ہے: کسی ایسی چیز کو وجود میں لانا جو موجود نہ ہو۔ اور مذکورہ بالا تمام قسموں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ نیز ان تمام اقسام میں طلب بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے قسم میں مطالبہ ہے کہ میری بات پر یقین کیا جائے، عرض میں مطالبہ ہے کہ میری بات مانی جائے، تعجب میں مطالبہ ہے کہ سامع بھی اس پر تعجب کرے۔ (ف) عربی میں لفظ عُمَرُ اور عَمْرٌو میں فرق کرنے کے لیے عَمْرٌو کے بعد واو لکھی جاتی ہے جو پڑھنے میں نہیں آتی۔ (ف) خیال رہے کہ جار مجرور ہمیشہ کسی فعل یا شبہ فعل کے متعلق ہوتے ہیں جو کبھی کلام میں مذکور ہوتے ہیں اور کبھی محذوف اگر مذکور ہوں تو جار مجرور کو ''ظرف لغو'' اور اگر محذوف ہوں تو جار مجرور کو ''ظرف مستقر'' کہتے ہیں۔

(۱)......غُلَامُ زَيْدٍ. اس سے سننے والے کو نہ تو کوئی اطلاع ملی ہے اور نہ اسے یہ معلوم ہوا کہ مجھ سے کچھ طلب کیا جا رہا ہے لہذا صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو جانا مُتَکلِّم کے لیے درست نہیں۔ اس طرح کے مرکبات کو ''مرکب غیر مفید''، ''مرکب ناقص'' اور ''مرکب غیر کلامی'' بھی کہتے ہیں۔

''مضاف الیہ'' کہتے ہیں۔ اور مضاف الیہ ہمیشہ ''مجرور'' ہوتا ہے۔

(۲) مرکب بنائی کی تعریف:

وہ مرکب غیر مفید جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہو اور ان میں سے دوسرا اسم کسی حرف کو شامل ہو۔ جیسے: اَحَدَ عَشَرَ. سے تِسْعَةَ عَشَرَ. جو اصل میں ''اَحَدٌ وَعَشَرٌ'' اور ''تِسْعَةٌ وَعَشَرٌ'' تھے؛ درمیان سے واؤ کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ایک کر دیا گیا ہے۔ اس مرکب بنائی کے دونوں جزء ''مبنی بر فتح'' ہوتے ہیں۔ سوائے اِثْنَا عَشَرَ. کے؛ کیونکہ اس کا پہلا جزء ''معرب'' اور دوسرا ''مبنی بر فتح'' ہوتا ہے۔

(۳) مرکب منع صرف کی تعریف:

وہ مرکب غیر مفید جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہو اور ان میں سے دوسرا اسم کسی حرف کو شامل نہ ہو۔ جیسے: بَعْلَبَكُّ. اور حَضَرَمُوْتُ. اکثر علماء[1] کے نزدیک اس کا پہلا جزء ''مبنی بر فتح'' اور دوسرا جزء ''معرب'' ہوتا ہے۔

تنبیہ:

(۱) خیال رہے کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا کوئی جزء واقع ہوتا ہے۔

---

[1] ......قولہ: (اکثر علماء کے نزدیک). اس میں علماء کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے ایک مذہب تو یہی ہے جو مصنف کا مختار ہے کہ اس کا پہلا جزء مبنی بر فتح اور دوسرا جزء معرب باعراب غیر منصرف ہے۔ کہا جائے گا: هٰذَا بَعْلَبَكُّ. رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ. وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ. اور بعض علماء کہتے ہیں کہ دونوں جزء معرب ہیں پہلا جزء مضاف دوسرا جز مضاف الیہ اور منصرف ہے۔ کہا جائے گا: هٰذَا بَعْلُبَكٍّ. رَأَيْتُ بَعْلَبَكٍّ. وَمَرَرْتُ بِبَعْلِبَكٍّ. تیسرا مذہب بھی بعینہ یہی ہے لیکن دوسرے جزء کو مضاف الیہ غیر منصرف کہتے ہیں۔ کہا جائے گا: هٰذَا بَعْلُبَكَّ. رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ. وَمَرَرْتُ بِبَعْلِبَكَّ.

جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ، عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَماً، جَاءَ بَعْلَبَکُّ.

(۲) کوئی بھی جملہ دو کلموں سے کم پر مشتمل نہیں ہوتا خواہ وہ دونوں کلمے لفظاً ہوں جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ. اور زَیْدٌ قَائِمٌ. یا ان میں سے ایک لفظاً ہو اور دوسرا تقدیراً۔ جیسے: اِضْرِبْ. کہ اس میں ایک کلمہ تو یہی اِضْرِبْ ہے اور دوسرا کلمہ اَنْتَ ضمیر ہے جو اس میں پوشیدہ ہے۔ ہاں! جملہ میں دو سے زیادہ کلمے ہو سکتے ہیں، اور زیادتی کی کوئی حد نہیں [1] ہے۔

(۳) نیز جب کسی جملے میں بہت سے کلمات ہوں تو ان میں باہم امتیاز پیدا کرنا چاہیے کہ یہ اسم ہے، فعل ہے یا حرف، اسی طرح دیکھنا چاہیے کہ معرب ہے یا مبنی، عامل ہے یا معمول، نیز سمجھنا چاہیے کہ کلمات کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ تاکہ مسند اور مسند الیہ کا پتا چلے اور جملہ کا معنی اور مطلب تحقیقی انداز میں معلوم ہو سکے۔

☆☆☆☆☆

---

(۱)......قولہ: (زیادتی کی کوئی حد نہیں) مثلاً: ضَرَبَ (فعل) زَیْدٌ (فاعل) عَمْرواً (مفعول بہ) ضَرْباً شَدِیْداً (مفعول مطلق نوعی) فِیْ دَارِہٖ (جار مجرور) اَمَامَ الاَمِیْرِ (مفعول فیہ مکانی) تَادِیْباً (مفعول لہ) وَسُوْطاً (مفعول معہ) رَاکِباً (حال) یہ جملہ نو اجزا پر مشتمل ہے آخر سے ایک ایک جزء کم کرتے جائیں تو آٹھ، سات اور چھ اجزا پر مشتمل جملے کی مثالیں بنتی جائیں گی یہاں تک کہ صرف دو جزء رہ جائیں گے۔ جملہ میں اگر دو سے زیادہ اجزا ہوں تو چند امور خاص طور پر قابل غور ہوں گے۔ (۱) ہر جزء کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ اسم ہے یا فعل یا حرف۔ (۲) معرب ہے یا مبنی (۳) عامل ہے یا معمول (۴) کلمات کا آپس میں کیا تعلق ہے تاکہ مسند الیہ اور مسند کا پتا چل جائے اور جملہ کا معنی صحیح طور پر معلوم ہو جائے۔

سوالات

سوال۱: لفظ کی اقسام اور ان کی تعریفات بیان کریں۔

سوال۲: کلمہ کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

سوال۳: مرکب کی تعریف بیان کریں نیز مرکب کی اقسام مثالیں دے کر واضح کریں۔

سوال۴: مرکب مفید کو کون کون سے نام دیئے جاتے ہیں؟

سوال۵: جملہ اور اس کی اقسام بمع تعریفات بیان کریں۔

سوال۶: مسند اور مسند الیہ کسے کہتے ہیں نیز اسم، فعل اور حرف میں سے کونسی شے مسند الیہ بن سکتی ہے اور کونسی مسند؟

سوال۷: جملہ انشائیہ کی اقسام بمع امثلہ واضح کریں۔

سوال۸: مرکب غیر مفید کی تین قسموں کی تعریف مثالوں کے ساتھ واضح کیجئے۔

سوال۹: جملہ خبریہ کتنی قسموں پر مشتمل ہے ان اقسام کی تعریفات بمع امثلہ بیان کریں۔

سوال۱۰: ایک جملہ کم از کم کتنے اجزا پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ بھی بتائیں کی اِضْرِبْ مرکب مفید ہے یا غیر مفید؟

سوال۱۱: مذکورہ سبق کی روشنی میں درج ذیل الفاظ کی اقسام متعین کیجئے، اور وجہ بھی بتایئے:

اَللّٰهُ ، رَسُوْلُ اللّٰهِ، اَلدَّعْوَةُ الاِسْلَامِيَةُ، فِيْ، زَيْدٌ عَالِمٌ ، اُسْتَاذُنَا ، لَاتَضْرِبْ ، هَلْ اَنْتَ طَالِبٌ؟، ضَرَبَ بَكْرٌ ، مَعْدِيْكَرِبُ ، اَحَدَ عَشَرَ، عَبْدُ اللّٰهِ.
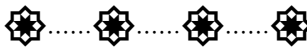
سبق نمبر:2

......اسم، فعل اور حرف کی علامات کا بیان......

اسم کی علامات:

(۱)......شروع میں الف لام کا ہونا۔ جیسے: اَلْحَمْدُ، اَلصَّلَاةُ.

(۲)......شروع میں حرف جر ہونا۔ جیسے: بِزَيْدٍ، اِلَى الْمَدِيْنَةِ.

(۳)......آخر میں تنوین[1] ہونا۔ جیسے: رَجُلٌ، بِلَالٌ.

(۴)......مسند الیہ[2] ہونا۔ جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ. بَكْرٌ فَاضِلٌ.

(۵)......مضاف[3] ہونا۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ، وَلَدُ رَجُلٍ.

(۶)......مصغّر[4] ہونا۔ جیسے: قُرَيْشٌ، رُجَيْلٌ.

---

[1]......تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع پڑھا جاتا ہے۔ نحو میر کے آخر میں تنوین کی پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے چار اسم کے ساتھ خاص ہیں، تنوین ترنم فعل اور حرف پر بھی آجاتی ہے جو محض آواز کی عمدگی کے لیے لائی جاتی ہے۔

[2]......مسند الیہ ہونا اسم کا خاصہ ہے۔ کیوں کہ فعل اور حرف مسند الیہ نہیں ہوسکتے۔

[3]......حرف جر مقدر کے واسطے سے مضاف ہونا اسم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ. کہ یہ اصل میں غُلَامٌ لِزَيْدٍ تھا۔

[4]......مصغّر: وہ اسم جس کے اصل میں تبدیلی کی گئی ہو تا کہ چھوٹا یا ذلیل یا محبوب ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے: رَجُلٌ (مرد) کی تصغیر رُجَيْلٌ (ف) اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت، عاشقِ ماہ نبوت، پروانۂ شمع رسالت، حضرت علامہ ومولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ الامام **احمد رضا خان** بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے متعلق کسی چیز کی تصغیر نہیں لائی جائے گی۔ مثلاً آنکھوں کے لیے انکھڑیاں؛ کیونکہ اس میں بے ادبی کا پہلو پایا جاتا ہے۔ اسی طرح عاشقِ اعلی حضرت، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت، امیر اہل سنت بانیٔ **دعوت اسلامی**

(۷)......منسوب[1] ہونا۔ جیسے: مَکِّیٌّ، مَدَنِیٌّ، بَغْدَادِیٌّ.

(۸)......تثنیہ ہونا۔ جیسے: رَجُلَانِ، عَالِمَانِ.

(۹)......جمع ہونا[2]۔ جیسے: رِجَالٌ.

(۱۰)......موصوف ہونا۔ جیسے: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ.

(۱۱)......آخر میں تاء متحرک کا ہونا۔ جیسے: ضَارِبَةٌ.

فعل کی علامات[3]:

(۱)......ابتداء میں حرف ''قَدْ'' کا ہونا۔ جیسے: قَدْ ضَرَبَ.

(۲)......یا ''س'' کا ہونا۔ جیسے: سَیَضْرِبُ.

حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی مدظلہ العالی سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر ومعنبر پسینہ، باعث نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے لفظ ''کملی والا'' استعمال کرنے سے منع فرماتے ہیں؛ کیوں کہ ''کملی'' تصغیر ہے یعنی چھوٹی چادر۔

❶......منسوب: وہ اسم جس کے آخر میں نسبت کی مشدد یاء زائد کی گئی ہو تا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس کی نسبت اس اسم کی طرف ہے۔ جیسے: بَغْدَادِیٌّ (بغداد والا) مَدَنِیٌّ (مدینہ طیبہ والا) عَطَّارِیٌّ (عطار والا یعنی شیخ طریقت امیر اہل سنت حضرت علامہ ومولانا **محمد الیاس عطار** قادری رضوی مدظلہ العالی کا مرید یا طالب)

❷......خیال رہے کہ فعل کو واحد، تثنیہ اور جمع کہنا محض مجازاً ہے حقیقۃً واحد، تثنیہ اور جمع اس کا فاعل ہوتا ہے یعنی: الف تثنیہ اور واوِ جمع وغیرہ۔

❸......مصنف نے فعل کے آٹھ خواص بیان کیے ہیں: قَدْ کا ابتداء میں ہونا۔ قَدْ فعل ماضی پر آئے تو تقریب (زمانہ ماضی کو حال کے قریب کرنے) اور تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ﴾ مضارع پر آئے تو عموماً تقلیل اور کمی کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: قَدْ یَقْرَءُ زَیْدٌ. (زید کبھی پڑھتا ہے۔) اور کبھی مضارع پر آ کر بھی تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: ﴿قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ﴾۔ (ف) سین اور سَوْفَ صرف فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اسے مستقبل قریب کے معنی میں کر دیتے ہیں، سین میں سَوْفَ کی نسبت زیادہ قرب پایا جاتا ہے۔

(۳)......یا "سَوفَ" کا ہونا۔ جیسے: سَوفَ یَضرِبُ.

(۴)......یا حرف جازم کا ہونا[1]۔ جیسے: لَمْ یَضرِبْ.

(۵)......آخر میں ضمیر مرفوع متصل کا آجانا[2]۔ جیسے: ضَرَبْتَ.

(۶)......یا تائے ساکنہ کا آجانا[3]۔ جیسے: ضَرَبَتْ.

(۷)......امر ہونا۔ جیسے: اِضْرِبْ.

(۸)......نہی ہونا۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ.

حرف کی علامات[4] :

حرف کی علامت یہ ہے کہ اس میں اسم وفعل کی علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے۔

☆☆☆☆☆

---

❶......حرف جازم کا ہونا۔ جیسے: ﴿لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ﴾ (نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا۔)
حروف جازمہ پانچ ہیں: (۱) اِنْ (۲) لَمْ (۳) لَمَّا (۴) لامِ امر (۵) لائے نہی۔

❷......یہ وہ ضمیر ہوتی ہے جو فعل کے آخر میں آتی ہے اور فاعل یا نائب الفاعل بنتی ہے۔ جیسے: ضَرَبْتَ اور قُتِلْتُ.
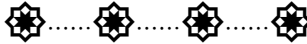
❸......یہ وہ تاء ساکن ہوتی ہے جو فعل ماضی کے آخر میں آتی ہے۔ جیسے: ضَرَبَتْ اور قَتَلَتْ. یہ تاء ضمیر نہیں بلکہ حرف اور علامت ہے، ضمیر هِیَ فعل میں پوشیدہ ہے۔ (ف) فعل کی تمام علامات لفظی ہیں جو پڑھنے میں آتی ہیں۔

❹......حرف کی ایک ہی علامت ہے اور وہ بھی عدمی یعنی اسم اور فعل کی علامت کا نہ ہونا۔
(ف) **عدمی** اسے کہتے ہیں جس میں کسی چیز کے نہ ہونے یا نہ کرنے کا اعتبار ہو۔ جیسے یہاں حرف کی علامت "اسم اور فعل کی علامت کا نہ ہونا" ہے۔

سوالات

سوال۱: اسم کی کتنی اور کون کون سی علامات ہیں؟ امثلہ سے واضح کیجئے۔

سوال۲: فعل کو پہچاننے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال۳: حرف کو پہچاننے کا قاعدہ بیان کریں۔

سوال۴: درج ذیل کلمات میں سے اسم، فعل، حرف کو ان کی علامات کی روشنی میں الگ الگ کریں۔

الرَّحْمٰنُ ، اَلْعَطَّارُ ، قَادِرِیٌّ ، نَصَرَ، فَتَحَ، فِیْ، مِنْ، مُسْلِمُوْنَ، عَالِمَۃٌ، جَامِعَۃُ الْمَدِیْنَۃِ، حُسَیْنٌ، اَبُوْ اُسَیْدٍ، مَدْرَسَۃٌ کَبِیْرَۃٌ، سَیَقُوْلُ، سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، لَمْ یَلِدْ، قَدْ اَفْلَحَ.

سبق نمبر: 3

......معرب اور مبنی (۱) کا بیان......

آخری حرف کے اعتبار سے کلماتِ عرب کی دو قسمیں ہیں: معرب اور مبنی۔

(۱) مُعرَب کی تعریف:

وہ کلمہ جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْداً اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ.

ان مثالوں میں جَاءَ، رَأَیْتُ اور (بِ) عامل ہیں، زَیْدٌ معرب ہے، ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب۔

(۲) مَبْنِی کی تعریف (۲):

وہ کلمہ جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: ھٰؤُلَاءِ کہ یہ

---

(۱)......ہر جملہ کے کلمات کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ معرب ہیں یا مبنی؟ یہ بحث نحو میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے؛ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض کلمات ایسے ہیں کہ ان پر مختلف عمل کرنے والے عامل یکے بعد دیگرے آتے ہیں تو ان کے آخر میں حرف یا حرکت کی تبدیلی آجاتی ہے۔ مثلاً: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ. رَأَیْتُ زَیْداً. مَرَرْتُ بِزَیْدٍ. اس طرح کے کلمات کو ''معرب'' یا ''اسم متمکن'' کہا جاتا ہے۔ اور بعض کلمات پر وہی عامل آتے ہیں لیکن ان کے آخر میں کوئی تبدیلی نہیں آتی مثلاً: جَاءَ نِیْ ھٰؤُلَاءِ، رَأَیْتُ ھٰؤُلَاءِ، مَرَرْتُ بِھٰؤُلَاءِ. اس طرح کے کلمات کو ''مبنی'' یا ''اسم غیر متمکن'' کہا جاتا ہے۔

(۲)......مبنی کی دو قسمیں ہیں: (۱) مبنی الاصل (۲) مشابہ مبنی الاصل۔ مبنی الاصل تین چیزیں ہوتی ہیں: (۱) فعل ماضی (۲) فعل امر حاضر معروف (۳) تمام حروفِ معانی۔ ان کے علاوہ چوتھی چیز فعل مضارع کو بھی مبنی الاصل مانا جاتا ہے بشرطیکہ اس کے آخر میں جمع مؤنث کا نون ہو۔ جیسے: ضَرَبْنَ یا یَضْرِبْنَ. یا نون تاکید ہو اور درمیان میں کوئی حرف حائل نہ ہو۔ یہ پانچ صیغوں میں

حالت رفعی و نصبی و جری میں بدلتا نہیں۔

فائدہ:

تمام حروفِ (معانی) ''مبنی'' ہیں، اور افعال میں سے فعل ماضی، فعل امر حاضر معروف اور فعل مضارع کے وہ صیغے بھی جن کے آخر میں نون جمع مؤنث (نون نسوہ، نون ضمیری) یا نون تاکید (ثقیلہ یا خفیفہ) ہو ''مبنی'' ہوتے ہیں۔

نیز خیال رہے کہ اسم غیر متمکن مبنی ہے اور اسم متمکن جب ترکیب میں واقع ہو معرب ہے۔ اور فعل مضارع بھی معرب ہے جبکہ نون جمع مؤنث و نون تاکید (ثقیلہ و خفیفہ) سے خالی ہو۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ان دو چیزوں (اسم متمکن مرکب مع الغیر اور فعل مضارع مذکور) کے سوا کلام عرب میں کوئی کلمہ معرب نہیں بلکہ ان کے علاوہ تمام کلمات مبنی ہیں۔

اسم غیر متمکن کی تعریف:

اسم غیر متمکن وہ اسم جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے[1]۔

ہوگا: (۱) واحد مذکر غائب جیسے: یَضْرِبَنَّ (۲) واحد مؤنث غائب۔ جیسے: تَضْرِبَنَّ (۳) واحد مذکر حاضر۔ جیسے: تَضْرِبَنَّ. (۴-۵) متکلم کے دو صیغے۔ جیسے: اَضْرِبَنَّ، نَضْرِبَنَّ. علاوہ ازیں بعض حضرات نے ''جملہ'' اور ''اسم غیر مرکب'' (جیسے: زَیْدٌ، رَجُلٌ، شَجَرٌ) کو بھی مبنی الاصل میں شمار کیا ہے۔ اس طرح مبنی الاصل کی کل آٹھ قسمیں بن جاتی ہیں۔ اور مشابہ مبنی الاصل (جسے اسم غیر متمکن بھی کہتے ہیں) کی بھی آٹھ قسمیں ہیں جن کا بیان عنقریب آئے گا۔

[1] ..... مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی کئی صورتیں ہیں: (۱) کسی اسم میں مبنی الاصل کا معنی پایا جائے۔ جیسے: اَیْنَ کہ اس میں ہمزہ استفہام کا معنی ہے، اور اَحَدَ عَشَرَ کے دوسرے جزء میں

فائدہ:

تین چیزیں ''**مبنی الاصل**'' ہیں: (۱) **فعل ماضی**، (۲) **فعل امر حاضر معروف**، اور (۳) **تمام حروف**۔

اسم متمکن کی تعریف:

اسم متمکن وہ اسم جو مبنی الاصل سے مشابہت نہیں رکھتا۔

اسم غیر متمکن کی اقسام [1]

اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام ہیں:

(۱)......ضمائر:

حرف عطف کا معنی ہے۔ (۲) حرف کی طرح اسم اپنا معنی معین کرنے میں غیر کا محتاج ہو۔ جیسے: تمام اسمائے اشارات واسمائے مضمرات اور اسمائے موصولات کہ ان کا معنی معین کرنے کے لیے مشار الیہ اور مرجع اور صلہ کی حاجت ہوتی ہے۔

❶......اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں: پہلی قسم ضمیر ہے۔ **ضمیر:** وہ اسم جس کی وضع متکلم یا مخاطب یا غائب کے لیے ہو۔ اسے ''**مضمر**'' بھی کہتے ہیں۔ اور ضمیر غائب جس کی طرف راجع ہو اسے ''**مرجع**'' (بکسرِ جیم) کہتے ہیں۔ **(ف)** ضمیر کا اعراب محلی ہوتا ہے۔ **اعراب محلی** کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی اسمِ مبنی ایسی جگہ پر آجائے کہ اس جگہ اگر اسم معرب آتا تو اس پر اعراب آجاتا، ضمیر کبھی محل رفع میں واقع ہوگی یعنی فاعل، نائب فاعل یا مبتدا واقع ہوگی اسے ''**ضمیر مرفوع**'' کہا جائے گا۔ اور اگر محل نصب میں واقع ہو تو اسے ''**ضمیر منصوب**'' کہتے ہیں اور اگر محل جر میں واقع ہو یعنی مضاف الیہ ہو یا حرف جر کے بعد آئے تو اسے ''**ضمیر مجرور**'' کہا جائے گا۔ پھر ضمیر مرفوع اور ضمیر منصوب کی دو دو قسمیں ہیں: اگر وہ اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس سے پہلے نہ آسکے تو اسے ''**ضمیر مرفوع متصل**'' یا ''**ضمیر منصوب متصل**'' کہیں گے ورنہ ''**ضمیر مرفوع منفصل**'' یا ''**ضمیر منصوب منفصل**'' کہیں گے۔ اور ضمیر مجرور صرف متصل ہوتی ہے منفصل نہیں ہوتی۔ اس طرح ضمیر کی کل پانچ قسمیں بنتی ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک واحد، تثنیہ یا جمع، مذکر یا مؤنث، متکلم، مخاطب یا غائب ہوتی ہے۔

ضمائر کل ستر 70 ہیں جن میں سے چودہ ضمیریں مرفوع متصل (۱)، چودہ مرفوع منفصل (۲)، چودہ منصوب متصل (۳)، چودہ منصوب منفصل (۴) اور چودہ مجرور متصل (۵) ہوتی ہیں۔

(i)......مرفوع منفصل ضمیریں یہ ہیں:

اَنَا	نَحْنُ	اَنْتَ	اَنْتُمَا	اَنْتُمْ	اَنْتِ	اَنْتُمَا
اَنْتُنَّ	هُوَ	هُمَا	هُمْ	هِيَ	هُمَا	هُنَّ

(ii)......مرفوع متصل ضمیریں یہ ہیں:

ضَرَبْتُ[6]	ضَرَبْنَا	ضَرَبْتَ	ضَرَبْتُمَا	ضَرَبْتُمْ	ضَرَبْتِ	ضَرَبْتُمَا

---

❶......ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں: (ا) **ضمیر مرفوع متصل بارز:** وہ ضمیر مرفوع متصل جو ظاہر ہو اور پڑھنے میں آئے۔ جیسے: ضَــرَبْــتُ میں تُ. (۲) **ضمیر مرفوع متصل مستتر:** وہ ضمیر مرفوع متصل جو پوشیدہ ہو اور پڑھنے میں نہ آئے۔ جیسے: اَضْرِبُ میں اَنَا اور نَضْرِبُ میں نَحْنُ.

❷......**ضمیر مرفوع منفصل:** وہ ضمیر جو محلِ رفع میں واقع ہو اور عامل کے بغیر پڑھی جاسکتی ہو۔ یہ صرف بارز ہوتی ہے مستتر نہیں ہوتی۔

❸......**ضمیر منصوب متصل:** وہ ضمیر جو محلِ نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل کے بغیر نہ پڑھی جاسکتی ہو۔

❹......**منصوب منفصل:** وہ ضمیر جو محل نصب میں واقع ہو اور عامل کے بغیر پڑھی جاسکتی ہو۔ (ف) کتاب میں مذکور چودہ صیغوں میں ضمیر منصوب منفصل بر قولِ اصح صرف لفظ ''اِيَّا'' ہے، اس کے بعد جو اضافے ہیں وہ متکلم، مخاطب اور غائب، واحد، تثنیہ اور جمع، مذکر اور مؤنث کی علامات ہیں۔ مثلاً: اِيَّايَ میں یاء واحد متکلم کی علامت ہے۔

❺......**ضمیر مجرور متصل:** وہ ضمیر جو محل جر میں واقع ہو اور اپنے عامل کے بغیر نہ پڑھی جاسکتی ہو۔ (ف) کتاب میں اس ضمیر مجرور کی مثال دی ہے جس پر حرف جر داخل ہے۔ اس کے علاوہ جو ضمیر مضاف الیہ ہو وہ بھی مجرور متصل ہوگی۔ جیسے: غُلَامِيْ، غُلَامُنَا وغیرہ۔

❻......ضَرَبْتُ میں تُ اور ضَرَبْنَا میں نَا ضمیر مرفوع متصل بارز ہے، فعل ماضی کے مخاطب کے

ضَرَبْتُنَّ	ضَرَبَ	ضَرَبَا	ضَرَبُوْا	ضَرَبَتْ	ضَرَبَتَا	ضَرَبْنَ

(iii)......منصوب منفصل ضمیریں یہ ہیں:

اِيَّایَ	اِيَّانَا	اِيَّاکَ	اِيّاکُمَا	اِيّاکُمْ	اِيَّاکِ	اِيَّاکُمَا
اِيَّاکُنَّ	اِيَّاهُ	اِيَّاهُمَا	اِيَّاهُمْ	اِيَّاهَا	اِيَّاهُمَا	اِيَّاهُنَّ

(iv)......منصوب متصل ضمیریں یہ ہیں:

ضَرَبَنِیْ	ضَرَبَنَا	ضَرَبَکَ	ضَرَبَکُمَا	ضَرَبَکُمْ	ضَرَبَکِ	ضَرَبَکُمَا
ضَرَبَکُنَّ	ضَرَبَهٗ	ضَرَبَهُمَا	ضَرَبَهُمْ	ضَرَبَهَا	ضَرَبَهُمَا	ضَرَبَهُنَّ

(v)......مجرور متصل ضمیریں یہ ہیں:

لِیْ	لَنَا	لَکَ	لَکُمَا	لَکُمْ	لَکِ	لَکُمَا
لَکُنَّ	لَهٗ	لَهُمَا	لَهُمْ	لَهَا	لَهُمَا	لَهُنَّ

(۲)......**اسمائے اشارات**[1]:

ذَا، ذَانِ، ذَيْنِ، تَـا، تِیْ، تِـهٗ، ذِهٗ، ذِهِیْ، تِهِیْ، تَـانِ، تَيْنِ، اُولَاءِ، مد کے ساتھ اور اُولٰی قصر کے ساتھ۔

تمام صیغوں میں تَ تُ **ضمیر مرفوع متصل** بارز ہوتی ہے، غائب کے صیغوں میں سے ضَرَبَ میں هُوَ اور ضَرَبَتْ میں هِیَ **ضمیر مرفوع متصل** مستتر ہوتی ہے، ضَرَبَتْ میں تْ حرف اور علامت تانیث ہے، ضَرَبَا اور ضَرَبَتَا میں الف ضمیرِ تثنیہ، ضَرَبُوْا میں واو ضمیرِ جمع مذکر اور ضَرَبْنَ میں نون ضمیرِ جمع مؤنث ہے۔ یہ سب مرفوع متصل بارز ضمیریں ہیں۔

[1]......اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسماء اشارات ہیں۔ اسم اشارہ: وہ اسم جو کسی محسوس مبصرشَی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اسم اشارہ کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا معنی مشارالیہ کے بغیر سمجھ میں نہیں آتا جس طرح حرف ضم ضمیمہ کے بغیر (یعنی اسم یا فعل کو ملائے بغیر)

(۳)......اسمائے موصولہ:

اَلَّذِیْ (۱)، اَلَّذَان، اَلَّذِیْنَ، اَللَّتِیْ، اَللَّتَانِ، اَللَّتَیْنِ، اَللَّاتِیْ، اَللَّوَاتِیْ، مَا، مَنْ، اَیٌّ، اَیَّۃٌ، اورالف لام بمعنی اَلَّذِیْ جبکہ اسم فاعل اور اسم مفعول (۲) پر آئے۔ جیسے: اَلضَّارِبُ، اَلْمَضْرُوْبُ، ....

اپنے معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ تو اسم اشارہ کو حرف سے مشابہت ہوئی اور حرف مبنی الاصل ہے اور جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو وہ مبنی ہوتا ہے لہذا اسم اشارہ بھی مبنی ہے۔ (ف) اصل اسم اشارہ ذَا، ذَانِ، ذَیْنِ، ذِہٖ، تَانِ، تَیْنِ، ؤُلَاءِ ہیں عموماً ان کے شروع میں تنبیہ کے لیے حرف ھا بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے: ھٰذَا، ھٰذَان، ھٰذَیْنِ، ھٰذِہٖ، ھٰاتَانِ، ھٰاتَیْنِ، ھٰؤُلَاءِ وغیرہ۔ اور کبھی ان کے آخر میں مخاطب کے اعتبار سے حرف خطاب لگا دیتے ہیں۔ جیسے: ذَاکَ وغیرہ۔ اور کبھی مشارالیہ کی دوری کی وجہ سے حرف خطاب سے پہلے ل بھی لایا جاتا ہے۔ جیسے: ذَالِکَ، ذَالِکُمَا وغیرہ۔

❶......اَلَّذِیْ اسم موصول ہے اس کا معنی ہے: "جو" "وہ جو" "وہ جس نے" "وہ جس کو" وغیرہ جملہ کے اعتبار سے معنی بنے گا۔ اسم موصول کے ساتھ جب تک ایک جملہ خبریہ نہ ملائیں اس کا معنی سمجھ میں نہیں آتا اس لحاظ سے یہ حرف کے مشابہ ہے اور اسی لیے یہ مبنی ہے۔

اسم موصول: وہ اسم جس کا معنی کسی جملہ خبریہ کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آتا ہو۔ البتہ الف لام جب بمعنی اَلَّذِیْ ہو تو اس کا معنی اسم فاعل یا اسم مفعول کے ملانے سے مکمل ہو جاتا ہے۔ جیسے: اَلضَّارِبُ، اَلْمَضْرُوْبُ. اسماء موصولہ یہ ہیں: اَلَّذِیْ واحد مذکر کے لیے، اَلَّذَانِ حالت رفع میں اور اَلَّذَیْنِ حالت نصب میں تثنیہ مذکر کے لیے، اَلَّذِیْنَ جمع مذکر کے لیے، اَلَّتِیْ واحد مؤنث، اَللَّتَانِ، اَللَّتَیْنِ تثنیہ مؤنث، اَللَّاتِیْ اور اَللَّوَاتِیْ جمع مؤنث کے لیے۔ مَا غیر ذوی العقول کے لیے، مَن ذوی العقول کے لیے، اَیٌّ اسم موصول مذکر کے لیے اور اَیَّۃٌ صرف مؤنث کے لیے آتے ہیں۔

❷......اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کی دو دو قسمیں ہیں: (۱) **بمعنی حدوثی:** وہ اسم فاعل یا اسم مفعول جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنیٔ مصدری تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں پایا جاتا ہو۔ جیسے: اَلضَّارِبُ (وہ جس نے مارا یا مارتا ہے یا مارے گا) اَلْمَضْرُوْبُ (وہ جسے مارا گیا یا مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا۔) (۲) **بمعنی ثبوتی:** وہ اسم فاعل یا اسم مفعول جو اس

اور قبیلہ ''بنی طی''[1] کی لغت میں ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ آتا ہے۔ جیسے: جَاءَ ذُوْ ضَرَبَکَ (یعنی: جاءَ الَّذِیْ ضَرَبَکَ).

خیال رہے کہ ان اسماء موصولات میں سے لفظ اَیٌّ اور اَیَّۃٌ معرب ہیں۔

(۴)......اسمائے اَفْعَال[2]:

اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسم فعل بمعنی امر حاضر۔ جیسے: رُوَیْدَ، بَلْہَ، حَیَّھَلَ، ھَلُمَّ وغیرہ۔

(۲) اسم فعل بمعنی فعل ماضی۔ جیسے: ھَیْھَاتَ، شَتَّانَ وغیرہ۔

ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنیٔ مصدری کا پایا جانا کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہ ہو۔ جیسے: اَلصَّائِغُ (سنار) اسم فاعل یا اسم مفعول بمعنی حدوثی پر آنے والا **الف لام** اسمی اور موصول بمعنی اَلَّذِیْ ہوتا ہے، اور بمعنی ثبوتی پر آنے والا **الف لام** حرفی ہوتا ہے، صفت مشبہ کی دلالت چونکہ ثبوت پر ہوتی ہے اس لیے اس پر آنے والا الف لام بھی حرفی ہے۔ (ف) الف لام اسمی واحد تثنیہ جمع مذکر اور مؤنث کے لیے آتا ہے جیسا اس کا مدخول ویسا ہی یہ ہوگا۔

❶......''بنی طی'' عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے جس کی طرف نسبت کے لیے ''طائی'' کہا جاتا ہے۔ جیسے: **حاتم طائی**۔ اس قبیلے کی لغت میں ذُوْ، اَلَّذِیْ کے معنی میں آتا ہے۔

❷......اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسماء افعال ہیں۔ **اسم فعل**: وہ اسم جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مصنف نے اس کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) وہ اسم فعل جو ''فعل امر'' کے معنی میں آتا ہے اس کی چار مثالیں دی ہیں: رُوَیْدَ (تو ضرور مہلت دے) بَلْہَ (تو ضرور چھوڑ) حَیَّھَلَ (تو آ) کہا جاتا ہے: ھَلُمَّ (تو حاضر کر۔)

(۲) وہ اسم فعل جو فعل ماضی کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: ھَیْھَاتَ (دور ہوا)، شَتَّانَ (جدا ہوا۔)

(ف) یہ اسماء افعال واحد تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث کے لیے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔

(ف) اسم فعل بعض اوقات فعل مضارع کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے: اُفٍّ بمعنی اَتَضَجَّرُ (میں بیقراری محسوس کرتا ہوں)، اور اُوْہْ بمعنی اَتَوَجَّعُ (میں تکلیف محسوس کرتا ہوں۔)

(۵)......اسمائے اصوات[1]: **اُح اُح، اُف، بَخّ، نَخّ، غَاق.**

(۶)......اسمائے ظروف[2]: **اسماءِ ظروف کی دو قسمیں ہیں:**

(۱) ظرف زمان۔ جیسے: اِذْ، اِذَا، مَتٰی، کَیْفَ، اَیَّانَ، اَمْسِ، مُذْ، مُنْذُ، قَطُّ، عَوْضُ، قَبْلُ، بَعْدُ. یہ اسماء اس صورت میں مبنی ہوتے ہیں جبکہ

---

❶......اسم غیر متمکن کی پانچویں قسم اسمائے اصوات ہیں۔ اسم صوت: وہ اسم جو کسی امر عارض کے وقت انسان کے منہ سے طبعی طور پر صادر ہو یا وہ اسم جس سے حیوان کو آواز دی جائے یا کسی حیوان کی آواز کی نقل کی جائے۔ مصنف نے پانچ مثالیں اس لیے ذکر کی ہیں کہ شدید کھانسی کے وقت اُح اُح کی آواز، ناپسندیدگی کے وقت اُف کی آواز نکلتی ہے، اور خوشی کے وقت بَـخْ بَـخْ اور بہت خوشی کے وقت بَخٍّ بَخٍّ کہا جاتا ہے، اونٹ کو بٹھانے کے وقت نِخْ یا نِخْ نِخْ کہا جاتا ہے اور کوے کی آواز کی نقل کے لیے غَاقْ غَاقْ استعمال ہوتا ہے۔

❷......اسم غیر متمکن کی چھٹی قسم اسماءِ ظروف ہیں۔ **اسم ظرف:** وہ اسم جو فعل کے واقع ہونے کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے۔ اسم ظرف کی دو قسمیں ہیں: (۱) جو کسی خاص فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے۔ جیسے: مَضْرِبٌ (مارنے کی جگہ یا زمانہ) (۲) جو کسی خاص فعل کے ظرف پر نہیں بلکہ مطلق فعل کے ظرف پر دلالت کرتا ہے۔ اس جگہ اسی قسم کا بیان مقصود ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) **ظرف زمان**۔ جیسے: اِذْ مبنی بر سکون زمانہ ماضی کے لیے۔ اذا: مبنی بر سکون برائے مستقبل۔ مَتٰی: مبنی بر سکون برائے استفہام، حدیث شریف میں ہے: ((مَتَی السَّاعَةُ)) (قیامت کب آئے گی؟) کَیْفَ: مبنی بر فتح مجازاً اسم ظرف ہے اور حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے۔ اَیَّانَ: مبنی بر فتح برائے زمانہ مستقبل، أَمْسِ: مبنی بر کسرہ، بمعنی گذشتہ۔ مُذْ: مبنی بر سکون، مُنْذُ: مبنی بر ضم۔ یہ دونوں فعل مقدم کی مدت کی ابتداء بیان کرنے کے لیے آتے ہیں اگر ان کا مدخول زمانہ گذشتہ ہو۔ اور اگر ان کا مدخول زمانہ حاضر ہو تو تمام مدت بیان کرنے کے لیے آتے ہیں۔ جیسے: مَا رَأَیْتُهٗ مُذْ او مُنْذُ یَوْمَانِ. (میرے اس کو نہ دیکھنے کی تمام مدت دو دن ہیں) قَطُّ: مبنی بر ضم فعل ماضی منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لیے کہ فعل ماضی گزشتہ تمام زمانوں میں منفی ہے۔ جیسے: مَا رَأَیْتُهٗ قَطُّ. (میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا) عَوْضُ: مبنی بر ضم فعل مستقبل منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لیے کہ فعل آنے والے تمام زمانوں میں منفی ہے۔

یہ مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف اور منوی (نیت میں ملحوظ) ہو۔

(۲) ظرف مکان۔ جیسے: حَیْثُ، قُدَّامُ، تَحْتُ، فَوْقُ. یہ اسماء بھی اسی صورت میں مبنی ہوں گے جبکہ یہ مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

(۷)......اسمائے کنایات[1]:

اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ اسماء جو عدد مبہم سے کنایہ ہوتے ہیں۔ جیسے: کَمْ، کَذَا. (۲) وہ اسماء جو کسی مبہم بات سے کنایہ ہوتے ہیں۔ جیسے: کَیْتَ، ذَیْتَ.

(۸)......مرکب بنائی[2]: جیسے: اَحَدَ عَشَرَ.

☆☆☆☆☆

جیسے: لَا اَرَاہُ عَوْضُ. (میں اسے کبھی نہیں دیکھوں گا)۔ قَبْلُ وبَعْدُ: ظرف زمان ہیں۔ (۲) ظرف مکان۔ جیسے: حَیْثُ: مبنی بر ضم۔ جیسے: اُصَلِّی حَیْثُ صَلَّیْتَ. (میں اس جگہ نماز پڑھتا ہوں جہاں تو نے نماز پڑھی) قُدَّامُ: آگے، تَحْتُ نیچے، فَوْقُ اوپر، یہ چاروں اس وقت مبنی بر ضم ہوں گے جب کہ ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

[1]......اسم غیر متمکن کی ساتویں قسم اسمائے کنایات ہیں۔ اسم کنایہ: وہ اسم جو کسی معین چیز پر دلالت کرے لیکن اس کی دلالت صراحۃ نہ ہو۔ (۱) کَمْ یہ عدد مبہم کے لیے ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) کَمْ استفہامیہ: وہ کَمْ جس سے کسی چیز کی تعداد پوچھی جائے۔ جیسے: کَمْ رَجُلاً عِنْدَکَ. (تیرے پاس کتنے مرد ہیں؟) (۲) کَمْ خبریہ: وہ کَمْ جس سے کسی عدد کی خبر دی جائے۔ جیسے: کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ. (میں نے بہت سے مکان بنائے۔) (۲) کَذَا یہ اسم عدد مبہم کے لیے آتا ہے۔ جیسے: عِنْدِیْ کَذَا رُوْبِیَةً. (میرے پاس اتنے روپے ہیں۔) (۳،۴) کَیْتَ اور ذَیْتَ مبنی بر فتح، یہ دونوں مبہم بات سے کنایہ ہوتے ہیں۔ جیسے: قُلْتُ کَیْتَ وَ کَیْتَ. (میں نے ایسے ایسے کہا) اسی طرح ذَیْتَ ہے۔

[2]......اسم غیر متمکن کی آٹھویں قسم مرکب بنائی ہے۔ **مرکب بنائی**: وہ مرکب جس کا دوسرا جزء حرف کے معنی پر مشتمل ہو۔ جیسے: اَحَدَ عَشَرَ. یہ اصل میں اَحَدٌ وَّعَشَرٌ. تھا۔

سوالات

سوال۱: آخری حرف کے بدلنے یا نہ بدلنے کے اعتبار سے عربی کلمات کی کتنی قسمیں ہیں؟ مع الامثلہ بیان کریں۔

سوال۲: اسم متمکن کی تعریف بیان کریں۔

سوال۳: اسم فعل اور حرف کی کون کون سی اقسام معرب ہیں؟

سوال۴: درج ذیل کی اقسام بیان کریں:

مبنی الاصل کے مشابہات، ضمائر، اسمائے افعال، اسمائے ظروف، اسمائے کنایات۔

سوال۵: اسم غیر متمکن کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں، نام بتائیں۔

سوال۶: معرب اور مبنی الگ الگ کریں لیکن دلیل کے ساتھ:

بِلاَلٌ، جَاءَ کُمْ رَسُولٌ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ، ذٰلِکَ الْکِتَابُ، ھُمُ الْمُفْلِحُونَ، ھِیَ بَقَرَۃٌ، اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ، اِغْسِلُوْا، اِمْسَحُوْا، اُسْکُتْ، لَاتَضْرِبْ، ضَرَبْتُمَا، اِیَّاکَ نَعْبُدُ، لِیْ، اَلَّذِیْنَ، رُوَیْدَ، اُفٍّ، کَیْفَ، تَحْتَ، تِسْعَۃَ عَشَرَ.
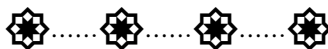
سبق نمبر: 4

......تعریف وتنکیر کے اعتبار سے اسم کی اقسام......

اس اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: معرِفہ اور نکرہ۔

(۱) اسم معرفہ کی تعریف:

وہ اسم جو کسی مُعَیَّن چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس کی سات قسمیں ہیں:
(۱) مضمرات۔ جیسے: اَنَا، اَنْتَ (۲) اَعلام[1]۔ جیسے: زَیْدٌ، عَمْرٌو (۳) اسمائے اشارات۔ جیسے: ھٰذَا، ذَاکَ (۴) اسمائے موصولہ۔ جیسے: اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ (ان دونوں قسموں کو "مبہمات" کہتے ہیں) (۵) معرف بالنداء[2]۔ جیسے: یَارَجُلُ (۶) معرف باللام[3]۔ جیسے: اَلرَّجُلُ (۷) وہ اسم جو ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو[4]۔ جیسے: غُلَامُہٗ، غُلَامُ زَیْدٍ، غُلَامُ ھٰذَا، غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ، غُلَامُ الرَّجُلِ.

---

❶......اعلام: جمع ہے عَلَم کی۔ عَلَم: وہ اسم جو شے معین کے لیے اس طرح وضع کیا گیا ہو کہ اس وضع کے اعتبار سے دوسری شے کو شامل نہ ہو۔ جیسے: زَیْدٌ، عَمْرٌو وغیرہ۔

❷......معرف بالنداء: وہ اسم جس سے پہلے حرف نداء آجائے۔ جیسے: یَارَجُلُ. رَجُلُ کوئی بھی مرد ہوسکتا ہے لیکن نداء سے معین ہوگیا ہے۔

❸......معرفہ باللام: وہ اسم جس سے پہلے الف لام آجائے۔ جیسے: اَلرَّجُلُ. (خاص مرد)

❹......معرفہ کی پانچ قسموں کی طرف مضاف ہونے والے معرفہ کی مثالیں یہ ہیں: (۱) غُلَامُہٗ. ضمیر کی طرف مضاف (۲) غُلَامُ زَیْدٍ. علم کی طرف مضاف (۳) غُلَامُ ھٰذَا. اسم اشارہ کی طرف مضاف (۴) غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ. اسم موصول کی طرف مضاف (۵) غُلَامُ الرَّجُلِ. معرف باللام کی طرف مضاف۔

(۲) اسم نکرہ کی تعریف:

وہ اسم جو کسی غیر معین شئ کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ.

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال۱: تعریف وتنکیر کے اعتبار سے اسم کی اقسام اور ان کی تعریفات بیان کریں۔

سوال۲: اسم معرفہ کی اقسام مع امثلہ واضح کیجئے۔

سوال۳: معرفہ ونکرہ الگ الگ کریں:

اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِیْمُ، تِلْکَ، اُولٰئِکَ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلْمَدِیْنَہ، رَبُّنَا، رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ، اِنْسَانٌ، اِمْرَاَۃٌ، دَرَّاجَۃٌ، تُفَّاحٌ.
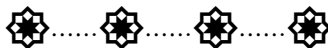
سبق نمبر: 5

......جنس کے اعتبار سے اسم کی اقسام[1]......

اس اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مؤنث

(۱) اسم مذکر کی تعریف:

وہ اسم جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ.

(۲) اسم مؤنث کی تعریف:

وہ اسم جس میں تانیث کی کوئی علامت ہو۔ جیسے: اِمْرَأَۃٌ.

فائدہ:

تانیث کی علامتیں چار ہیں: (۱) **تاء ملفوظہ**۔ جیسے: طَلْحَۃُ (۲) **الف مقصورہ**۔ جیسے: حُبْلٰی (۳) **الف ممدودہ**۔ جیسے: حَمْرَاءُ (۴) **تاء مقدرہ**۔ جیسے: اَرْضٌ یہ اصل میں اَرْضَۃٌ تھا؛ کیونکہ اس کی تصغیر اُرَیْضَۃٌ آتی ہے، اور اصول یہ ہے کہ تصغیر اسماء کو ان کی اصل کی طرف لے جاتی ہے۔

خیال رہے جس اسم میں تانیث کی علامت تاء مقدرہ ہو اسے ''مؤنث

---

[1]...... یہ اسم متمکن کی ایک اور تقسیم ہے۔ خیال رہے کہ تانیث (اسم کے مؤنث ہونے) کی چار علامات ہیں اگر ان میں سے کوئی علامت کسی اسم کے آخر میں پائی جائے تو اسے ''**مؤنث**'' کہا جائے گا، ورنہ ''**مذکر**'': (۱) **الف مقصورہ**: وہ الف جو اسم کے آخر میں یاء سے پہلے کھڑے زبر کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے: حُبْلٰی. (۲) **الف ممدودہ**: وہ الف جو اسم کے آخر میں آئے اور اس کے بعد ہمزہ ہو۔ جیسے: حَمْرَاءُ. (۳) **تاء ملفوظہ**: وہ تاء جو پڑھنے میں آئے اور وقف کے وقت (ہ) بن جائے۔ جیسے: ضَارِبَۃٌ. (۴) **تاء مقدرہ**: وہ تاء جو کسی اسم کے آخر میں موجود تو ہو لیکن پڑھنے میں نہ آتی ہو۔ جیسے: اَرْضٌ کہ یہ اصل میں اَرْضَۃٌ ہے۔

سماعی'' کہتے ہیں۔

اسمِ مؤنث کی اقسام

اسم مؤنث کی بھی دو قسمیں ہیں: مؤنث حقیقی اور مؤنث لفظی۔

(۱) مؤنث حقیقی کی تعریف:

وہ مؤنث جس کے مقابلے میں کوئی نر جاندار ہو۔ جیسے: اِمْـرَاۃٌ کہ اس کے مقابلے میں رَجُلٌ ہے اور نَاقَۃٌ کہ اس کے مقابلے میں جَمَلٌ ہے۔

(۲) مؤنث لفظی کی تعریف:

وہ مؤنث جس کے مقابلے میں نر جاندار نہ ہو۔ جیسے: ظُلْمَۃٌ کہ اس کے مقابلے میں نُوْرٌ ہے۔ اور قُوَّۃٌ کہ اس کے مقابلے میں ضُعْفٌ ہے۔

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال ۱: جنس کے اعتبار سے اسم کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

سوال ۲: تانیث کی علامات مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

سوال ۳: اسم مؤنث کی اقسام مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

سوال ۴: درج ذیل میں سے تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اسماء کی پہچان کیجئے:

نَبِیٌّ، رَضَوِیٌّ، مَکْتَبَۃٌ، شَاۃٌ، شَمْسٌ، ضُعْفٌ، ظُلْمَۃٌ، سَوْدَاءُ، طَلْحَۃُ، اِنْسَانٌ، عَطَّارِیَّۃٌ، اِمْرَأَۃٌ، حُبْلٰی.
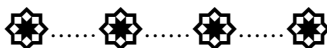
سبق نمبر: 6

......تعداد کے اعتبار سے اسم کی اقسام......

اس اعتبار سے اسم کی تین اقسام ہیں: واحد، مثنّٰی اور مجموع۔

(۱) واحد کی تعریف:

وہ اسم جو ایک فرد پر دلالت کرے۔ جیسے: رَجُلٌ.

(۲) مثنی کی تعریف:

وہ اسم جو دو افراد پر دلالت کرے اس بناء پر کہ اس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسور ہو۔ جیسے: رَجُلَانِ اور رَجُلَیْنِ.

(۳) مجموع کی تعریف:

وہ اسم جو دو سے زائد افراد پر دلالت کرے اس بناء پر کہ اس کے واحد کے آخر میں لفظاً یا تقدیراً کوئی تبدیلی ہوئی ہو۔ لفظاً تبدیلی کی مثال: رِجَالٌ ہے اور تقدیراً تبدیلی کی مثال: فُلْکٌ ہے، کہ اس کا واحد بھی فُلْکٌ ہے قُفْلٌ کے وزن پر اور اس کی جمع بھی فُلُکٌ ہے اُسُدٌ کے وزن پر۔

واحد کی بناء کے اعتبار سے جمع کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: جمع تکسیر اور جمع تصحیح۔

(۱) جمع تکسیر کی تعریف:

وہ جمع جس میں واحد کی بناء سلامت نہ رہے۔ جیسے: رِجَالٌ، مَسَاجِدُ.

تنبیہ:

خیال رہے کہ ثلاثی اسماء سے جمع تکسیر کے اوزان سماعی ہیں، قیاس کو

اس میں کوئی دخل نہیں البتہ رباعی اور خماسی اسماء سے جمع تکسیر قیاس کے مطابق فَعَالِلُ کے وزن پر بنتی ہے۔جیسے: جَعْفَرٌ سے جَعَافِرُاور جَحْمَرِشٌ سے جَحَامِرُ. (بحذفِ حرفِ خامس)

(۲) جمع تصحیح کی تعریف:

وہ جمع جس میں واحد کی بناء سلامت رہے۔اس کی دو قسمیں ہیں:

i......جمع مذکر ii......جمع مونث

(۱) جمع مذکر کی تعریف:

وہ جمع جس کے آخر میں واوٗ ما قبل مضموم اور نون مفتوح ہو۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ، یایاء ما قبل مکسوراور نون مفتوح ہو۔جیسے: مُسْلِمِیْنَ.

(۲) جمع مؤنث کی تعریف:

وہ جمع جس کے آخر میں الف اور تاء کا اضافہ ہو۔جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

معنی کے اعتبار سے جمع کی اقسام [1]

اس اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: جمع قلت اور جمع کثرت۔

(۱) جمع قلت کی تعریف:

وہ جمع جس کا اطلاق دس سے کم افراد پر ہوتا ہے۔اس کے چار اوزان

---

[1]......اس سے پہلے لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں: جمع تکسیر اور جمع تصحیح۔اب معنی کے اعتبار سے دو قسمیں بیان کی جارہی ہیں: (۱) جمع قلت (۲) جمع کثرت۔جمع قلت کے چھ صیغے ہیں: (۱) اَفْعُلٌ. جیسے: اَکْلُبٌ جمع کَلْبٌ (۲) اَفْعَالٌ. جیسے: اَقْوَالٌ جمع قَوْلٌ. (۳) اَفْعِلَةٌ. جیسے: اَعْوِنَةٌ جمع عَوَانٍ (۴) فِعْلَةٌ. جیسے: غِلْمَةٌ جمع غُلَامٌ. (۵،۶) دوصیغے مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم کے جبکہ ان پر الف لام داخل نہ ہو۔جیسے: مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ. اگر ان پر الف لام داخل ہو تو جمع کثرت اور جمع قلت دونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

ہیں: (۱)اَفْعُلٌ. جیسے: اَکْلُبٌ، (۲)اَفْعَالٌ. جیسے: اَقْوَالٌ، (۳)اَفْعِلَةٌ. جیسے: اَعْوِنَةٌ. (۴)فِعْلَةٌ. جیسے: غِلْمَةٌ.

یاد رہے جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم الف لام کے بغیر ہوں تو وہ بھی جمع قلت میں شمار ہونگے۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمَاتٌ.

(۲) جمع کثرت کی تعریف:

وہ جمع جس کا اطلاق دس یا اس سے زائد افراد پر ہوتا ہے۔ جمع قلت کے علاوہ باقی تمام اوزان جمع کثرت کے ہیں[1]۔

☆☆☆☆☆

---

❶......ان میں سے چند مشہور اوزان یہ ہیں: (۱)فِعَالٌ. جیسے: عِبَادٌ (۲)فُعَلاءُ. جیسے: عُلَمَاءُ (۳)اَفْعِلاءُ. جیسے: اَنْبِيَاءُ (۴) فُعُلٌ. جیسے: رُسُلٌ (۵)فُعُوْلٌ. جیسے: نُجُوْمٌ (۶)فُعَّالٌ. جیسے: خُدَّامٌ (۷) فَعْلٰی. جیسے: مَرْضٰی (۸)فَعَلَةٌ. جیسے: طَلَبَةٌ (۹)فِعَلٌ. جیسے: فِرَقٌ (۱۰)فِعْلانٌ. جیسے: غِلْمَانٌ.

سوالات

سوال۱: تعداد کے اعتبار سے اسم کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ ان اقسام کی تعریفات مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

سوال۲: جمع تکسیر کی اقسام بیان کریں۔

سوال۳: جمع تصحیح کیا ہے اس کی اقسام بھی بیان کریں؟

سوال۴: جمع تصحیح بنانے کا طریقہ وضاحت سے بیان کریں۔

سوال۵: معنی کے اعتبار سے جمع کی کتنی اقسام ہوں گی؟

سوال۶: جمع قلت اور جمع کثرت کے اوزان مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

سوال۷: درج ذیل اسماء میں سے واحد تثنیہ اور جمع الگ الگ کریں:

مَكَّةُ، كِتَابٌ، دُرُوْسٌ، مُسْلِمَاتٌ، مُؤْمِنُوْنَ، قُفْلٌ، أَسَدٌ، عُلَمَاءُ، طُلَّابٌ، نَاظِمِيْنَ، مَكَاتِبُ، أَحْوَالٌ، قُلُوْبٌ، حَرَمٌ.
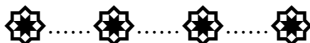
سبق نمبر: 7

......اعرابِ اسم کا بیان[1]......

اسم کے تین اعراب ہوتے ہیں: رفع، نصب اور جر۔

اقسامِ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) اسم مفرد منصرف صحیح[2]۔ جیسے: زَیْدٌ.

(۲) مفرد منصرف جاری مجری صحیح[3]۔ جیسے: دَلْوٌ.

(۳) جمع مکسر منصرف[4]۔ جیسے: رِجَالٌ.

---

❶......اسم کے تین اعراب ہیں: رفع، نصب اور جر۔ اعراب کی ایک چوتھی قسم بھی ہے: جزم، لیکن وہ فعل مضارع پر آتی ہے اور یہاں اسم کے اعراب بیان کرنا مقصود ہے اسی لیے مصنف نے فرمایا: کہ اسم کے اعراب تین ہیں۔ رفع فاعل ہونے کی علامت ہے، مبتدا خبر اور دیگر مرفوعات فاعل کے ساتھ ملحق ہیں۔ نصب مفعول ہونے کی علامت ہے، حال، تمیز وغیرہ دیگر منصوبات مفعول کے ساتھ ملحق ہیں۔ اور جر مضاف الیہ ہونے کی علامت ہے، مجرور بحرفِ جار مضاف الیہ کے ساتھ ملحق ہے۔ **اعراب کی تعریف:** وہ حرف یا حرکت جس کے ذریعے معرب کا آخر بدلتا رہتا ہے یعنی ضمہ، فتحہ، کسرہ، واو، الف اور یاء۔

❷......اسم متمکن کی پہلی قسم مفرد منصرف صحیح ہے۔ **مفرد** سے اس جگہ مراد یہ ہے کہ تثنیہ یا جمع نہ ہو، **منصرف** کا مطلب ہے جس اسم میں منع صرف کے دو سبب یا ایک ایسا سبب موجود نہ ہو جو دو کے قائم مقام ہوتا ہے۔ **صحیح** سے مراد اصطلاح نحاۃ میں وہ کلمہ ہوتا ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔

❸......اسم متمکن کی دوسری قسم **جاری مجرائے صحیح** ہے یعنی: وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت واو یا یاء ہو اور ماقبل ساکن ہو۔ جیسے: **دَلْوٌ** (ڈول) **ظَبْیٌ** (ہرن)

❹......اسم متمکن کی تیسری قسم **جمع مکسر منصرف** ہے یعنی: وہ جمع جس کے واحد کی بناء سالم نہ ہو اور

ان تینوں اسماء کی حالت رفعی ضمہ سے حالت نصبی فتحہ سے اور حالت جری کسرہ سے آتی ہیں۔ جیسے:

جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ. (حالت رفعی)

رَأَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا. (حالت نصبی)

مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ وَرِجَالٍ. (حالت جری)

(۴) جمع مؤنث سالم[1]: جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

اس کی حالت رفعی ضمہ سے اور حالت نصبی و حالت جری دونوں فتحہ سے آتی ہیں۔ جیسے: جَاءَنِیْ مُسْلِمَاتٌ، رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ.

(۵) غیر منصرف[2]:

یہ وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو اسباب پائیں جائیں۔ اسباب منع صرف نو ہیں: **عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع**،

اس میں منع صرف کی علت نہ پائی جائے۔ جیسے: رِجَالٌ.

❶ ......اسم متمکن کی چوتھی قسم **جمع مؤنث سالم** ہے یعنی وہ **جمع تصحیح** جس کے آخر میں الف اور تاء کا اضافہ کیا گیا ہو۔ کہا جاتا ہے: **هُنَّ مُسْلِمَاتٌ. وَرَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ. وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ.** پہلی مثال میں **مُسْلِمَاتٌ** خبر ہے اسے ابتداء نے رفع دیا ہے اور رفع بصورت ضمہ ہے۔ دوسری مثال میں **مُسْلِمَاتٍ** مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور نصب بصورت کسرہ ہے۔ تیسری صورت میں مجرور ہے اور جر بصورت کسرہ ہے۔

❷ ......اسم متمکن کی پانچویں قسم **غیر منصرف** ہے۔ یعنی: وہ اسم جس میں منع صرف کے نو اسباب میں سے کوئی دو یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ **(ف)** اسباب مذکورہ میں سے دو اسباب ایسے ہیں جو دو کے قائم مقام ہوتے ہیں: (۱) تانیث بالالف (۲) جمع منتہی الجموع۔ غیر

ترکیب، وزن فعل، اورالف نون زائدتان۔ جیسے: عُمَرُ، أَحْمَرُ، طَلْحَةُ، زَيْنَبُ، إِبْرَاهِيمُ، مَسَاجِدُ، مَعْدِيكَرِبُ، أَحْمَدُ، عِمْرَانُ.

اس کی حالت رفعی ضمہ سے اور حالت نصبی وجری فتحہ سے آتی ہیں۔ جیسے:

جَاءَ عُمَرُ، رَأَيْتُ عُمَرَ، مَرَرْتُ بِعُمَرَ.

(٦) اسمائے ستہ مکبرہ (1)۔ جیسے: أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُومَالٍ.

جب یہ تثنیہ یا جمع نہ ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف

منصرف پر چونکہ کسرہ اور تنوین نہیں آتے اس لیے حالت جری میں بھی اس پر فتحہ آتا ہے، لیکن کہلائے گا وہ مجرور ہی۔ (ف) اگر غیر منصرف پر الف لام آجائے یا وہ مضاف ہو تو حالت جری میں اس پر لفظا بھی کسرہ آجائے گا۔ جیسے: مَرَرْتُ بِالْأَحْمَدِ. مَرَرْتُ بِأَحْمَدِكُمْ.

❶ ......اسمائے ستہ، چھ اسم یہ ہیں: اَبٌ (باپ) اَخٌ (بھائی) حَمٌ (شوہر کے واسطہ سے عورت کا رشتہ دار، دیور) هَنٌ (وہ چیز جس کا ذکر ناپسندیدہ ہو۔ مثلاً: مرد یا عورت کی شرم گاہ یا قبیح اوصاف) فَمٌ (منہ) ذُومَالٍ (مال دار)۔ ان کی چند حالتیں ہیں: (۱) یہ اسماء موحدہ، مکبرہ ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی کی طرف مضاف ہوں۔ یعنی نہ تثنیہ ہوں نہ جمع، نہ ان میں یائے تصغیر ہو اور نہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں بلکہ اس کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رفعی واو سے، حالت نصبی الف سے اور حالت جری یاء سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ اَبُوكَ. رَأَيْتُ اَبَاكَ. مَرَرْتُ بِاَبِيكَ. کتاب میں اسی صورت کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔ (۲) یہ اسماء تثنیہ ہوں۔ اس صورت میں ان کا اعراب وہی ہوگا جو تثنیہ کا ہوتا ہے۔ یعنی حالت رفعی الف سے، حالت نصبی وجری یاء ساکن ماقبل مفتوح سے۔ جیسے: جَاءَ اَبَوَانِ. رَأَيْتُ اَبَوَيْنِ. مَرَرْتُ بِاَبَوَيْنِ. (تنبیہ) اگر اس صورت میں یہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں تو نون تثنیہ گر جائے گا۔ جیسے: جَاءَ اَبَوَاكَ. رَأَيْتُ اَبَوَيْكَ. مَرَرْتُ بِاَبَوَيْكَ. اور اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو حالت نصبی وجری میں ادغام بھی ہوگا۔ جیسے: جَاءَ اَبَوَايَ. رَأَيْتُ اَبَوَيَّ. مَرَرْتُ بِاَبَوَيَّ. (۳) یہ اسماء جمع ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رفعی، نصبی اور جری حرکات

مضاف ہوں تو ان کی حالت رفعی واؤ سے، حالت نصبی الف سے اور حالت جری یاء سے آتی ہیں۔جیسے: جَاءَ أَبُوكَ، رَأَيْتُ أَبَاكَ، مَرَرْتُ بِأَبِيكَ.

(۷) تثنیہ: جیسے: رَجُلاَنِ.

(۸) کِلاَ اور کِلْتَا[1]: جب یہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔

(۹) اِثْنَانِ وَاِثْنَتَانِ:

ان تینوں اسماء کی حالت رفعی الف ماقبل مفتوح سے اور حالت نصبی و حالت جری یاء ماقبل مفتوح سے آتی ہے۔جیسے: جَاءَ رَجُلاَنِ وَكِلاَهُمَا وَاِثْنَانِ، رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ، مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ.

ثلاث سے آئے گی۔جیسے: جَاءَ آبَائُكَ. رَأَيْتُ آبَائَكَ. مَرَرْتُ بِآبَائِكَ. (۴) یہ اسماء مصغر ہوں۔مثلاً: اَخٌ کی تصغیر اُخَيٌّ ہے۔اس صورت میں بھی ان کی حالت رفعی، نصبی وجری حرکات ثلاث سے آئے گی۔جیسے: جَاءَ اُخَيُّكَ. رَأَيْتُ اُخَيَّكَ. مَرَرْتُ بِاُخَيِّكَ.
(تنبیہ) لفظ ''ذُوْ'' کی تصغیر نہیں آتی باقی پانچ اسموں کی تصغیر آتی ہے۔(۵) یہ اسماء یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں۔اس صورت میں ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔جیسے: هٰذَا حَمِيْ. رَأَيْتُ حَمِيْ. مَرَرْتُ بِحَمِيْ. (۶) یہ اسماء مضاف ہی نہ ہوں۔اس صورت میں ان کی حالت رفعی، نصبی وجری حرکات ثلاث سے آئے گی۔جیسے: جَاءَ اَبٌ. رَأَيْتُ اَباً. مَرَرْتُ بِاَبٍ.

[1] ......آٹھویں قسم کِلاَ اور کِلْتَا ہے۔نویں قسم اِثْنَان اور اِثْنَتَان ہے۔آٹھویں اور نویں قسم ملحق بتثنیہ ہے۔تثنیہ نہیں؛ کیونکہ ان کا مفرد ان کے لفظ سے نہیں ہے۔حالت رفع میں ان کا اعراب الف کے ساتھ: جَاءَ رَجُلاَنِ وَكِلاَهُمَا وَاِثْنَانِ. حالت نصب وجر میں یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ: رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ. وَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ. (ف) کِلاَ اور کِلْتَا کا یہ اعراب اس وقت ہے جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں اور اگر اسم ظاہر کی طرف

(۱۰) **جمع مذکر سالم** [1]: جیسے: مُسْلِمُوْنَ.

(۱۱) **اُوْلُوْ.**

(۱۲) **عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ.**

ان تینوں اسماء کی حالت رفعی واؤ ما قبل مضموم سے اور حالت نصبی وحالت جری یاء ما قبل مکسور سے آتی ہیں۔ جیسے:

جَاءَ نِیْ مُسْلِمُوْنَ وَاُولُوْ مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً.

رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَاُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلاً.

مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَاُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلاً.

(۱۳) **اسم مقصور:**

وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو [2]۔ جیسے: مُوْسٰی.

مضاف ہوں جیسے: جَاءَ کِلَا الرَّجُلَیْنِ. رَأَیْتُ کِلَا الرَّجُلَیْنِ. وَمَرَرْتُ بِکِلَا الرَّجُلَیْنِ. تو تیرہویں قسم کی طرح تینوں حالتوں میں حرکات ثلاث تقدیریہ کے ساتھ اعراب آئے گا۔

[1] ......دسویں قسم **جمع مذکر سالم** اور گیارہویں قسم اُوْلُو: یہ ذُوْ کی جمع ہے من غیر لفظہ یعنی اس میں ذُو کی جمع والا معنی پایا جاتا ہے درحقیقت یہ جمع مذکر سالم نہیں ہے؛ کیونکہ اس لفظ کا مفرد نہیں ہے یہ ملحق بجمع مذکر سالم ہے۔ بارہویں قسم عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ یعنی آٹھ دہائیاں: عِشْرُوْنَ، ثَلَاثُوْنَ، أَرْبَعُوْنَ، خَمْسُوْنَ، سِتُّوْنَ، سَبْعُوْنَ، ثَمَانُوْنَ، تِسْعُوْنَ. یہ بھی جمع مذکر سالم نہیں بلکہ ملحق بجمع مذکر سالم ہیں۔ ان تینوں قسموں کا اعراب حالت رفع میں واو ما قبل مضموم اور حالت نصب وجر میں یاء ما قبل مکسور کے ساتھ آئے گا۔ جیسے: جَاءَ مُسْلِمُوْنَ. رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ. وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ. اسی طرح اُوْلُوْ اور عِشْرُوْنَ ہے۔

[2] ......پہلے گزر چکا کہ الف مقصورہ وہ الف ہے جس کے بعد ہمزہ نہ ہو۔ چونکہ اسے زیادہ لمبا کرکے نہیں پڑھا جاتا اس لیے مقصورہ کہلاتا ہے اس جگہ وہ اسم مراد ہے جس کے آخر میں الف غیر زائدہ ہو۔ تیرہویں قسم **اسم مقصور** ہے: وہ اسم جس کا آخر الف مقصورہ ہو۔ جیسے: مُوْسٰی اور

(۱۴) غیر جمع مذکر سالم: جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غُلَامِیْ.

ان دونوں اسماء کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصبی فتحہ تقدیری سے اور حالت جری کسرہ تقدیری آتی ہیں اور لفظاً یہ دونوں تینوں حالتوں میں برابر رہتے ہیں۔ جیسے:

جَاءَ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ.

رَأَیْتُ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ.

مَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَغُلَامِیْ.

(۱۵) اسم منقوص[۱]:

وہ اسم جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو۔ جیسے: قَاضِیْ. اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصبی فتحہ لفظی سے اور حالت جری کسرہ تقدیری سے آتی ہے۔ جیسے:

جَاءَ الْقَاضِیْ. رَأَیْتُ الْقَاضِیَ. مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ.

اَلْمُوْسٰی. چودھویں قسم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم: جیسے: جَاءَ مُوْسٰی وغُلَامِیْ. ورَأَیْتُ مُوْسٰی وغُلَامِیْ. ومَرَرْتُ بِمُوْسٰی وغُلَامِیْ. رفع ضمہ تقدیری، نصب فتحہ تقدیری اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ۔

[۱]......اسم متمکن کی پندرہویں قسم اسم منقوص منصرف ہے: وہ اسم جس کا آخر یاء اور ماقبل مکسور ہو، یاء کبھی لفظاً ہوگی۔ جیسے: اَلْقَاضِیْ اور کبھی تقدیراً۔ جیسے: قَاضٍ کہ اصل میں قَاضِیٌ تھا ضمہ یاء پر ثقیل تھا گر گیا، دو ساکن جمع ہوگئے یاء اور نون تنوین یاء مدہ کو حذف کر دیا۔ چونکہ الف لام کی موجودگی میں تنوین نہیں ہوگی اور دو ساکن بھی اکھٹے نہیں ہوں گے اس لیے یاء باقی رہے گی (مثال): جَاءَ الْقَاضِیْ. رَأَیْتُ الْقَاضِیَ. مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ. اس کا رفع ضمہ تقدیری، نصب فتحہ لفظی اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ ہے۔

(۱۶) جمع مذکر سالم[1]:

جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: مُسْلِمِیَّ. اس کی حالت رفعی واوٴ تقدیری سے اور حالت نصبی وحالت جری یائے لفظی سے آتی ہے۔ جیسے:

جَاءَ نِی مُسْلِمِیَّ رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ

تنبیہ: جاء مُسْلِمِیَّ میں مُسْلِمِیَّ اصل میں مُسْلِمُوْنَ یَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، واوٴ اور یاء جمع ہوئے ان میں سے پہلا ساکن تھا لہٰذا واوٴ کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا گیا تو مُسْلُمِیَّ ہو گیا، پھر میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو مُسْلِمِیَّ ہو گیا۔

☆☆☆☆☆

---

[1] ......اسم متمکن کی سولھویں قسم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم ہے۔ جمع مذکر سالم کا اعراب حالت رفعی میں واو تقدیری ہے۔ جیسے: مُسْلِمِیَّ؛ کیونکہ واوٴ لفظوں میں باقی نہیں ہے۔ حالت نصب وجر میں بھی مُسْلِمِیَّ پڑھیں گے مگر اس کی اصل مُسْلِمِیْنَ یَ ہوگی یاء متکلم کی طرف اضافت کرنے سے نون گر گیا دو یائیں اکٹھی آ گئیں اور پہلی ساکن ہے پہلی کا دوسری میں ادغام کر دیا مُسْلِمِیَّ ہو گیا۔ نصب وجر کی حالت میں جمع مذکر سالم کا اعراب لفظاً یاء سے ہے؛ اس لیے کہ اس میں صرف ادغام ہوا ہے، لہٰذا یاء لفظاً باقی ہے۔

سوالات

سوال۱: اقسامِ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی اقسام بیان کریں۔

سوال۲: اسمائے ستہ مکبرہ کون کون سے ہیں؟

سوال۳: غیر منصرف کے اسباب اور ان کے اعراب واضح کریں۔

سوال۴: اسم مقصور، اسم منقوص اور جاری مجرائے صحیح کی تعریفات بیان کریں۔

سوال۵: درج ذیل میں سے کونسا کلمہ اعراب کی کس قسم سے تعلق رکھتا ہے:

مُسْلِمِیَّ، اَلرّاضِیُ، مَاضٍ، عِیْسٰی، مُرْشِدِیْ، تِسْعُوْنَ، کِلْتَاھُمَا، أَخِیْ، أَبُوْکَ، عُمَرُ، إِسْمَاعِیْلُ، عِمْرَانُ، أَحْمَدُ، أَحْبَابٌ، ظَبْیٌ، زَیْدٌ.
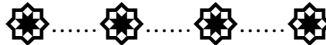
سبق نمبر: 8

﴿......فعل مضارع اور اس کے اعراب کا بیان......﴾

فعل مضارع کے تین اعراب ہیں: رفع، نصب اور جزم [1] اور اقسام اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی چار قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (جو تثنیہ وجمع وواحد مؤنث مخاطب نہ ہو)۔ جیسے:

یَضُرِبُ، تَضُرِبُ، اَضُرِبُ، نَضُرِبُ.

اس کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی فتحہ سے اور حالت جزمی سکون سے آتی ہے۔ جیسے: **ھُوَ یَضُرِبُ. لَنُ یَضُرِبَ. لَمُ یَضُرِبُ.**

(۲) مفرد ناقص واوی یا یائی [2] (جو تثنیہ وجمع وواحد مؤنث مخاطب نہ ہو)۔

جیسے: ھو یَغُزُوُ، یَرُمِیُ.

---

❶......جزم سکون اور آخری حرف کے حذف کرنے دونوں کو شامل ہے۔ جیسے: لَمُ یَضُرِبُ اور لَمُ یَغُزُ. کیونکہ **سکون** سے مراد وہ سکون ہے جو عامل کی وجہ سے آئے ورنہ وقف کے لیے سکون تو ماضی پر بھی آجاتا ہے۔ فعل مضارع کے چودہ صیغوں میں سے دو صیغے مبنی ہیں: جمع مؤنث غائب اور حاضر۔ اسی طرح جب فعل مضارع نون تاکید کے ساتھ ہو تو مبنی ہوگا۔ باقی بارہ صیغوں میں سے سات صیغوں میں ضمیر بارز اور نون اعرابی ہے۔ تثنیہ کے چار صیغوں میں الف، جمع مذکر کے دو صیغوں میں واو اور واحد مؤنث حاضر میں یاء ضمیر بارز ہے اور پانچ صیغے: یَضُرِبُ، تَضُرِبُ، أَضُرِبُ، نَضُرِبُ. ضمیر بارز سے مجرد (خالی) ہیں، ان میں ضمیر مستتر ہے۔ **صحیح** وہ فعل مضارع ہے جس کے آخر میں واوٗ الف اور یاء نہ ہو۔ **حرف ناصب** فعل مضارع کو نصب اور حرف جازم جزم دے گا۔ جیسے: لن یَضُرِبَ اور لم یَضُرِبُ.

❷......فعل مضارع کی دوسری قسم وہی پانچ صیغے ہیں جو ضمائر بارزہ سے خالی ہوں لیکن بجائے صحیح کے معتل واوی یا یائی ہو خواہ ان میں حرف علت لام کلمہ کے مقابل ہو۔ جیسے: یَغُزُوُ (وہ جہاد

اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصبی فتحہ لفظی سے اور حالت جزمی بحذف لام آتی ہے۔جیسے: هُوَ يَغْزُوْ وَيَرْمِيْ. لَنْ يَغْزُوَ وَلَنْ يَرْمِيَ. لَمْ يَغْزُ وَلَمْ يَرْمِ.

(۳) ناقص الفی(1) **(جو تثنیہ وجمع وواحد مؤنث مخاطب نہ ہو)۔جیسے:** يَرْضٰى.

اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصبی فتحہ تقدیری سے اور حالت جزمی بحذف لام آتی ہے۔جیسے: هو يَرْضٰى. لَنْ يَرْضٰى. لَمْ يَرْضَ.

(۴) تثنیہ وجمع وواحد مؤنث مخاطب صحیح ہو غیر صحیح۔جیسے: يَضْرِبَانِ، يَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبِيْنَ.

اس کی حالت رفعی بثبوت نون آتی ہے۔جیسے تثنیہ میں تو کہے گا: هُمَا

کرتا ہے یا کرے گا۔) اور يَرْمِيْ (وہ تیر پھینکتا ہے یا پھینکے گا) یا لام کلمہ کے بعد ہو۔جیسے: يَسْلَنْقِيْ (وہ گدی کے بل لیٹتا ہے یا لیٹے گا) اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوگا یعنی: پڑھنے میں نہیں آئے گا۔جیسے: هُوَ يَغْزُوْ، هُوَ يَرْمِيْ. نصب فتحہ لفظی کے ساتھ ہوگا۔جیسے: لَنْ يَغْزُوَ، لَنْ يَرْمِيَ. اور جزم حذف آخر کے ساتھ ہوگا۔جیسے: لَمْ يَغْزُ، لَمْ يَرْمِ، لَمْ يَسْلَنْقِ.

(1)......فعل مضارع کی تیسری قسم مفرد معتل الفی ہے۔وہی پانچ صیغے جو ضمیر بارز سے خالی ہوں اور ان کے آخر میں الف ہو خواہ لام کلمہ کی جگہ ہو۔جیسے: يَرْضٰى یہ الف واؤ کے بدلنے سے آیا ہے جو لام کلمہ کی جگہ تھی۔یا لام کے بعد ہو۔جیسے: يُسْلَنْقٰى بِهٖ اس کا رفع ضمہ تقدیری اور نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔جیسے: هُوَ يَرْضٰى، لَنْ يَرْضٰى. اور جزم حذف آخر کے ساتھ ہوگا۔جیسے: لَمْ يَرْضَ.

فائدہ: فعل مضارع معرب، ضمائر بارزہ سے خالی اور صحیح ہو تو پہلی قسم، معتل واوی یا یائی ہو تو دوسری قسم، اور معتل الفی ہو تو تیسری قسم ہے۔چوتھی قسم وہ فعل مضارع ہے جو ضمائر بارزہ کے ساتھ ہو خواہ صحیح ہو یا معتل پھر خواہ وہ معتل واوی ہو، یائی ہو یا الفی ہو۔ضمائر بارزہ سات صیغوں میں ہوں گی: تثنیہ مذکر غائب، تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر مخاطب، تثنیہ مؤنث مخاطب، جمع مذکر غائب، جمع مذکر مخاطب اور واحد مؤنث مخاطب۔اس قسم کی حالت رفعی میں نون کو باقی رکھا جائے گا۔جیسے: هُمَا يَضْرِبَانِ. اور حالت نصبی اور جزمی میں نون گرا دیا جائے گا۔جیسے: لَنْ يَضْرِبَا اور لَمْ يَضْرِبَا.

یَضْرِبَانِ، یَغْزُوَانِ، یَرْمِیَانِ، یَرْضَیَانِ. جمع مذکر میں کہے گا: ھُمْ یَضْرِبُوْنَ، یَغْزُوْنَ، یَرْمُوْنَ، یَرْضَوْنَ. واحد مؤنث حاضر میں کہے گا: اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ، تَغْزِیْنَ، تَرْمِیْنَ، تَرْضَیْنَ.

اور حالت نصبی و جزمی بحذفِ نون آتی ہے۔ جیسے تثنیہ میں تو کہے گا: لَنْ یَضْرِبَا، لَنْ یَغْزُوَا، لَنْ یَرْمِیَا، لَنْ یَرْضَیَا. لَمْ یَضْرِبَا، لَمْ یَغْزُوَا، لَمْ یَرْمِیَا، لَمْ یَرْضَیَا. جمع مذکر میں کہے گا: لَنْ یَضْرِبُوْا، لَنْ یَغْزُوْا، لَنْ یَرْمُوْا، لَنْ یَرْضَوْ. لَمْ یَضْرِبُوْا، لَمْ یَغْزُوْا، لَمْ یَرْمُوْا، لَمْ یَرْضَوْ. واحد مؤنث میں کہے گا: لَنْ تَضْرِبِیْ، لَنْ تَغْزِیْ، لَنْ تَرْمِیْ، لَنْ تَرْضَیْ. لَمْ تَضْرِبِیْ، لَمْ تَغْزِیْ، لَمْ تَرْمِیْ، لَمْ تَرْضَیْ.

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال۱: فعل مضارع کے کتنے اعراب ہیں؟

سوال۲: اقسام اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی کتنی قسمیں ہیں؟

سوال۳: درج ذیل افعال مضارعہ کے اعراب بیان کیجئے اور بتائیے کی یہ اعراب کی کونسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں:

أَمُدَح، لَمْ یَفْتَح، لَنْ یَفْعَل، ھُوَ یَغْزُو، لَمْ یَرْم، ھُوَ یَمْضِی، لَنْ یَمْشِی، تَنْصُرْن، لَمْ یَغْزُوا، لَنْ یَدْعُوا، ھِیَ تَرْمِی، لَمْ یَکْتُبُوا.
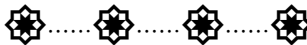
سبق نمبر: 9

......عوامل کا بیان[1]......

عوامل کی دو قسمیں ہیں: (۱) عامل لفظی اور (۲) عامل معنوی

پھر عامل لفظی کی تین قسمیں ہیں: (۱) حروف عاملہ (۲) افعال عاملہ اور (۳) اسماء عاملہ۔

(۱)......حروف عاملہ

حروف عاملہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ حروف جو اسم میں عمل کرتے ہیں۔ (۲) وہ حروف جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں۔

اسماء میں عمل کرنے والے حروف کا بیان

ان کی پانچ اقسام ہیں:

(۱)......حروف جارہ:

وہ حروف عاملہ جو اسماء پر داخل ہو کر انہیں جر دیتے ہیں۔ جیسے: اَلْمَالُ لِزَیْدٍ. یہ کل سترہ حروف ہیں:

بَاء، تَاء، مِنْ، اِلٰی، حَتّٰی، فِیْ، لَام، رُبَّ، وَاوِ قسم، عَنْ، عَلٰی، کَافِ تشبیہ، مُذْ، مُنْذُ، حَاشَا، خَلاَ، عَدَا[2].

---

[1]...... یہاں مصنف علیہ الرحمہ عوامل اور ان کا طریقہ عمل بیان فرما رہے ہیں۔ **عامل:** وہ شے جس کے سبب معرب کے آخر میں مخصوص اثر ظاہر ہو۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ میں جَاءَ عامل ہے اس کی وجہ سے زَیْدٌ کے آخر میں ضمہ آ گیا ہے۔ اَلْمَالُ لِزَیْدٍ میں لام عامل ہے اس کے سبب زَیْدٍ کے آخر میں جر آ گئی۔ عامل لفظی کی تین قسمیں ہیں: (۱) حروف (۲) افعال (۳) اسماء۔

[2]...... حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے حروف جارہ کو اس طرح ایک شعر میں قلمبند کیا ہے:

(۲)......حروف مشبہ بالفعل:

یہ کل چھ حروف ہیں: اِنَّ[۱]، اَنَّ، کَاَنَّ، لٰکِنَّ، لَیْتَ، لَعَلَّ. ان حروف کا ایک اسم ہوتا ہے جو منصوب ہوتا ہے اور ایک خبر ہوتی ہے جو مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے: اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ. اس میں ''زَیْداً'' اِنّ کا اسم ہے اور ''قَائِمٌ'' اِنَّ کی خبر ہے۔

تنبیہ: خیال رہے کہ اِنّ اور اَنّ حروف تحقیق ہیں، کَاَنّ حرف تشبیہ ہے، لٰکِنّ حرف استدراک ہے، لَیْتَ حرف تمنی ہے اور لَعَلَّ حرف ترجی ہے۔

(۳)......مَا و لَا مشبہتان بلَیْسَ:

یہ دونوں لَیْسَ کی طرح عمل کرتے ہیں یعنی: اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: مَازَیْدٌ قَائِماً. میں زَیْدٌ مَا کا اسم اور قَائِماً اس کی خبر ہے۔

(۴)......لائے نفی جنس[۲]:

لائے نفی جنس کے عمل کی تفصیل یہ ہے:

بَاء، تَاء و کَاف و لَام و وَاوُ مُنْذُ مُذْ خَلَا
رُبَّ حَاشَا مِنْ عَدَا فِیْ عَنْ عَلٰی حَتّٰی اِلٰی

[۱]......اِنَّ مضمون جملہ کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ اَنَّ جملہ کو مفرد کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ جہاں جملہ کا مقام ہو وہاں اِنَّ اور جہاں مفرد کا مقام ہو وہاں اَنَّ پڑھا جائے گا۔ مثلاً کلام کی ابتداء میں اسی طرح قَالَ اور اس کے مشتقات کے بعد اِنَّ اور درمیان کلام میں اور عَلِمَ اور ظَنَّ کے بعد اَنَّ پڑھا جائے گا۔ (ف) **استدراک** کا معنی ہے گزشتہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا۔ (ف) **تشبیہ** کہتے ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف میں شریک کرنا۔ (ف) **تمنی** کا معنی ہے کسی چیز کے حصول کی آرزو کرنا خواہ اس کا حصول ممکن ہو یا ناممکن (ف) **ترجی** کا معنی ہے کسی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز کے حصول کی توقع کرنا جس کے حصول کا وثوق نہ ہو۔

[۲]......اسم میں عمل کرنے والے حروف کی چوتھی قسم لائے نفی جنس ہے یعنی وہ لَا جو اپنے اسم کی جنس

(الف): اس لاَ کا اسم اکثر مضاف منصوب ہوتا ہے اور اس کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔جیسے: **لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِي الدَارِ.**

(ب): اگر اس کا اسم مفرد نکرہ ہوتو مبنی برفتحہ ہوگا۔جیسے: **لارَجُلَ فِی الدَّارِ.**

(ج): اگر اس کے بعد اسم معرفہ ہوتو دوسرے معرفہ کے ساتھ ملا کر **لَا** کا تکرار لازم ہوگا اور **لَا مُلغٰی عَنِ العَمَل** ہوجائے گا یعنی کچھ بھی عمل نہیں کریگا۔اور یہ معرفہ مبتدا ہونے کی بناء پر مرفوع ہوگا۔جیسے: **لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو**(1).

(د): اگر اس لا کے بعد مفرد نکرہ ہو، اور لا ایک اور نکرہ مفردہ کے

سے خبر کی نفی کرتا ہے۔لائے نفی جنس کے اسم کی تین قسمیں ہیں ان تینوں صورتوں میں لا کی خبر مرفوع ہی ہوگی: (۱) لا کا اسم نکرہ، مضاف ہو اور ان دونوں کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِي الدَّار (مرد کا کوئی غلام گھر میں زیرک نہیں ہے۔) (۲) لا کا اسم بغیر فاصلے کے ہو اور مشابہ مضاف ہو۔جیسے: لاَ عِشْرِیْنَ دِرْھَماً لَکَ. **مشابہ مضاف** وہ اسم ہے جس کا معنی دوسرے کلمہ سے ملائے بغیر مکمل نہ ہو۔جس طرح مضاف کا معنی مضاف الیہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا عِشْرِیْنَ کا معنی بیس ہے جو دِرْھَماً کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ان دونوں صورتوں میں لا کا اسم منصوب (معرب) ہوگا۔(۳) لا کا اسم فاصلے کے بغیر نکرہ مفردہ ہو۔جیسے: لارَجُلَ فِي الدَّارِ (گھر میں کوئی مرد نہیں) اور ﴿لاَ رَیْبَ فِیهِ﴾ یہاں مفرد سے مراد یہ ہے کہ وہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو۔اس صورت میں لا کا اسم علامت نصب پر مبنی ہوگا۔لیکن محلًّا اب بھی منصوب ہی مانا جائے گا۔

(1)......لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو میں لا کے بعد معرفہ مفردہ واقع ہے یعنی نہ نکرہ ہے نہ مضاف نہ مشابہ مضاف، ایسی صورت میں لا کی تکرار دوسرے معرفہ کے ساتھ واجب ہے۔اسی طرح اگر لَا اور اس کے اسم میں فاصلہ ہوتو لا کی تکرار دوسرے اسم کے ساتھ واجب ہے۔اور ان دونوں صورتوں میں لَا ملغٰی ہوگا یعنی عمل نہیں کرے گا اور نہ اس کے بعد واقع ہونے والے اسم کو لا کا اسم کہیں گے؛ کیونکہ یہ اسم لا تب ہوتا جبکہ لا اس میں عمل کرتا۔بلکہ وہ ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔جیسے: لاَ فِی الدَّارِ رَجُلٌ وَلاَ اِمْرَأَةٌ.

ساتھ مکرر ہو تو اسے پانچ طریقوں سے پڑھنا جائز ہے:

i......لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ [1]   ii......لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ

iii......لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ   iv......لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

v......لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ

(۵)......حروف ندا[2]: یہ پانچ حروف ہیں:

(۱) یَا (۲) اَیَا (۳) هَیَا (۴) اَیْ (۵) همزه مفتوحه.

یہ حروف جس پر داخل ہوتے ہیں اسے ''**منادی**''[3] کہتے ہیں۔

---

❶......لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اس مثال میں لا کے بعد نکرہ مفردہ (حول) واقع ہے اور لا کی تکرار دوسرے نکرہ مفردہ (قوّۃ) کے ساتھ ہے۔ایسی ترکیب میں پانچ وجہیں ہیں: (۱) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اس میں دونوں ''لَا'' نفی جنس کے لیے اور ہر نکرہ مبنی بر فتح۔ (۲) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ پہلا لا نفی جنس کے لیے ہے اور ملغیٰ عن العمل ہے اور دوسرا لا زائدہ تاکید نفی کے لیے۔ (۳) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ. پہلا لا نفی جنس کے لیے ہے اور دوسرا زائدہ تاکید نفی کے لیے، دوسرا نکرہ پہلے نکرہ کے محل بعید پر معطوف ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے؛ کیونکہ پہلا نکرہ محلًّا (محل بعید کے اعتبار سے) مرفوع بسبب ابتداء ہے۔ (۴) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. پہلا لا مشابہ بلیس، اور دوسرا لا نفی جنس کے لیے۔ (۵) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ. پہلا لا نفی جنس کے لیے اور دوسرا لا زائدہ اور نفی کی تاکید کے لیے ہے۔اس میں پہلا نکرہ مبنی بر فتح اور دوسرا نکرہ منصوب مع التنوین؛ اس لیے کہ اس کا عطف پہلے نکرہ کے محل قریب پر ہے اور وہ محل قریب کے اعتبار سے منصوب ہے۔

❷......اسم میں عمل کرنے والے حروف کی پانچویں قسم حروف ندا ہیں۔**حروف ندا یہ ہیں:** یَـــاء، همزه، اَیَا، اَیْ، هَیَا. منادی کے عامل میں تین مذہب ہیں: (۱) اُدْعُوْ اعامل ہے جو وجوبًا مقدر ہوتا ہے اور حرف ندا اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔ (۲) حروف ندا خود عمل کرتے ہیں۔ (۳) حرف ندا اسم فعل ہے اور اَدْعُوْ کا ہم معنی ہے۔

❸......**منادی:** اس ذات کا اسم ہے جس کی توجہ حرف ندا کے ساتھ طلب کی گئی ہو۔منادی کی چار صورتیں ہیں: (۱) مضاف ہو۔جیسے: **یَاعَبْدَ اللّٰهِ، یَارَسُوْلَ اللّٰهِ.** اس صورت میں یہ منصوب ہوگا۔ (۲) مشابہ

اگر منادی مضاف، یا مشابہ مضاف، یا نکرہ غیر معین ہو تو اسے نصب دیتے ہیں۔ جیسے: يَا عَبْدَ اللّٰهِ. يَا طَالِعاً جَبلاً. یا جیسے کوئی اندھا کہے: يَا رَجُلاً خُذْ بِيَدِي.

اگر منادی مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہوگا[1]۔ جیسے: يَا زَيْدُ، يَازَيْدَانِ، يَامُسْلِمُوْنَ، يَا مُوْسٰى، يَا قَاضِيْ[2].

تنبیہ: خیال رہے ان حروف میں سے اَیْ اور ھمزہ مفتوحہ منادی قریب کی ندا کے لیے ہے، اَيَا اور ھَيَا منادی بعید کے لیے اور يَا عام[3] ہے۔

☆☆☆☆☆

مضاف ہو۔ جیسے: يَا طَالِعاً جَبلاً (اے پہاڑ پر چڑھنے والے) اس صورت میں بھی منصوب ہوگا۔ (۳) منادی غیر معین ہو۔ جیسے نابینا کہے: يَا رَجُلاً خُذْ بِيَدِيْ (اے کوئی مرد میرا ہاتھ پکڑ لے) اس وقت بھی منادی منصوب ہوگا۔ (۴) مفرد معرفہ ہو یعنی نہ مضاف ہو نہ مشابہ مضاف ہو، پھر خواہ پہلے سے معرفہ ہو یا بوجہ نداء معرفہ بن جائے۔ جیسے: يَا زَيْدُ، يَارَجُلُ. اس صورت میں یہ علامت رفع پر مبنی ہوگا۔

❶ ......یعنی اس حرکت یا حرف پر مبنی ہوگا جس سے اس کی حالت رفعی آتی ہے۔

❷ ......مصنف علیہ الرحمہ نے منادی مفرد معرفہ کی پانچ مثالیں ذکر فرمائی ہیں؛ اس لیے کہ **پہلی مثال**: يَازَيْدُ. میں منادی مفرد معرفہ ہے اور ضمہ پر مبنی ہے۔ **دوسری مثال**: يَازَيْدَان. میں منادی تثنیہ ہے اور الف نون پر مبنی ہے۔ **تیسری مثال**: يَامُسْلِمُوْنَ. میں منادی جمع مذکر سالم اور واؤ نون پر مبنی ہے۔ ان تینوں مثالوں میں منادی علامت رفع لفظاً پر مبنی ہیں۔ **چوتھی مثال**: يَا مُوْسٰى. میں منادی اسم مقصور ہے اور **پانچویں مثال**: يَا قَاضِي. میں منادی اسم منقوص ہے۔ ان دونوں مثالوں میں منادی علامت رفع تقدیراً پر مبنی ہیں۔

❸ ......کہ ھمزہ مفتوحہ اور اَيْ منادی قریب کے لیے ہیں۔ اَيَا اور ھَيَا منادی بعید کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اور يَا عام ہے یعنی منادی قریب اور بعید دونوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ (ف) اس سے معلوم ہوا کہ جو جہلاء عامۃ المسلمین کو يَارَسُوْلَ اللّٰهِ کہنے سے روکنے کا ایک بہانہ یہ تراشتے ہیں کہ ''حرف يَا صرف منادی قریب کو پکارنے کے لیے آتا ہے جبکہ حضور

سوالات

سوال۱: عوامل کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

سوال۲: حروف جارہ کتنے اور کون کونسے ہیں اور ان کا کیا عمل ہے؟

سوال۳: حروف مشبہ بالفعل کتنے ہیں اور ان کا عمل کیا ہے؟

سوال۴: **مَا زَیْدٌ قَائِمٌ** میں ''ما'' کونسا ہے؟

سوال۵: لائے نفی جنس کے عمل کی تفصیل بیان کریں۔

سوال۶: **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** کتنے طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے؟

سوال۷: حروف نداء کتنے اور کون کون سے ہیں نیز ان کے معانی میں کیا فرق ہے؟

سوال۸: منادی کی تعریف اور اس کا اعراب بیان کریں۔

سوال۹: درج ذیل کلمات پر اعراب جاری کریں اور عوامل کی پہچان کریں:

للمتقين، لله، إن الله سميع، ليت الشباب يعود، لا غلام رجل ظريف في الدار، ياأرحم الراحمين، يارسول الله، يارحمة اللعلمين، أيها النبي، يارجلا امددني.
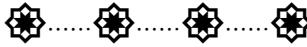
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہزاروں میل دور مدینہ طیبہ میں محو استراحت ہیں''۔ یہ محض ان کی دھوکہ دہی ہے؛ اس لیے کہ میر سید شریف صاف تصریح فرما رہے ہیں کہ ''یا'' منادی قریب وبعید دونوں کے لیے آتا ہے۔ نیز حق یہ ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤمنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿النَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ تفصیل کے لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا رسالہ مبارکہ ''اَنْوَارُ الْاِنْتِبَاهِ فِيْ حِلِّ نِدَاءِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ'' ملاحظہ ہو۔

سبق نمبر:10

……فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف……

فعل مضارع میں عمل کرنیوالے حروف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حروف ناصبہ (۲) حروف جازمہ

(۱) حروف ناصبہ:

وہ حروف جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں، یہ چار ہیں: اَنْ، لَـــنْ، کَیْ اور اِذَنْ.

(اَنْ) …… یہ فعل مضارع سے مل کر مصدر کے معنی میں ہوتا ہے؛ اسی لیے اسے ''اَن مصدریہ'' کہتے ہیں۔ جیسے: اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ بمعنی: اُرِیْدُ قِیَامَکَ.

(لَنْ) …… یہ فعل مضارع پر داخل ہوکر نفی کی تاکید کرتا ہے اور مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کردیتا ہے۔ جیسے: لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ (زید ہرگز نہیں نکلے گا)۔

(کَیْ) …… یہ ماقبل فعل کی علت بیان کرتا ہے۔ جیسے: اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ. میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہوجاؤں۔

(اِذَنْ) ……جیسے: اِذَنْ اُکْرِمَکَ اس شخص کے جواب میں جو کہے: اَنَا آتِیْکَ غَداً.

فائدہ:

خیال رہے کہ چھ حروف کے بعد ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو

نصب دیتا ہے۔(۱) حَتّٰی کے بعد۔جیسے: مَرَرْتُ حَتّٰی أَدْخُلَ الْبَلَدَ. (۲) لام جَحْد کے بعد۔جیسے: مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ. (۳) اَوْ بمعنی ''اِلٰی اَنْ'' یا ''اِلَّا اَنْ'' کے بعد۔جیسے: لَاَلْزِمَنَّکَ اَوْتُعْطِیَنِی حَقِّی. (۴) واوِ صرف کے بعد[1] (۵) لامِ کَیْ کے بعد[2] (۶) اُس فاء کے بعد جو مندرجہ ذیل اشیائے ستہ میں سے کسی ایک کے جواب میں آئے:

(۱) امر[3] (۲) نہی[4] (۳) استفہام[5]

(۴) نفی[6] (۵) تمنی[7] (۶) عرض[8]

(۲) حروف جازمہ[9]: وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔یہ پانچ حروف ہیں: لَمْ، لَمَّا، لامِ امر، لائے نہی، اِنْ شرطیہ۔جیسے: لَمْ یَنْصُرْ، لَمَّا یَنْصُرْ، لِیَنْصُرْ، لَا تَنْصُرْ، اِنْ تَنْصُرْ أَنْصُرْ.

---

❶......جیسے: لَا تَأْکُلِ السَمَکَ وَتَشْرَبَ اللَبَنَ.

❷......جیسے: اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

❸......جیسے: زُرْنِیْ فَأُکْرِمَکَ.

❹......جیسے: لَا تَشْتِمْنِیْ فَأُھِیْنَکَ.

❺......جیسے: اَیْنَ بَیْتُکَ فَأَزُوْرَکَ.

❻......جیسے: مَا تَأْتِیْنَا فَتُحَدِّثَنَا.

❼......جیسے: لَیْتَ لِیْ مَا لاً فَأُنْفِقَ.

❽......جیسے: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا.

❾......فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کی دوسری قسم وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں یہ پانچ حرف ہیں: **لَمْ، لَمَّا، لام امر، لائے نہی، اِنْ شرطیه.**
لَمْ اور لَمَّا کا لفظی عمل یہ ہے کہ یہ دونوں فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور معنوی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں بنا دیتے ہیں۔**لَمَّا** کی مثال: ﴿وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ

یاد رہے اِنْ ہمیشہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ. ان میں سے پہلے جملہ کو "شرط" اور دوسرے کو "جزا" کہتے ہیں۔

اور اِن مستقبل کے لیے ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔ جیسے: اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ. اور اس صورت میں جزم تقدیری ہوتا ہے؛ کیونکہ ماضی مبنی ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ جب شرط کی جزا جملہ اسمیہ یا امر یا نہی یا پھر دعا ہو تو جزا میں "فاء" کا لانا واجب ہے[1]۔ جیسے: اِنْ تَأْتِنِیْ فَأَنْتَ مُکْرَمٌ. اِنْ رَأَیْتَ زَیْدًا فَأَکْرِمْهُ. اِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ. اِنْ أَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا.

☆☆☆☆☆

قُلُوبِکُمْ ﴾ لَم کی مثال: ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ﴾ لام امر کی مثال: ﴿فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ﴾ لائے نہی کی مثال: ﴿وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ اِن شرطیہ۔ جیسے: ﴿إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ﴾.

[1] ......جزا پر فاء لانے یا نہ لانے کا دارومدار کلمۂ شرط کی معنوی تاثیر پر ہے اگر وہ جزا کو ماضی سے مستقبل کی طرف تبدیل کردے گا تو چونکہ اس کی تاثیر تام ہے اس لیے جزاء پر فاء نہیں لائیں گے شرط وجزا میں تعلق کے لیے یہ معنوی تاثیر کافی ہے۔ جیسے: اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ. اور اگر جزا مضارع منفی بـ "لا" ہے جس میں حال واستقبال دونوں کا احتمال ہے تو کلمہ شرط نے اس میں کسی قدر اثر کیا ہے کہ اسے مستقبل کے ساتھ خاص کردیا، اس لیے فاء کا نہ لانا جائز ہے اور چونکہ ماضی کو مستقبل کے معنی میں نہیں کیا اور تاثیر تام نہیں ہوئی اس لحاظ سے فاء کا لانا بھی جائز ہے۔ جیسے: اِنْ جَاءَکَ زَیْدٌ لَا تُکْرِمْهُ یا فَلَا تُکْرِمْهُ. اور اگر کلمہ شرط نے جزاء میں بالکل اثر نہ کیا تو فاء کا لانا واجب ہے تا کہ شرط و جزاء میں ربط پر دلالت کرے، اس کی چند صورتیں ہیں: (۱) جزا جملہ اسمیہ ہو۔ جیسے: اِنْ تَأْتِنِیْ فَأَنْتَ مُکْرَمٌ (اگر تو میرے پاس آئے گا تو تیری عزت کی جائے گی۔) (۲) جزا امر ہو۔ جیسے: اِنْ رَأَیْتَ زَیْدًا فَأَکْرِمْهُ (اگر تو زید کو دیکھے تو اس کی عزت کر۔) (۳) نہی ہو۔ جیسے: اِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ (اگر عمرو تیرے پاس آئے تو تو اس کی توہین نہ کر۔) (۴) دعا ہو۔ جیسے: اِنْ أَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا (اگر تو میری عزت کرے تو اللہ تعالی تجھے جزا خیر عطا فرمائے) (ف) شرط اور جزا کا جملہ ہونا ضروری ہے۔

سوالات

سوال۱: فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

سوال۲: حروف ناصبہ کی تعداد اور ان کے معانی مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

سوال۳: کون کون سے مقامات پر اَن مقدر ہوتا ہے۔

سوال۴: حروف جازمہ کی تعداد بمع نام بتائیے۔

سوال۵: مندرجہ ذیل کلمات پر اعراب لگائیے اور عامل کی پہچان کیجئے:

أريد أن أصلي، أسلمت كي أدخل، أن يضرب،

إن تنصر أنصر، لا تنظر، ليحفظ.
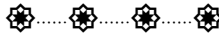
سبق نمبر: 11

......افعال عاملہ کا بیان......

معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی فعل غیر عامل نہیں ہوتا بلکہ ہر فعل عامل ہوتا ہے۔ عمل کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں [1]:

i......فعل معروف ii......فعل مجہول۔

فعل معروف کا عمل:

فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی [2] اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ. ضَرَبَ عَمْرٌو. اور چھ اسماء کو نصب دیتا ہے:

(۱) مفعول مطلق کو۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ قِیَاماً. اور ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْباً.

(۲) مفعول فیہ کو۔ جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ. اور جَلَسْتُ فَوْقَکَ.

---

❶......فاعل کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) **معروف**: وہ فعل جس کا فاعل معلوم ہو۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ میں "قَامَ" اس کا فاعل (زید) کلام سے معلوم ہو رہا ہے۔ (۲) **مجہول**: وہ فعل جس کا فاعل کلام سے معلوم نہ ہو رہا ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ میں "ضُرِبَ" اس کا فاعل (مارنے والا) معلوم نہیں ہو رہا ہے۔

❷......مفعول بہ کے لحاظ سے بھی فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) **متعدی**: وہ فعل جس کا سمجھنا مفعول بہ پر موقوف ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً میں ضَرَبَ؛ کہ اس کا معنی مفعول بہ کے بغیر سمجھ میں نہیں آتا۔ (۲) **لازم**: وہ فعل جس کا سمجھنا مفعول بہ پر موقوف نہ ہو۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ میں "قَامَ"؛ کہ یہ مفعول بہ کو چاہتا ہی نہیں۔ **فائدہ**: ہر فعل لازم معروف فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے۔ اور فعل متعدی معروف فاعل کو رفع اور سات اسموں کو نصب دیتا ہے ساتواں اسم مفعول بہ ہے۔ **(ف)** فعل لازم مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا؛ کیونکہ اس کا مفعول بہ ہوتا ہی نہیں اور فعل مجہول فاعل کو رفع نہیں دیتا؛ کہ اس کا فاعل مذکور نہیں ہوتا۔

(۳) مفعول معہ کو۔ جیسے: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ. اَیْ: مَعَ الْجُبَّاتِ.

(۴) مفعول لہ کو۔ جیسے: قُمْتُ اِکْرَاماً لِزَیْدٍ. اور ضَرَبْتُہٗ تَأْدِیْباً.

(۵) حال کو۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً.

(۶) تمییز کو۔ یعنی: اس تمییز کو جو فاعل کی طرف فعل کی نسبت میں پائے جانے والے ابہام کو دور کرنے کے لیے لائی گئی ہو۔ جیسے: طَابَ زَیْدٌ نَفْساً.

اگر فعل متعدی ہوتو [۱] مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا. جبکہ فعل لازم یہ عمل نہیں کرتا [۲]۔

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال ۱: عمل کے لحاظ سے فعل کی کتنی قسمیں ہیں؟

سوال ۲: فعل معروف کا عمل کیا ہے اور یہ کون سے اسماء کو رفع اور کون سے اسماء کو نصب دیتا ہے؟

سوال ۳: درج ذیل جملوں پر اعراب جاری کریں:

حمد زید، اکل سلیم خبزا، باع بکر شاۃ، فھم عامر درسا، جلس عمر جلوسا، جاء سعید راکبا، دخل کاشف والکتاب.

---
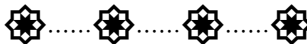
❶ ......اپنے فاعل کو رفع اور ان چھ چیزوں کو نصب دینے کے علاوہ۔

❷ ......کیونکہ اس کا مفعول بہ نہیں ہوتا۔

سبق نمبر: 12

﴿......فاعل ومفاعیل وغیرہ کی تعریفات......﴾

فاعل کی تعریف:

وہ اسم جس سے پہلے کوئی فعل ہو جو اس اسم کی طرف اس طرح منسوب ہو کہ اس فعل کا قیام اس اسم کے ساتھ ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْباً میں "زَیْدٌ"(۱).

مفعول مطلق کی تعریف(۲):

وہ مصدر جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس کے معنی میں ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْباً میں ضَرْباً اور قُمْتُ قِیَاماً میں قِیَاماً.

مفعول فیہ کی تعریف(۳):

وہ اسم جس میں فعل مذکور واقع ہوا ہو۔ اسے "ظرف" بھی کہتے ہیں۔ اور ظرف کی دو قسمیں ہیں:

(الف) ظرف زمان۔ جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں لفظ یَوْمَ۔

---

❶......فاعل ہے۔

❷......**مفعول مطلق**: وہ مصدر ہے جس کے معنی پر فعل سابق مشتمل ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْباً میں ضربا مصدر ہے اور فعل سابق ضَرَبْتُ اس کے معنی پر مشتمل ہے۔ (ف) فعل کی دلالت تین چیزوں پر ہوتی ہے: (۱) معنیٔ مصدری (۲) فاعل کی طرف نسبت (۳) زمانہ۔

❸......مفعول فیہ: اس زمانہ یا مکان کا اسم ہے جس میں فعل سابق واقع ہو۔ جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں یَوْمَ الْجُمُعَةِ اس زمانے پر دلالت کر رہا ہے جس میں فعل مذکور صُمْتُ واقع ہوا اور جَلَسْتُ عِنْدَکَ (میں تیرے پاس بیٹھا) میں عِنْدَکَ اس مکان پر دلالت کر رہا ہے جس میں فعل مذکور کیا گیا۔ (ف) زمان یا مکان پر دلالت کرنے والے اسم کو "ظرف" کہتے ہیں۔

(ب) ظرف مکان۔جیسے: جَلَسْتُ عِنْدَکَ میں لفظ عِنْدَکَ.

مفعول معہ کی تعریف[1]: وہ اسم جو واو بمعنی ''مـع'' کے بعد واقع ہو۔جیسے: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ میں اَلْجُبَّاتِ[2].

مفعول لہ کی تعریف: وہ اسم جو اس چیز پر دلالت کرے جو فعل مذکور کا سبب ہو۔جیسے: قُمْتُ اِکْرَاماً لِزَیْدٍ میں اِکْرَاماً[3].

حال کی تعریف:

وہ اسم نکرہ جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت بیان کرے۔جیسے: جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً[4]، ضَرَبْتُ زَیْداً مَشْدُوْداً، لَقِیْتُ زَیْداً رَاکِبَیْنِ.

فائدہ: فاعل اور مفعول کو ''ذو الحال'' کہتے ہیں۔اور ذو الحال اکثر معرفہ

---

❶......مفعول معہ یعنی وہ اسم جو واو بمعنی مـع کے بعد واقع ہو تا کہ معلوم ہو کہ اس اسم کو فعل کے معمول کے ساتھ معیت حاصل ہے۔جیسے: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (سردی جبوں کے ساتھ آئی۔) اس میں واو بمعنی مع ہے۔

❷......مفعول معہ ہے اس لیے کہ یہ واو بمعنی ''مع'' کے بعد واقع ہے۔

❸......مفعول لہ ہے۔قُمْتُ اِکْرَاماً لِزَیْدٍ (میں زید کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا) اس میں اِکْرَاماً فعل مذکور کی علت ہے جسے حاصل کرنے کے لیے قیام کیا گیا۔قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْناً (میں بزدلی کے سبب جنگ سے بیٹھ گیا) اس میں جُبْـنـاً بزدلی فعل مذکور کے لیے علت ہے۔(ف) مفعول لہ دو قسم پر ہے: (۱) وہ جسے حاصل کرنے کے لیے فعل کیا جائے (۲) وہ جس کے موجود ہونے کی وجہ سے فعل کیا جائے۔

❹......جَـاءَ زَیْدٌ رَاکِباً (زید سوار ہو کر آیا) اس میں رَاکِباً حال ہے جو فاعل کی حالت بیان کر رہا ہے یعنی: جب زید آیا تو سوار تھا۔(۲) ضَرَبْتُ زَیْداً مَشْدُوْداً (میں نے زید کو مارا جب کہ وہ بندھا ہوا تھا) اس میں مَشْدُوْداً مفعول بہ کی حالت کو ظاہر کر رہا ہے۔یعنی جب اسے مار پڑی تو وہ بندھا ہوا تھا۔(۳) لَقِیْتُ زَیْداً رَاکِبَیْنِ (میں زید سے ملا جب کہ ہم دونوں سوار تھے) اس

ہوتا ہے [1]۔ اور اگر یہ نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرتے ہیں۔ جیسے: جَاءَ نِیْ رَاکِباً رَجُلٌ. نیز حال کبھی جملہ بھی ہوتا ہے [2]۔ جیسے: رَأَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ.

تمییز کی تعریف [3]:

وہ اسم جو عدد یا وزن یا پیمائش یا ناپ سے ابہام [4] کو دور کرتا ہے۔ جیسے: عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً، عِنْدِیْ رِطْلٌ [5] زَیْتاً، مَا فِیْ

میں راکبین فاعل اور مفعول دونوں کی حالت بیان کر رہا ہے کہ جب وہ دونوں ملے تو سوار تھے۔

❶ ...... حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوگا۔ اگر کبھی ذوالحال نکرہ محضہ ہو تو حال کو اس پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے: ضَرَبْتُ مَشْدُوْداً رَجُلاً.

❷ ...... بعض اوقات جملہ خبریہ بھی حال واقع ہوتا ہے؛ کیونکہ جملہ بھی نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ جیسے: رَأَیْتُ الأمِیرَ وَھُوَ رَاکِبٌ (میں نے امیر کو اس حال میں دیکھا کہ وہ سوار تھا)۔

❸ ...... تمییز یعنی وہ اسم نکرہ جو ممیّز سے ابہام اور پوشیدگی کو دور کرتا ہے۔ جیسے: طَابَ زَیْدٌ نَفْساً (زید طبیعت کا اچھا ہے) طَابَ زَیْدٌ (زید اچھا ہے) ابہام تھا کہ وہ کس لحاظ سے اچھا ہے نَفْساً کہنے سے وضاحت ہوگئی کہ وہ ذات اور طبیعت کے لحاظ سے اچھا ہے۔ اسی طرح اَعْطَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَماً۔ اس جگہ اَحَدَ عَشَرَ جو اسم عدد ہے اس کے معدود میں ابہام تھا کہ وہ کونسی چیز ہے؛ کیونکہ ''گیارہ'' کوئی بھی چیز ہوسکتی ہے مثلاً کتابیں، قلم، اوراق وغیرہ۔ دِرْھَماً نے اس ابہام کو دور کر دیا لہٰذا اَحَدَ عَشَرَ ممیّز اور دِرْھَماً اس کی تمییز کہلائے گا۔ (درہم عرب میں چاندی کا ایک سکہ رائج تھا۔)

❹ ...... پوشیدگی۔

❺ ...... قولہ: رِطْلٌ یہ ایک وزن ہے۔ اس جگہ اس کے موزون میں ابہام تھا کہ ایک رطل کیا چیز ہے؛ کیونکہ رِطْلٌ کوئی بھی چیز ہوسکتی ہے مثلاً گھی، تیل وغیرہ۔ زَیْتاً نے اس ابہام کو دور کر دیا لہٰذا رِطْلٌ ممیّز اور زَیْتاً اس کی تمییز ہے۔

السَمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَاباً[1]، عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ[2] بُرًّا.

مفعول بہ کی تعریف:

وہ اسم جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً[3].

تنبیہ: خیال رہے کہ جملہ محض فعل اور فاعل سے ملکر مکمل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: اَلْمَنْصُوْبَاتُ فَضْلَةٌ[4].

☆☆☆☆☆

---

❶......قولہ: قَدْرَ رَاحَةٍ میں رَاحَةٌ کا معنی ہے ہتھیلی اور قَدْرُ کا مطلب ہے مقدار۔ یہاں ممسوح (جس کی پیمائش کی جائے) میں ابہام تھا کہ کونسی چیز آسمان میں ہتھیلی کی مقدار میں نہیں؟ سحاباً نے اسے دور کردیا کہ آسمان میں بادل ہتھیلی کی مقدار نہیں۔ خیال رہے کہ تمییز کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ تمییز جو کسی اسم مفرد سے ابہام کو دور کرے پھر وہ مفرد یا تو عدد ہوگا یا وزن ہوگا یا کیل ہوگا یا مساحت ہوگی۔ جیسے مذکورہ چاروں مثالوں سے واضح ہے۔ (۲) وہ تمییز جو کسی نسبت سے ابہام کو دور کرے۔ جیسے طَابَ زَیْدٌ عِلْماً (زید علم کے اعتبار سے اچھا ہے) اس مثال میں زَیْدٌ کی طرف جو طَابَ کی نسبت ہے اس میں ابہام تھا کہ زَیْدٌ کس لحاظ سے اچھا ہے؟ عِلْماً نے اس ابہام کو دور کر دیا کہ وہ علم کے اعتبار سے اچھا ہے۔ (ف) عدد سے مراد معدود ہے؛ کیونکہ أَحَدَ عَشَرَ کا معنی گیارہ ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے ابہام تو اس کے معدود میں ہے کہ وہ کس جنس سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح وزن سے موزون، کیل سے مکیل اور مساحت سے ممسوح مراد ہے۔ (ف) تمییز جس اسم کے ابہام کو دور کرتی ہے اسے "ممیّز" کہتے ہیں۔

❷......قولہ: قَفِیْزَان یہ قَفِیْز کا تثنیہ ہے اور قَفِیْز ایک کیل (پیمانہ) ہے۔ اس جگہ مکیل (وہ چیز جسے پیمانے سے ماپا جاتا ہے) میں ابہام تھا کہ دو قفیز کونسی چیز ہے جو، چاول، گندم وغیرہ۔ بُرًّا نے اس ابہام کو دور کردیا کہ وہ گندم ہے۔

❸......میں عَمْرواً مفعول بہ ہے۔

❹......یعنی منصوبات زوائد ہوتے ہیں۔

سوالات

سوال۱: درج ذیل اسماء کی تعریفات بمع امثلہ بیان کریں:

فاعل، مفعول فیہ، مفعول مطلق، مفعول معہ، مفعول بہ، تمییز۔

سوال۲: ان جملوں میں سے فاعل ومفاعیل کی اقسام متعین کیجئے:

طُلِبَ خَالِدٌ. فَازَ طَالِبٌ. صَامَ المسْلِمُ صِيَاماً.

ذَاقَ الامْرَأَةُ حُلْوًا. تَلاَ القَارِئُ القُرْآنَ فِيْ الْمَسْجِدِ.

نَزَلَ كَامرَانُ وَالخُطُوطَ. طَابَ زَيْدٌ نَفْساً.
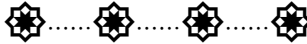
سبق نمبر: 13

......فاعل کی اقسام اور فعل کے بعض احکام......

فاعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مظہر[۱] ۔جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ[۲] (۲) مضمر[۳]۔

پھر فاعل مضمر کی دو قسمیں ہیں: (۱) بارز۔جیسے: ضَرَبْتُ[۴] (۲) مستتر (پوشیدہ)۔ جیسے: زَیْدٌ ضَرَبَ. ضَرَبَ کا فاعل ھُوَ ضمیر ہے جو اس میں مستتر ہے۔

فعل کے بعض احکام:

اگر فاعل مؤنث حقیقی[۵] ہو یا مؤنث کی ضمیر ہو تو ان دونوں صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا ضروری ہے۔جیسے: قَامَتْ ھِنْدٌ[۶] اور ھِنْدٌ قَامَتْ[۷].

اگر فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی یا جمع مکسر[۸] ہو تو فعل کو مذکر اور

---

❶......یعنی وہ اسم جو صراحۃً کسی ذات پر دلالت کرے۔

❷......اس میں زَیْدٌ فاعل ہے۔جملہ کے ضروری اجزا مسند الیہ اور مسند ہیں۔ ضَرَبَ زَیْدٌ میں ضرب کی اسناد زید کی طرف ہے لہٰذا وہ مسند ہے اور زید کی طرف نسبت کی گئی ہے لہٰذا وہ مسند الیہ۔

❸......یعنی وہ اسم جو کنایۃ (اشارۃ) غائب حاضر یا متکلم پر دلالت کرے۔

❹......اس میں تُ ضمیر فاعل ہے۔

❺......مؤنث حقیقی وہ مؤنث ہے جس کے مقابل نر جاندار ہو۔

❻......قَامَتْ ھِنْدٌ اس میں فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہے۔اس صورت میں فعل کا مؤنث لانا واجب ہے جبکہ فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان فاصلہ آجائے تو فعل کو مذکر کانا بھی جائز ہے۔جیسے: قَامَ الْیَوْمَ ھِنْدٌ۔

❼......ھِنْدٌ قَامَتْ اس میں فاعل مؤنث حقیقی کی طرف راجع ضمیر ہے۔اسی طرح اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ اس میں فاعل مؤنث غیر حقیقی کی طرف راجع ضمیر ہے۔ان دونوں صورتوں میں فعل کا علامت تانیث کے ساتھ لانا واجب ہے۔

❽......مؤنث غیر حقیقی وہ مؤنث ہے جس کے مقابل نر جاندار نہ ہو۔اور جمع تکسیر وہ جمع ہے جس

مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔ جیسے: طَلَعَ الشَّمْسُ [1] اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ، قَالَ الرِّجَالُ [2] اور قَالَتِ الرِّجَالُ.

فعل مجہول [3] کا عمل:

یہ فعل فاعل کی بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے۔ باقی مفعولات کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْاَمِيْرِ ضَرْباً شَدِيْداً فِيْ دَارِهٖ تَأْدِيْباً وَالْخَشْبَةَ.

یادرہے کہ فعل مجہول کو "فِعْلِ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ" بھی کہتے ہیں۔ اوراس کے نائب فاعل کو "مَفْعُوْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ" بھی کہتے ہیں۔

فعل متعدی کی اقسام کا بیان [4]

فعل متعدی کی چار اقسام ہیں:

میں واحد کی بناء سالم نہ رہے۔

❶...... طَلَعَ الشَّمْسُ، طَلَعَتِ الشَّمْسُ ان میں فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہے، اس صورت میں علامت تانیث کا لانا یا نہ لانا دونوں جائز ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

❷...... قَالَ الرِّجَالُ، قَالَتِ الرِّجَالُ اس میں فاعل اسم ظاہر جمع مذکر مکسر ہے۔ اس میں بھی دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اسی طرح اگر فاعل اسم ظاہر جمع مؤنث مکسر ہو تو بھی دونوں صورتیں جائز ہوتی ہیں۔ جیسے: قَالَ نِسْوَةٌ، قَالَتْ نِسْوَةٌ.

❸...... **فعل مجہول** وہ فعل ہے جس کا فاعل مذکور نہ ہو اور جس کی نسبت فاعل کی طرف نہ کی گئی ہو۔ چونکہ اس کا فاعل معلوم نہیں ہوتا اس لیے اسے "**مجہول**" کہتے ہیں۔ اسے "فِعْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ" بھی کہتے ہیں۔ فعل مجہول فاعل کی بجائے مفعول کو رفع دیتا ہے۔ مفعول کو "مَفْعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ" اور "نائب فاعل" بھی کہتے ہیں۔

❹...... مفعول بہ کے لحاظ سے فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں: (۱) وہ فعل متعدی جو صرف ایک مفعول کو چاہتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو کو مارا) (۲) وہ فعل متعدی جو ایسے

(۱)......وہ فعلِ متعدی جو ایک مفعول کو چاہتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً.

(۲)......وہ فعل متعدی جو دو مفعولوں کو چاہتا ہے اور ان میں سے ایک مفعول کا حذف کرنا بھی درست ہوتا ہے۔ جیسے: اَعْطَیْتُ زَیْداً دِرْھَماً [۱] اس کو اَعْطَیْتُ زَیْداً پڑھنا بھی درست ہے [۲]۔

(۳)......وہ فعل متعدی جو دو مفعولوں چاہتا ہے اور ان میں سے کسی مفعول کا حذف کرنا جائز نہیں ہوتا۔ اور یہ افعال قلوب میں ہوتا ہے۔

جیسے: عَلِمْتُ زَیْداً فَاضِلاً، ظَنَنْتُ زَیْداً عَالِماً.

افعال قلوب یہ ہیں: عَلِمْتُ، حَسِبْتُ، خِلْتُ، زَعَمْتُ،

دو مفعولوں کو چاہتا ہو جن میں سے کسی ایک کو حذف کر دینا بھی جائز ہو۔ جیسے: أَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَماً (میں نے زید کو ایک درہم دیا) اس کے دو مفعولوں میں سے پہلے یا دوسرے مفعول کو حذف کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں جیسے: اَعْطَیْتُ زَیْداً یا اَعْطَیْتُ دِرْھَماً. اسی طرح کَسَوْتُ (میں نے پہنایا) سَلَبْتُ (میں نے چھینا) وغیرہ۔ ایسے افعال کو ''باب أَعْطَیْتُ'' سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ (۳) وہ فعل متعدی جو ایسے دو مفعولوں کو چاہتا ہو جن میں سے کسی ایک کو حذف کر دینا جائز نہ ہو۔ جیسے: عَلِمْتُ زَیْداً فَاضِلاً (میں نے زید کو فاضل جانا) اس مثال میں زَیْداً اور فَاضِلاً دونوں ایک ہیں اس لیے ان میں سے ایک کو حذف کرنا جائز نہیں۔ ایسے افعال کو ''افعال قلوب'' کہتے ہیں افعال قلوب یہ ہیں: خِلْتُ، عَلِمْتُ، حَسِبْتُ، ظَنَنْتُ، زَعَمْتُ، رَأَیْتُ، وَجَدْتُ. ان افعال کو ''باب عَلِمْتُ'' سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ (۴) وہ فعل جو تین مفعولوں کو چاہتا ہو۔ جیسے: أَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْداً عَمْرًوا فَاضِلاً (اللہ تعالی نے زید کو علم دیا کہ عمرو فاضل ہے) ایسے افعال کو ''باب أَعْلَمْتُ'' سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

❶......اس مثال میں زَیْداً اور دِرْھَماً دونوں مفعول ہیں۔

❷......اور اَعْطَیْتُ دِرْھَماً. پڑھنا بھی درست ہے۔

رَأَیتُ، وَجَدْتُ.

(۴)......وہ فعل متعدی جو تین مفعولوں کو چاہتا ہے۔جیسے:أَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْداً عَمْرواً فَاضِلاً. تین مفعولوں کو چاہنے والے افعال یہ ہیں: اَعْلَمَ، أَرَی، أنْبَأَ، أَخْبَرَ، خَبَّرَ، نَبَّأَ، حَدَّثَ.

تنبیہ:(۱) یہ تمام مفعولات مفعول بہ ہیں۔

(۲) باب عَلِمْتُ کا دوسرا مفعول اور باب أَعْلَمْتُ کا تیسرا مفعول اور مفعول لہ و مفعول معہ فاعل کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ان کے علاوہ باقی مفاعیل نائب فاعل بن سکتے ہیں۔

(۳) باب أَعْطَیتُ کے دوسرے مفعول کی نسبت پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا زیادہ بہتر ہے[1]۔

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال۱: فاعل مضمر کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کیجئے۔

سوال۲: فعل مجہول کے دیگر نام اور اس کا عمل بتائیے۔

سوال۳: فعل متعدی کی اقسام بمع امثلہ بیان کریں۔

❁......❁......❁......❁

---
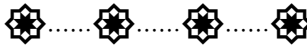
[1]......باب أَعْطَیتُ کے پہلے یا دوسرے مفعول میں سے کسی کو بھی نائب الفاعل بنایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا أُعْطِیَ زَیْدٌ دِرْھَماً یا أُعْطِیَ دِرْھَمٌ زَیْداً دونوں طرح کہہ سکتے ہیں۔لیکن پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا بہتر ہے جبکہ التباس کا اندیشہ نہ ہو جیسے مذکورہ مثال میں یہ طے ہے کہ کونسی چیز کس کو دی جا رہی ہے۔اور اگر التباس کا اندیشہ ہو تو پہلے مفعول ہی کو نائب الفاعل بنانا واجب ہے۔ جیسے:أُعْطِیَ زیدٌ عَمْرواً.

سبق نمبر: 14

......افعال ناقصہ کا بیان[1]......

افعالِ ناقصہ کل سترہ ہیں: (۱) کَانَ[2] (۲) صَارَ (۳) ظَلَّ (۴) بَاتَ (۵) أَصْبَحَ (۶) أَمْسٰی (۷) أَضْحٰی (۸) عَادَ[3] (۹) آضَ (۱۰) غَدَا (۱۱) رَاحَ (۱۲) مَازَالَ (۱۳) مَاانْفَكَّ (۱۴) مَا بَرِحَ

---

❶......افعال عاملہ میں سے افعال ناقصہ بھی ہیں۔ کَانَ زَیْدٌ قَائِماً میں کَان فعل ناقص ہے؛ کیونکہ اس کے بعد اسم مرفوع زَیْدٌ کو ذکر کرنے سے بات مکمل نہیں ہوتی جب تک اس کے ساتھ منصوب کا ذکر نہ کیا جائے۔

❷......کَانَ کا استعمال تین طرح ہے: (۱) کَانَ ناقصہ۔ وہ کَانَ جو اپنے اسم سے مل کر مکمل جملہ نہ بنے بلکہ اسے خبر کی بھی ضرورت ہو۔ جیسے: کَانَ زَیْدٌ شَاعِراً (زید شاعر ہے) باقی افعال ناقصہ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ (۲) کَانَ تامہ۔ وہ جو اپنے مابعد اسم سے مل کر مکمل جملہ بن جاتا ہے۔ جیسے: کَانَ مَطَرٌ (بارش ہوئی) یہ کَانَ بمعنی حَصَلَ اور وَجَدَ ہوتا ہے۔ (۳) کَانَ زائدہ۔ وہ کَانَ جس کے حذف کر دینے سے اصل معنی میں خلل پیدا نہیں نہ ہو۔ یہ کَانَ درمیان کلام میں آتا ہے ابتداء میں نہیں آتا۔ جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ (ہم اس سے بات کیسے کریں گے جو گہوارے میں بچہ ہے۔)

❸......عَادَ دو طرح استعمال ہوتا ہے: (۱) عَادَ ناقصہ۔ وہ جو صَارَ کے معنی میں ہو۔ جیسے: عَادَ زَیْدٌ غَنِیًّا (زید مالدار ہو گیا) (۲) عَادَ تامہ۔ وہ جو رَجَعَ کے معنی میں ہو۔ جیسے: عَادَ زَیْدٌ (زید لوٹ گیا۔)

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا﴾ میں ''لَتَعُوْدُنَّ'' فعل ناقص ہے۔ بعض مترجمین نے اسے فعل تام سمجھ کر ترجمہ کیا اور بہت بڑی خطا کے مرتکب ہوئے چنانچہ ان میں سے کسی نے اس کا ترجمہ کیا: ''یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ'' اور کسی نے ترجمہ کیا: ''یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں''۔ ان ترجموں سے یہ مفہوم

(۱۵) مَا فَتِیءَ (۱۶) مَادَامَ (۱۷) لَیْسَ.

یہ افعال تنہا فاعل کے ساتھ مل کر مکمل جملہ نہیں بنتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں، اسی لیے ان کو ''**افعال ناقصہ**'' کہتے ہیں۔ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِماً. مرفوع کو كَانَ کا اسم اور منصوب کو كَانَ کی خبر کہتے ہیں۔ باقی افعال کو بھی اسی پر قیاس کیجئے۔

تنبیہ: ان میں سے بعض افعال بعض اوقات تنہا فاعل سے ملکر مکمل جملہ بن جاتے ہیں۔ جیسے: كَانَ مَطَرٌ. اس میں كَانَ بمعنی حَصَلَ ہے یعنی بارش ہوئی۔ اسے ''**کان تامّہ**'' کہتے ہیں۔ نیز كَانَ کبھی زائدہ بھی ہوتا ہے[1]۔

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال ۱: افعال ناقصہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

سوال ۲: افعال ناقصہ کا عمل کیا ہے؟

سوال ۳: کان کی کتنی قسمیں ہیں؟

❁......❁......❁......❁
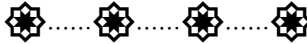
ہوتا ہے کہ معاذ اللہ رسولان گرامی پہلے کافروں کے مذہب پر تھے اسی لیے وہ ان کے دین میں ''پھر آنے'' اور ''لوٹ آنے'' کا کہہ رہے ہیں۔ مگر امام اہل سنت عاشق ماہ رسالت اعلی حضرت **مولانا احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن نے انتہائی محتاط اور صحیح ترجمہ فرمایا کہ: ''**یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ**''، یعنی رسولان عظام سے کافروں کا مطالبہ یہ ہے کہ تم ہمارے دین پر ہو جاؤ تو ہم تمہیں اپنے گاؤں سے نہیں نکالیں گے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ رسولان عظام نہ اس وقت ان کے دین پر ہیں اور نہ پہلے کبھی ان کے دین پر تھے اور یہی حق ہے۔

(۱)...... جیسے: مَا كَانَ أَحْسَنَ زَيْداً (زید کتنا حسین ہے)

سبق نمبر: 15

......افعال مقاربہ کا بیان[1]......

افعال مقارَبہ چار ہیں:

(۱) عَسَی (۲) کَادَ (۳) کَرَبَ (۴) اَوْشَکَ.

یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور کان کی طرح[2] اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوتی ہے یا تو اَنْ کے ساتھ۔ جیسے: عَسَی زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ، یا بغیر اَنْ کے۔ جیسے: عَسَی زَیْدٌ یَخْرُجُ.

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فعل مضارع لفظ اَنْ کے ساتھ مل کر عَسَی کا فاعل بنے اور خبر کی حاجت نہ رہے۔ جیسے: عَسَی اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ. اس صورت میں اَنْ اور فعل مضارع بمعنی مصدر ہو کر محل رفع میں ہوگا[3]۔

☆☆☆☆☆

---

[1] ......افعال عاملہ میں سے افعال مقاربہ بھی ہیں۔ یہ سات افعال ہیں جن میں سے چار کتاب میں مذکور ہیں: کَادَ، کَرَبَ، اَوْشَکَ اور عَسَی. ان کے علاوہ تین یہ ہیں: اَخَذَ، طَفِقَ اور جَعَلَ یہ تینوں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے اسم نے خبر کو شروع کر دیا ہے۔ ان کو افعال مقاربہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر کا حصول ان کے اسم کے لیے قریب ہے۔

[2] ......جمہور کا مذہب یہ ہے کہ افعال مقاربہ کا عمل افعال ناقصہ کی طرح ہے لیکن ان کی خبر فعل مضارع اَنْ ناصبہ کے ساتھ یا اس کے بغیر ہوتی ہے۔ افعال ناقصہ میں یہ ضروری نہیں ہے۔

[3] ......معنی یہ ہوگا: عَسَی خُرُوْجُ زَیْدٍ.

سوالات

سوال۱: افعال مقاربہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

سوال۲: افعال مقاربہ کان کی طرح ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟

سوال۳: افعال مقاربہ کی خبر اسم ہوتی ہے یا فعل؟

سوال۴: عَسَی خُرُوْجُ زَیْدٍ کی اصل کیا ہے؟
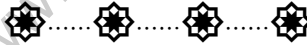
سبق نمبر:16

﴾......افعال مدح وذم کا بیان[1]......﴿

افعال مدح وذم چار ہیں: (۱) نِعْمَ (۲) بِئْسَ (۳) حَبَّذَا (۴) سَاءَ. ان میں سے نِعْم اور حَبَّذَا مدح کے لیے اور بِئْسَ اور سَاءَ ذم کے لیے مستعمل ہیں۔ ان افعال کے فاعل کے بعد آنے والے اسم کو ''مخصوص بالمدح'' یا ''مخصوص بالذم'' کہتے ہیں[2]۔

افعال مدح[3] وذم کے فاعل کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ یا تو معرف باللام ہو۔ جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ. یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ. یا فاعل ایسی ضمیرِ مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ سے لائی گئی ہو۔ جیسے: نِعْمَ رَجُلاً زَيْدٌ. اس میں نِعْمَ کا فاعل هُوَ ضمیر ہے جو اس میں پوشیدہ ہے، اور رَجُلاً اس کی تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ هُوَ ضمیر مبہم ہے۔

حَبَّذَا زَيْدٌ میں حَبَّ فعل مدح، ذَا اس کا فاعل اور زَيْدٌ مخصوص بالمدح ہے۔ اور اسی طرح: بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اور سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ.

☆☆☆☆☆

---

[1]......افعال عاملہ میں سے افعال مدح وذم بھی ہیں۔ یہ وہ افعال ہیں جو انشاء مدح وذم کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔

[2]......مثلاً: بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ. اس میں نِعْمَ فعل مدح، اَلرَّجُلُ اس کا فاعل اور زَيْدٌ مخصوص بالمدح ہے۔ اسی طرح سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو.

[3]......حَبَّذَا کے علاوہ دیگر۔

سوالات

سوال ۱: افعال مدح وذم کتنے اور کون کون سے ہیں؟

سوال ۲: مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کسے کہتے ہیں؟

سوال ۳: افعال مدح وذم کے فاعل کے لئے مصنف نے کون سی شرط بیان فرمائی ہے؟

سوال ۴: حَبَّذَا زَیْدٌ کی مصنف کے نزدیک کیا ترکیب ہے؟

سبق نمبر: 17

......افعال تعجب کا بیان[1]......

ثلاثی مجرد کے ہر مصدر سے فعل تعجب کے دو صیغے ہوتے ہیں[2]:

(۱) مَا أَفْعَلَهُ. جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْداً (زید کتنا حسین ہے!) یہ اصل میں یوں ہے: أَيُّ شَيْءٍ أَحْسَنَ زَيْداً لہذا اس میں مَا بمعنی أَيُّ شَيْءٍ ہے اور مبتدا ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے۔ اور أَحْسَنَ مبتدا کی خبر ہونے کی بناء پر محل رفع میں ہے۔ اور اس کا فاعل هُوَ ضمیر ہے جو اس میں پوشیدہ ہے۔ اور زَيْداً مفعول بہ ہے۔

(۲) أَفْعِلْ بِهٖ. جیسے: أَحْسِنْ بِزَيْدٍ. اس میں أَحْسِنْ صیغہ امر ہے

---

❶......افعال عاملہ میں سے افعال تعجب بھی ہیں۔ جس چیز کا سبب مخفی ہو اس کے جاننے سے نفس میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے ''تعجب'' کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سبب ظاہر ہو جاتا ہے تو تعجب زائل ہو جاتا ہے۔ فعل تعجب: وہ فعل جو انشائے تعجب کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس کے دو صیغے ہیں: (۱) مَا أَحْسَنَهُ، ضمیر کی جگہ اسم ظاہر رکھ کر مَا أَحْسَنَ زَيْداً بھی کہہ سکتے ہیں (زید کتنا حسین ہے) (۲) أَحْسِنْ بِهٖ یا أَحْسِنْ بِزَيْدٍ. ان اوزان پر فعل تعجب بنانے کی شرطیں ہم نے ''صرف بہائی'' کے حاشیہ ''صرف بنائی'' میں ذکر کر دی ہیں۔

❷......فعل تعجب کے صیغے جب اظہار تعجب کے لیے استعمال ہوں اس وقت تو انشائے تعجب ہی کے لیے ہوتے ہیں مگر اصل کے اعتبار سے مَا أَحْسَنَ زَيْداً میں مَا استفہامیہ بمعنی أَيُّ شَيْءٍ مبتدا، اور مابعد خبر ہے۔ ترجمہ یہ ہے: کس چیز نے زید کو حسین بنا دیا؟ اور أَحْسِنْ بِزَيْدٍ میں أَحْسِنْ فعل امر بمعنی ماضی ہے اور اس کا ہمزہ صیرورت کے لیے ہے۔ بِزَيْدٍ میں باء زائدہ ہے اور زَيْدٍ فاعل ہے۔ ترجمہ یہ ہے: زید کیسا حسن والا ہوا۔

اور خبر کے معنی میں ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہوگی: أَحْسَنَ زَيْدٌ. یعنی صَارَ زَيْدٌ ذَا حُسْنٍ. اور اس میں ''ب'' زائدہ ہے۔

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال۱: افعال تعجب کے کون کون سے صیغے مستعمل ہیں؟
سوال۲: اَحْسِنْ بِزَيْدٍ کی مصنف نے کیا ترکیب بیان فرمائی ہے؟
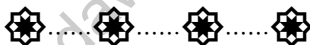
سبق نمبر: 18

......اسماءِ عاملہ کا بیان[1]......

اسماءِ عاملہ کی گیارہ اقسام ہیں:

(۱) پہلی قسم: اسمائے شرطیہ بمعنی اِنْ.

یہ نو ہیں: (۱) مَنْ (۲) مَا (۳) أَيْنَ (۴) مَتَى (۵) أَيٌّ (۶) أَنّٰى (۷) اِذْمَا (۸) حَيْثُمَا (۹) مَهْمَا.

یہ اسماء فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے: مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ، مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ، أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ، مَتَى تَقُمْ أَقُمْ، أَيَّ شَيْءٍ تَأْكُلْ آكُلْ، أَنّٰى تَكْتُبْ أَكْتُبْ، اِذْمَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ، حَيْثُمَا تَقْصِدْ أَقْصِدْ، مَهْمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ.

(۲) دوسری قسم[2]: اسماءِ افعال بمعنی فعل ماضی۔ جیسے: هَيْهَاتَ، شَتَّانَ،

---

❶......اسماء عاملہ یعنی عمل کرنے والے اسماء ''گیارہ'' ہیں: پہلی قسم اسماء شرطیہ ہیں ان کو ''کَلِمُ الْمُجَازَاة'' کہا جاتا ہے، یہ اِنْ شرطیہ کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں یعنی پہلے جملہ کے سبب اور دوسرے جملہ کے مسبب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ نو اسم ہیں۔

مثالیں (۱) مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ (جسے تو مارے گا میں ماروں گا) (۲) مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ (جو تو کرے گا میں کروں گا) (۳) أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ (جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) (۴) مَتَى تَقُمْ أَقُمْ (جب تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا) (۵) أَيَّ شَيْءٍ تَأْكُلْ آكُلْ (جو تو کھائے گا میں کھاؤں گا) (۶) أَنّٰى تَكْتُبْ أَكْتُبْ (جہاں تو لکھے گا میں لکھوں گا) (۷) اِذْمَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ (جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا) (۸) حَيْثُمَا تَقْصِدْ أَقْصِدْ (جہاں کا تو قصد کرے گا میں قصد کروں گا) (۹) مَهْمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ (جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔)

❷......اسماء عاملہ کی دوسری قسم وہ اسماء افعال ہیں جو فعل ماضی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اسم

سَرُعَانَ.

یہ اپنے اسم کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیتے ہیں۔ مثلا: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ. یعنی بَعُدَ يَوْمُ الْعِيْدِ.

(۳) تیسری قسم [1]: اسماءِ افعال بمعنی امر حاضر۔ جیسے: رُوَيْدَ، بَلْهَ، حَيَّهَلَ، عَلَيْكَ، دُوْنَكَ، هَا.

یہ اپنے اسم کو مفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ مثلاً: رُوَيْدَ زَيْداً. یعنی أَمْهِلْهُ.

(۴) چوتھی قسم [2]: اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال۔

یہ فعل معروف کی طرح عمل کرتا ہے بشرطیکہ اپنے سے پہلے والے لفظ

کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں: (۱) هَيْهَاتَ زَيْدٌ (زید کتنا دور ہوا) (۲) شَتَّانَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمرو کس قدر جدا ہو گئے) (۳) سَرُعَانَ زَيْدٌ (زید کتنا تیز چلا۔)

❶......اسماء عاملہ کی تیسری قسم وہ اسماء افعال ہیں جو فعل امر کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ یہ ہیں: (۱) رُوَيْدَ (تو چھوڑ) (۲) حَيَّهَلَ (تو آ) (۳) عَلَيْكَ (لازم پکڑ) (۴) دُوْنَكَ (پکڑ) (۵) هَا (پکڑ) یہ افعال اسم ظاہر کو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ جیسے: رُوَيْدَ زَيْداً (تو زید کو چھوڑ)

❷......اسماء عاملہ کی چوتھی قسم اسم فاعل ہے۔ یعنی وہ اسم مشتق جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی مصدری قائم ہو۔ یہ ثلاثی مجرد سے فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے اور اس کے علاوہ دیگر ابواب سے مضارع معروف کے وزن پر بنتا ہے مگر علامت مضارع کی جگہ میم مضموم اور ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے۔ جیسے: ضَارِبٌ، مُكْرِمٌ. یہ اپنے فعل معروف کا سا عمل کرتا ہے مگر اس کے عامل ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں: (۱) زمانہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔ لہٰذا اگر زمانہ ماضی یا دوام واستمرار پر دلالت کرے تو عمل نہیں کرے گا۔ (۲) چھ چیزوں: (مبتدا، موصوف، موصول، ذوالحال، ہمزہ استفہام اور حرف نفی) میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو۔ (ف) اسم فاعل پر اگر الف لام داخل ہو تو اس کے

پر اس کا اعتماد ہو(۱) اور وہ لفظ یا تو ''مبتدا'' ہو۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ أَبُوْہُ، زَیْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْہُ عَمْرواً (۲). یا ''موصوف'' ہو۔ جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْہُ بَکْراً (۳). یا ''موصول'' ہو۔ جیسے: جَاءَ نِی الْقَائِمُ أَبُوْہُ، جَاءَ نِی الضَارِبُ أَبُوْہُ بَکْراً (٤). یا ''ذوالحال'' ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ رَاکِباً غُلَامُہٗ فَرَساً (۵). یا ''ہمزہ استفہام'' ہو۔ مثلاً: أَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرواً(٦)؟ یا ''حرف نفی'' ہو۔ مثلاً: مَا قَائِمٌ زَیْدٌ.

ان تمام امثلہ میں ضَارِبٌ اور قَائِمٌ کا وہی عمل ہے جو ان کے فعل ضَرَبَ اور قَامَ کا ہے (۷)۔

(۵) پانچویں قسم (۸): اسم مفعول بمعنی حال واستقبال۔

یہ فعل مجہول کی طرح عمل کرتا ہے بشرطیکہ اس کا اعتماد انہی اشیاء ستہ

عمل کے لیے زمانہ حال یا استقبال میں ہونا شرط نہیں بمعنی ماضی ہوتو بھی عمل کرے گا۔ جیسے: اَلضَّارِبُ أَبُوْہُ بَکْراً أَمْسِ بَغْدَادِیٌّ. (جس کے باپ نے کل بکر کو مارا وہ بغداد کا رہنے والا ہے۔)

❶......یعنی اس لفظ کے بعد واقع ہو۔

❷......ان مثالوں میں زَیْدٌ مبتدا ہے جس پر قَائِمٌ اور ضَارِبٌ کا اعتماد ہے۔

❸......اس مثال میں رَجُلٍ موصوف ہے جس پر ضَارِبٍ کا اعتماد ہے۔

❹......ان مثالوں میں اَلْقَائِمُ اور اَلضَّارِبُ کا اعتماد الف لام پر ہے جو بمعنی اَلَّذِیْ ہے۔

❺......اس مثال میں زَیْدٌ ذوالحال ہے جس پر رَاکِباً کا اعتماد ہے۔

❻......اس مثال میں ضَارِبٌ کا اعتماد ہمزہ استفہام پر ہے کہ یہ اس کے بعد واقع ہے۔

❼......یعنی فعل لازم ہونے کی صورت میں صرف فاعل کو رفع دینا اور متعدی ہونے کی صورت میں فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کو نصب بھی دینا۔ کَمَا لَا یَخْفٰی.

❽......اسماء عاملہ کی پانچویں قسم اسم مفعول ہے یعنی وہ اسم مشتق جو اس ذات پر دلالت کرے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ یہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے

میں سے کسی ایک پر ہو جن کا ذکر اسم فاعل کے بیان میں گذرا۔ جیسے: زَیۡدٌ مَضۡرُوۡبٌ أَبُوۡہُ، عَمۡرٌو مُعۡطًی غُلَامُہٗ دِرۡھَماً، بَکۡرٌ مَعۡلُوۡمٌ اِبۡنُہٗ فَاضِلاً، خَالِدٌ مُخۡبَرٌ اِبۡنُہٗ عَمۡرواً فَاضِلاً[۱]۔

ان مثالوں میں مَضۡرُوۡبٌ، مُعۡطًی، مَعۡلُوۡمٌ اور مُخۡبَرٌ کا وہی عمل ہے جو ان کے افعال ضُرِبَ، أُعۡطِیَ، عُلِمَ اور أُخۡبِرَ کا ہے[۲]۔

(۶) چھٹی قسم[۳]: صفت مشبّہ۔

اس کا عمل بھی اپنے فعل کی طرح ہے مگر بشرطِ اعتمادِ مذکور۔ مثلاً: زَیۡدٌ

فعل مضارع مجہول کے وزن پر ہوگا لیکن علامت مضارع کی جگہ میم مضموم لگا دیا جائے گا۔ جیسے: مَضۡرُوۡبٌ اور مُسۡتَنۡصَرٌ۔ خیال رہے کہ اسم مفعول صرف فعل متعدی سے بنتا ہے لازم سے نہیں۔ اسم مفعول بھی اُن ہی دو شرطوں کے ساتھ فعل مجہول والا عمل کرتا ہے جن کا ذکر ابھی گذرا۔

❶......فعل متعدی یا اس کے اسم مشتق کا مفعول بہ اگر ایک ہی ہو تو فعل کو مجہول بنانے کی صورت میں وہی نائب الفاعل بن جائے گا۔ جیسے: زَیۡدٌ مَضۡرُوۡبٌ أَبُوۡہُ. (زید کا باپ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا) اگر دو ہوں تو ایک نائب الفاعل بن جائے گا اور دوسرا مفعول بہ ہی رہے گا۔ جیسے: عَمۡرٌو مُعۡطًی غُلَامُہٗ دِرۡھَماً. (عمرو کے غلام کو ایک درہم دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا) اور اگر تین ہوں تو ایک نائب الفاعل بن جائے گا اور باقی دو مفعول بہ ہی رہیں گے۔ جیسے: خَالِدٌ مُخۡبَرٌ اِبۡنُہٗ عَمۡرًوا فَاضِلاً. (خالد کے بیٹے کو خبر دی جاتی ہے یا دی جائے گی کہ عمرو فاضل ہے۔) (ف) اسم مفعول فعل مجہول کے حکم میں ہوتا ہے۔

❷......یعنی متعدی بیک مفعول ہونے کی صورت میں صرف نائب الفاعل کو رفع دینا، متعدی بدو مفعول ہونے کی صورت میں ایک مفعول کو نائب الفاعل ہونے کی وجہ سے رفع دینا اور دوسرے مفعول کو بوجہ مفعولیت نصب دینا اور متعدی بسہ مفعول ہونے کی صورت میں ایک مفعول کو نائب الفاعل ہونے کی بناء پر رفع اور باقی دو مفعولوں کو بر بنائے مفعولیت نصب دینا۔ کَمَاھُوَ ظَاھِرٌ عِنۡدَ مَاھِرٍ.

❸......اسماء عاملہ کی چھٹی قسم صفت مشبہ ہے۔ صفت مشبہ وہ اسم جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنیٔ مصدری بطور ثبوت قائم ہو یعنی اس میں کسی زمانہ ماضی، حال یا استقبال کا کوئی اعتبار نہ

حَسَــنٌ غُلَامُــهٗ (۱). میں حَسَـنٌ کا وہی عمل ہے جو اس کے فعل حَسُـنَ کا ہے۔ (یعنی اپنے فاعل کو رفع دینا)

(۷) ساتویں قسم (۲): اسم تفضیل۔

اس کا استعمال تین طریقوں سے ہوتا ہے (۳): (۱) مِــنْ کے ساتھ۔ جیسے: زَیْـدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. (۲) الف لام کے ساتھ۔ جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ (۳) اضافت کے ساتھ۔ جیسے: زَیْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ.

ہو۔ جیسے: حَسَـنٌ. اس کا صیغہ صرف فعل لازم سے مشتق ہوتا ہے فعل متعدی سے نہیں ہوتا۔ اس کے عمل کے لیے صرف اعتماد شرط ہے۔ وہ اعتماد چھ میں سے موصول کے علاوہ باقی پانچ چیزوں پر ہوگا؛ کیونکہ اس پر آنے والا الف لام بمعنی اَلَّذِیْ نہیں ہوتا۔ (ف) اسے صفت مشبہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ واحد تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنث ہونے میں اسم فاعل کے مشابہ ہے۔

❶...... یہ مبتدا پر اعتماد کی مثال ہے۔ موصوف پر اعتماد کی مثال یہ ہے: جَاءَ نِیْ رَجُلٌ اَحْمَرُ وَجْهُهٗ. ذوالحال پر اعتماد کی مثال یہ ہے: جَــاءَ نِــیْ زَیْدٌ اَحْمَرَ وَجْهُـهٗ. ہمزہ استفہام پر اعتماد کی مثال یہ ہے: أَحَسَنٌ زَیْدٌ؟ حرف نفی پر اعتماد کی مثال یہ ہے: مَا حَسَنٌ زَیْدٌ.

❷......اسماء عاملہ کی ساتویں قسم اسم تفضیل ہے۔ یہ وہ اسم مشتق ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جسے کسی کے مقابلے میں معنیٔ مصدری کی زیادتی حاصل ہو۔ جیسے: زَیْدٌ أَفْـضَلُ مِنْ عَـمْرٍو اس میں أَفْـضَـلُ اسم تفضیل ہے اس کی دلالت ایسی ذات پر ہے جو عمرو کے مقابلے میں معنیٔ مصدری کی زیادتی سے موصوف ہے یعنی زید کو عمرو سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ اس کا صیغہ مذکر کے لیے أَفْــعَــلُ اور مؤنث کے لیے فُعْلٰی کے وزن پر آتا ہے۔ اس صیغے کے شرائط اور احکام "نصاب الصرف" میں مذکور ہیں۔ (ف) مثال مذکور میں زَیْدٌ "مُفَضَّلٌ" ہے جسے فضیلت دی گئی ہے اور عَـمْرٍو "مُفَضَّلٌ عَلَیْهٖ" ہے جس پر فضیلت دی گئی۔ (ف) اسم تفضیل وصف اور وزنِ فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہوتا ہے۔

❸......اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے پر ہونا ضروری ہے یعنی (الف لام کے ساتھ یا مِـنْ کے ساتھ یا اضافت کے ساتھ۔ لہٰذا اس میں دو طریقوں کو جمع نہیں کر سکتے جیسے: زَیْـدُنِ الْاَفْـضَلُ مِنْ عَمْرٍو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو جیسے: زَیْدٌ اَفْضَلُ. البتہ مفضل

خیال رہے کہ اسم تفضیل کا عمل اپنے فاعل میں ہوتا ہے[1]۔ مثلاً: أَفْضَلُ میں هُوَ ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے۔

(۸) آٹھویں قسم[2]: مصدر۔

یہ بھی اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے بشرطیکہ مفعول مطلق نہ ہو[3] مثلاً:
أَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرواً.

(۹) نویں قسم[4]: اسم مضاف۔

یہ اپنے مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔ مثلاً: جَاءَ نِیْ غُلَامُ زَیْدٍ. واضح رہے کہ یہاں دراصل لام جارّہ پوشیدہ ہے؛ کیونکہ اصل عبارت یوں ہے: غُلَامٌ لِزَیْدٍ.

(۱۰) دسویں قسم[5]: اسم تامّ۔ یہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔

علیہ معلوم ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے: اَللّٰہُ أَکْبَرُ. کہ یہ اصل میں اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ. ہے۔

1 ......اسم تفضیل عموماً ضمیر میں عمل کرتا ہے جو اس میں مستتر اور اس کا فاعل ہوتی ہے۔

2 ......اسمائے عاملہ کی آٹھویں قسم مصدر ہے۔ یہ حدث کا وہ اسم ہے جو مفعول مطلق بھی بنتا ہے۔ (تنبیہ) مصدر جب مفعول مطلق واقع ہو تو عمل نہیں کرے گا۔ مثلاً: ضَرَبْتُ ضَرْباً زَیْداً۔ اس مثال میں زَیْداً کو نصب دینے والا مصدر نہیں بلکہ فعل ہے؛ اس لیے کہ فعل مصدر سے قوی ہوتا ہے اور قوی عامل کے ہوتے ہوئے ضعیف کو عمل نہیں دیا جائے گا۔ اور جب مصدر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل والا عمل کرے گا خواہ وہ فعل متعدی ہو یا لازم یعنی فعل لازم کا مصدر فاعل کو رفع دے گا اور متعدی کا مصدر مفعول بہ کو نصب بھی دے گا۔

3 ......کیونکہ مفعول مطلق ہونے کی صورت میں عمل فعل کے لیے ہوگا نہ کہ مصدر کے لیے کَمَا مَرَّ وَجْهُهٗ.

4 ......اسماء عاملہ کی نویں قسم اسم مضاف ہے جو مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِیْ غُلَامُ زَیْدٍ. اس میں زید کو غلام جر دے رہا ہے جو اس کی طرف مضاف ہے۔

5 ......اسماء عاملہ کی دسویں قسم اسم تام ہے: یعنی وہ اسم جو اپنی موجودہ حالت میں مضاف نہ ہو

اور تمامیٔ اسم (اسم کا تام ہونا)[1] چھ صورتوں میں ہوتا ہے:

(الف) اسم کے آخر میں لفظاً تنوین ہو[2]۔ مثلاً: مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَاباً.

(ب) اسم کے آخر میں تقدیراً تنوین ہو۔ مثلاً: عِنْدِی أَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً[3]، زَیْدٌ أَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً.

(ج) اس کے آخر میں نون تثنیہ ہو۔ جیسے: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا.

(د) اس کے آخر میں نون جمع ہو۔ جیسے: ﴿هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالاً﴾

(ہ) اس کے آخر میں نون مشابہ بنونِ جمع ہو۔ مثلاً: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ

سکے۔ اسم کے تام ہونے کی چند صورتیں ہیں: (۱) تنوینِ ملفوظ کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتاً. (۲) تنوین مقدر کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ کِتَاباً۔ (اَحَدَ عَشَرَ کی تنوین مبنی ہونے کی وجہ سے حذف کردی گئی ہے۔) (۳) نون تثنیہ کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا ۔ (۴) نون جمع کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: ﴿هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالاً﴾ (۵) نون مشابہ بنونِ جمع کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ قَلَماً۔ (ف) عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک تمام دہائیوں کا نون نونِ جمع نہیں بلکہ نونِ جمع کے مشابہ ہے۔ (۶) اضافت کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: عِنْدِیْ مِلْؤُہٗ عَسَلاً۔ ان تمام حالتوں میں چونکہ اسم اپنے مابعد کی طرف مضاف نہیں ہوسکتا اس لیے یہ تام ہے۔ اسمِ تام تمییز کو نصب دیتا ہے۔

[1]......اسم تام سے مراد وہ اسم ہے جس کی اضافت نہیں ہوسکتی۔

[2]......جیسے: عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتاً (کہ رِطْلٌ کے آخر میں تنوین ملفوظ موجود ہے۔) نحو میر میں اس کی مثال یہ ذکر کی گئی ہے: مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرَ رَاحَةٍ سَحَاباً.

[3]......جیسے: عِنْدِی أَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً کہ یہ اصل میں أَحَدٌ وَعَشَرٌ تھا؛ بوجہ بناء تنوین حذف کردی گئی) نحو میر میں اس کی دوسری مثال یہ ذکر کی گئی ہے: زَیْدٌ أَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً.

دِرْھَماً. تا تِسْعُوْنَ.

(و) وہ اسم مضاف ہو۔ جیسے: عِنْدِی مِلْؤُہٗ عَسَلاً.

(۱۱) گیارہویں قسم [1]: **اسمائے کنایہ از عدد۔** (وہ اسماء جو کسی عدد مبہم سے کنایہ ہوتے ہیں۔) یہ دو اسماء ہیں: (۱) کَمْ (۲) کَذَا. کَمْ کی پھر دو قسمیں ہیں: (۱) کَمْ خبریہ (۲) کَمْ استفہامیہ۔

ان میں سے کَمْ استفہامیہ تمییز کو نصب دیتا ہے۔ مثلاً: کَمْ رَجُلاً عِنْدَکَ. اسی طرح کَذَا بھی تمییز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: عِنْدِیْ کَذَا دِرْھَماً. اور کَمْ خبریہ تمییز کو جر دیتا ہے۔ جیسے: کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ، کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ.

اور بعض اوقات کَمْ خبریہ کی تمییز پر مِنْ جارہ بھی آتا ہے۔ جیسے ارشاد رب العزت جل مجدہ ہے: ﴿کَمْ مِنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ﴾.

☆☆☆☆☆

---

[1] ......اسماءِ عاملہ کی گیارہویں قسم اسماء کنایہ ہیں۔ اسم کنایہ: وہ اسم جس کی دلالت کسی معین چیز پر واضح نہ ہو۔ یہ دو لفظ ہیں: کَمْ اور کَذَا. کَمْ کی دو قسمیں ہیں: (۱) استفہامیہ۔ یعنی وہ کَمْ جو مخاطب سے کسی عدد کے بارے میں پوچھنے کے لیے آتا ہے اس کا معنی ہوگا ''کتنے'' یا ''کتنی'' وغیرہ۔ یہ اپنی تمییز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: کَمْ رَجُلاً عِنْدَکَ؟ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں؟) اور اسی طرح کَذَا خبریہ بھی تمییز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: عِنْدِیْ کَذَا دِرْھَماً میرے پاس اتنے درہم ہیں۔ (۲) کَمْ خبریہ۔ یعنی وہ کَمْ جس کے ذریعہ عدد مبہم کے بارے میں خبر دی جائے۔ اس کا معنی ہوگا ''بہت''۔ یہ اپنی تمییز کو جر دیتا ہے۔ جیسے: کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ (میں نے بہت مکان بنائے ہیں) اور کبھی اس کی تمییز پر مِن جارہ بھی آجاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿کَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ﴾ (آسمانوں میں بہت فرشتے ہیں۔) (ف) کَمْ استفہامیہ اس عدد کے لیے آتا ہے جو متکلم کے نزدیک مبہم (غیر واضح) ہو اور اس کے خیال میں مخاطب کو معلوم ہو، اور کَمْ خبریہ اس عدد کے لیے آتا ہے جو مخاطب کے نزدیک مبہم ہوتا ہے اور متکلم کے نزدیک عموماً معلوم ہوتا ہے۔ (البشیر)

سوالات

سوال۱: اسماءِ عاملہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

سوال۲: اسماءِ شرطیہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

سوال۳: اسماءِ افعال کی تعداد، اقسام اور ان کا عمل بیان کریں۔

سوال۴: اسم فاعل کا عمل اور اس کی شرائط بیان کریں۔

سوال۵: اسم مفعول کس معنی میں استعمال ہوتا ہے نیز اسم مفعول کا عمل اور اس کی شرائط بیان کیجئے۔

سوال۶: اسم تفضیل کے استعمال کے کتنے اور کون کون سے طریقے ہیں؟

سوال۷: اسم تام سے کیا مراد ہے؟ اور تمامی اسم کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

سوال۸: اسماء کنایہ کی تعریف اور اس کی اقسام بمع امثلہ بیان کریں۔
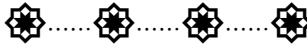
سبق نمبر: 19

﴿......عوامل معنویہ کا بیان[1]......﴾

عوامل معنویہ کی دو قسمیں ہیں: (۱)......ابتداء (۲)......فعل مضارع کا حروفِ نواصب وجوازم سے خالی ہونا۔

(۱)......ابتداء:

یعنی اسم کا لفظی عوامل سے خالی ہونا۔ یہ مبتدا اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ مثلاً: زَیْدٌ قَائِمٌ. اس میں زَیْدٌ مبتدا ہے اور قَائِمٌ خبر ہے۔ اور یہ دونوں ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہیں[2]۔

تنبیہ: خیال رہے کہ مبتدا اور خبر کے عامل میں دو مذہب اور ہیں: ایک یہ کہ مبتدا میں عامل ابتداء ہے اور خبر میں عامل مبتدا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ مبتدا اور خبر ایک دوسرے میں عامل ہیں۔

---

❶......معنوی عوامل وہ عوامل ہیں جن کا تلفظ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً: ''ابتداء'' یعنی اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا۔ اسی طرح ''فعل مضارع کا لفظی عوامل سے خالی ہونا'' یہ چونکہ عدمی ہیں اس لیے تلفظ میں نہیں آتے بخلاف لفظی عوامل کے کہ کبھی خود ان کا تلفظ ہوتا ہے۔ جیسے: اَنْ یَضْرِبَ میں اَنْ. اور کبھی اس پر دلالت کرنے والے کا تلفظ ہوتا ہے۔ جیسے: حَتّٰی کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے وہ خود تو پڑھنے میں نہیں آتا لیکن اس پر دلالت کرنے والا حَتّٰی پڑھا جاتا ہے۔ معنوی عامل صرف دو ہیں: (۱) مبتدا وخبر کا عامل۔ یعنی ابتداء (عوامل لفظیہ سے خالی ہونا)۔ اور (۲) فعل مضارع کا عامل۔ یعنی نواصب وجوازم سے خالی ہونا۔

❷......مبتدا وخبر کے عامل کے بارے میں ایک قول اس سے پہلے بیان ہوا یہ بصریوں کا مذہب ہے اور یہی مصنف کا مختار ہے جس کے مطابق دونوں کا عامل معنوی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مبتدا کا عامل ابتداء ہے اور خبر کا عامل مبتدا ہے۔ اس قول کے مطابق مبتدا کا عامل معنوی اور خبر کا عامل

(۲)......فعل مضارع کا حروف نواصب وجوازم سے خالی ہونا[1]:

یہ فعل مضارع کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: یَضْرِبُ زَیْدٌ. میں یَضْرِبُ اس لیے مرفوع ہے کہ وہ ناصب اور جازم سے خالی ہے۔

(عوامل نحو کا بیان اللہ تعالی کی توفیق اور اس کی مدد سے مکمل ہوا)

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال۱: عوامل معنوی کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

سوال۲: ابتداء سے کیا مراد ہے؟ اور اس کے بارے میں مصنف نے جو اختلاف بیان کیا ہے اسے واضح کریں۔
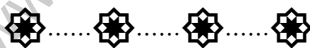
لفظی ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ مبتدا خبر میں عمل کرتا ہے اور خبر مبتدا میں۔ اس لحاظ سے دونوں کا عامل لفظی کہلائے گا۔

(1)......دوسرا عاملِ معنوی فعل مضارع میں عمل کرتا ہے یعنی فعل مضارع کا عاملِ لفظی (ناصب وجازم) سے خالی ہونا۔ جیسے: لَنْ یَضْرِبَ میں مضارع منصوب ہے؛ کیونکہ اس پر ناصب آیا ہے۔ لَمْ یَضْرِبْ میں مجزوم ہے؛ کہ جازم آیا ہوا ہے۔ اور یَضْرِبُ اس لیے مرفوع ہے کہ لفظی عوامل سے خالی ہے۔ یہ ابن مالک کا مختار ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ "فعل مضارع کا اسم کی جگہ واقع ہونا" اسے رفع دیتا ہے۔ مثلاً: زَیْدٌ ضَارِبٌ کی جگہ کہا جاتا ہے: زَیْدٌ یَضْرِبُ.

سبق نمبر: 20

﴿......تو ابع کا بیان[۱]......﴾

تابع کی تعریف:

تابع ہر وہ دوسرا لفظ جو اعراب میں ایک ہی جہت سے پہلے لفظ کے مطابق ہوتا ہے۔ پہلے لفظ کو "متبوع" کہتے ہیں۔

تابع کا حکم:

تابع کا حکم یہ ہے کہ وہ اعراب میں ہمیشہ اپنے متبوع کے مطابق ہوتا ہے۔

تابع کی اقسام

تابع کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) صفت (۲) تاکید (۳) بدل (۴) عطف بحرف (۵) عطف بیان۔

صفت کی تعریف[۲]:

صفت وہ تابع جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو خود متبوع کی ذات

---

❶......اس سے پہلے اسم معمول کی تین حالتیں بیان ہوئی ہیں کہ وہ یا تو مرفوع ہوگا یا منصوب یا مجرور، یہ اعراب اِصالۃً اور براہ راست کا بیان تھا۔ اب اُن معمولات کا بیان ہو رہا ہے جن پر بالتبع اعراب آتا ہے۔ مثلاً: جَاءَ نِیْ زَیْدُ نِ الْعَالِمُ میں زَیْدٌ مرفوع ہے؛ اس لیے کہ وہ فاعل ہے اور اَلْعَالِمُ اس کا تابع ہونے کے سبب مرفوع ہے۔ **تابع**: وہ دوسرا لفظ ہے جس پر ایک ہی جہت سے وہی اعراب آیا ہو جو پہلے لفظ پر آیا ہے۔ یعنی اگر پہلے لفظ پر فاعل ہونے کے سبب رفع آیا ہے تو دوسرے لفظ پر بھی اسی سبب سے رفع ہو۔ پہلے لفظ کو "**متبوع**" اور دوسرے کو "**تابع**" کہتے ہیں۔

❷......پہلا تابع صفت ہے اسے "**نعت**" بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ تابع ہے جو متبوع یا اس کے متعلق میں پائے جانے والے معنی (وصف) پر دلالت کرے۔ پہلی قسم کو "**صفت بحالہ**" کہتے ہیں۔ جیسے:

میں ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ. یا ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلّق میں ہو۔ مثلاً: جَاءَ نِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ یا أَبُوْهُ[1].

صفت کی پہلی قسم[2] دس چیزوں میں اپنے متبوع کے مطابق ہوتی ہے: (۱) تعریف (۲) تنکیر (۳) تذکیر (۴) تانیث (۵) اِفراد (۶) تثنیہ (۷) جمع (۸) رفع (۹) نصب (۱۰) جر۔ جیسے: عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ، ورَجُلَانِ عَالِمَانِ، ورِجَالٌ

رَجُلٌ عَالِمٌ؛ کہ اس میں عَالِمٌ تابع ہے اور یہ وہی معنی بیان کرر ہا ہے جو اس کے متبوع رَجُلٌ میں پایا جارہا ہے۔ اور دوسری قسم کو ''**صفت بحال متعلقہ**'' کہتے ہیں۔ جیسے: رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ؛ کہ اس میں حَسَنٌ اس معنی کو بیان کرر ہا ہے جو اس کے متبوع غلام کے متعلق میں پایا جارہا ہے۔

(ف) موصوف اگر نکرہ ہوگا تو صفت تخصیص کا فائدہ دے گی۔ جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ. رَجُلٌ مرد کو کہتے ہیں خواہ عالم ہو یا جاہل ''عَالِمٌ'' نے جاہل کو خارج کر دیا اور رَجُلٌ کے عموم اور اشتراک کو کم کر دیا۔ اور اگر موصوف معرفہ ہو تو صفت توضیح کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے: زَیْدُنِ الْعَالِمُ. اس میں زَیْدٌ اگرچہ ایک معین شخص کا نام ہے لیکن اشتراک لفظی کی وجہ سے اس میں ابہام ہے کہ اس نام کے متعدد افراد ہیں تو یہاں کونسا زید مراد ہے، صفت نے آکر وضاحت کردی کہ عالم زید مراد ہے۔

❶......حَسَنٌ غُلَامُهٗ یا حَسَنٌ اَبُوْهُ. یہ دو مثالیں ہیں پہلی مثال میں حَسَنٌ کا فاعل اسم مفرد منصرف صحیح ہے اور اس کا اعراب بالحرکۃ ہے، دوسری مثال میں فاعل اسماءِ ستہ مکبرہ میں سے ہے اور اس کا اعراب بالحرف ہے۔

فائدہ: اس طرح صفت کی دو قسمیں بن جاتی ہیں: (۱) وہ صفت جو اپنے متبوع میں پائے جانے والے معنی کو بیان کرتی ہے۔ (۲) وہ صفت جو اپنے متبوع کے متعلق میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرتی ہے۔

❷......صفت کی پہلی قسم یعنی صفت بحالہ دس چیزوں میں موصوف کے مطابق ہوگی: تعریف وتنکیر، تذکیر وتانیث، وحدت، تثنیہ وجمع، اور رفع، نصب اور جر۔ یعنی موصوف اگر معرفہ ہو تو صفت بھی معرفہ، موصوف نکرہ ہو تو صفت بھی نکرہ ہوگی۔ وَعَلٰی هٰذَا الْقِیَاسُ. (ف) ان دس چیزوں میں سے بیک وقت چار چیزوں میں موافقت ہوگی: تعریف وتنکیر میں سے ایک، تذکیر وتانیث میں سے ایک، افراد

عَالِمُوْنَ، وامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ، وامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ، ونِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ.

اوردوسری قسم (1) پانچ چیزوں میں متبوع کے مطابق ہوتی ہے:

(۱) تعریف (۲) تنکیر (۳) رفع (۴) نصب (۵) جر۔ مثلاً: جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ.

فائدہ:

خیال رہے کہ نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے (2)۔ جیسے: جَاءَ نِيْ رَجُلٌ أَبُوْهُ عَالِمٌ. اس وقت جملہ میں ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جونکرہ (موصوف) کی طرف لوٹے (3)۔

☆☆☆☆☆

تثنیہ وجمع میں سے ایک اور رفع ،نصب وجر میں سے ایک میں موافقت ہوگی۔ عِنْدِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ. میں موصوف اورصفت نکرہ، مذکر، واحداور مرفوع ہیں۔ وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسُ.

❶......یعنی صفت بحال متعلقہ پانچ چیزوں میں موصوف کے مطابق ہوگی: تعریف وتنکیراور رفع، نصب اور جر۔ (ف) ان پانچ چیزوں میں سے بیک وقت دو چیزوں میں موافقت ہوگی: تعریف وتنکیر میں سے ایک اور رفع ،نصب اور جرمیں سے ایک رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ میں موصوف اورصفت دونوں نکرہ اور مرفوع ہیں۔

❷......جس طرح مفرد صفت واقع ہوتا ہے اسی طرح بعض اوقات جملہ بھی صفت بن جاتا ہے؛ کیونکہ وہ متبوع میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِيْ رَجُلٌ اَبُوْهُ عَالِمٌ (میرے پاس عالم باپ والا مرد آیا) اس کے لیے چند شرطیں ہیں: (۱) موصوف نکرہ ہو؛ کیونکہ جملہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ (۲) جملہ خبریہ ہو، انشائیہ نہ ہو۔ (۳) جملہ میں ایک ضمیر ہو جو موصوف کی طرف راجع ہو۔

❸......جیسا کہ مثال مذکور میں اَبُوْهُ کی ضمیر مجرور متصل رَجُلٌ نکرہ موصوف کی طرف راجع ہے۔

سوالات

سوال۱: مصنف نے نحومیر کے خاتمہ میں کون کون سی چیزیں بیان فرمائی ہیں؟

سوال۲: توابع کی تعریف اوران کاحکم بیان کریں۔

سوال۳: توابع کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

سوال۴: صفت کی تعریف اوراس کی اقسام بیان کیجئے۔

سوال۵: موصوف صفت کے درمیان کن چیزوں میں موافقت ضروری ہے اور بیک وقت کتنے امور میں موافقت کالحاظ رکھنا ہوگا؟
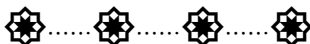
سبق نمبر: 21

﴿......تاکید کا بیان[1]......﴾

تاکید کی تعریف: تاکید وہ تابع جو متبوع کی حالت کو نسبت یا شمولیت میں پختہ کردے تاکہ سننے والے کو کوئی شک نہ رہے۔

تاکید کی اقسام

تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی۔

(۱)......تاکید لفظی کی تعریف: وہ تاکید جو تکرار لفظ کے ساتھ ہو۔ جیسے:

زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ، ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ، اِنَّ اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ.

(۲)......تاکید معنوی کی تعریف: وہ تاکید جو آٹھ الفاظ کے ساتھ آتی

---

[1]......تابع کی دوسری قسم تاکید ہے۔ یہ وہ تابع ہے جو متبوع کے حال کو نسبت یا شمول میں پختہ کرتا ہے یعنی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حکم مسند الیہ یا مسند ہی کے لیے ہے، یا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حکم تمام اجزا یا تمام افراد کو عام ہے۔ تاکہ سننے والے کو شک نہ رہے۔ جیسے: زیدٌ زیدٌ قائمٌ (زید ہی کھڑا ہے) اس میں پہلا زید مسند الیہ ہے اور دوسرا زید اس کی تاکید ہے جو اس بات کو پختہ کررہا ہے کہ قیام کی نسبت اسی کی طرف ہے۔ اسی طرح: زیدٌ قَائِمٌ قَائِمٌ. (زید کھڑا ہی ہے) اس میں پہلا قَائِمٌ مسند ہے اور دوسرا قَـائِمٌ اس کی تاکید ہے جو اس بات کو پختہ کررہا ہے کہ زید کی طرف قیام ہی کی نسبت ہے۔ فرمان باری تعالی ہے: ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ﴾ اس آیت کریمہ میں اَلْمَلٰٓئِكَةُ مسند الیہ ہے اور كُلُّهُمْ اس کی تاکید ہے جو اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ سجود کی نسبت ملائکہ کے تمام افراد کو شامل ہے ایسا نہیں ہے کہ بعض افراد ملائکہ نے سجدہ کیا اور بعض نے نہیں کیا بلکہ سب نے کیا۔ اور جس نے نہیں کیا وہ فرشتہ ہی نہیں تھا۔ اسی طرح یہ مثال ہے: اِشْتَرَیْتُ العَبْدَ کُلَّهٗ (میں نے پورا غلام خریدا) اس میں کُلَّهٗ تاکید ہے جو اس بات کو پختہ کررہا ہے کہ خریدے جانے کی نسبت غلام کے جمیع اجزاء کی طرف ہے۔ یہاں تاکید شمول اجزا پر دلالت کررہی ہے۔ پھر تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظی (۲) معنوی۔ پہلی قسم میں ایک لفظ کو مکرّر (دوبارہ) ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے پہلی دونوں مثالوں میں۔ یہ تاکید چونکہ لفظ کی تکرار سے حاصل ہوتی ہے اس لیے اسے "تاکید لفظی" کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم مخصوص الفاظ سے حاصل

ہے۔ وہ آٹھ الفاظ یہ ہیں: نَفْسٌ، عَیْنٌ (۱)، کِلَا وکِلْتَا (۲)، کُلٌّ (۳)، أَجْمَعُ (٤)، ....

ہوتی ہے۔ جیسے آخری دونوں مثالوں میں۔ وہ مخصوص الفاظ کل آٹھ ہیں: نفسٌ، عَیْنٌ، کِلَا و کِلْتَا، کُلٌّ، اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ. ان میں لفظ کی تکرار نہیں ہے معنی کی تکرار ہے اس لیے اسے **''تاکید معنوی''** کہتے ہیں۔ مذکورہ آٹھ الفاظ کی تفصیل عنقریب آتی ہے۔ ان شاءاللہ عزوجل۔

❶......نَفْسٌ اور عَیْنٌ دونوں واحد تثنیہ اور جمع کی تاکید کے لیے آتے ہیں۔ **(تنبیہ)** جب ان کو تاکید کے لیے استعمال کیا جائے گا تو ان کے ساتھ ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو وحدت، تثنیہ وجمع اور تذکیر و تانیث میں مؤکد کے مطابق ہو۔ نیز جب ان سے تثنیہ وجمع کی تاکید کی جائے گی تو صیغہ بھی جمع لایا جائے گا۔ جیسے: جَاءَ نِی زَیْدٌ نَفْسُهٗ. (میرے پاس زید خود آیا) جَاءَ تْنِی ھِنْدٌ نَفْسُھَا. اسی طرح: جَاءَ نِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا (میرے پاس دو زید خود آئے) جَاءَ تْنِی الْھِنْدَانِ اَنْفُسُهُمَا (میرے پاس دو ہندہ خود آئیں) اور ایسے ہی: جَاءَ نِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ اور جَاءَ تْنِی الْھِنْدَاتُ اَنْفُسُھُنَّ. اسی طرح عَیْنٌ کا لفظ بھی استعمال کیا جائے گا: جَاءَ نِی زَیْدٌ عَیْنُهٗ، وَالزَّیْدَانِ اَعْیُنُهُمَا، وَالزَّیْدُوْنَ اَعْیُنُهُمْ، وَجَاءَ تْنِی ھِنْدٌ عَیْنُھَا، وَالْھِنْدَانِ اَعْیُنُهُمَا، وَالْھِنْدَاتُ اَعْیُنُھُنَّ.

❷......کِلَا صرف تثنیہ مذکر اور کِلْتَا صرف تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ ان کے بعد بھی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مؤکد کے مطابق ہو۔ جیسے: جَاءَ نِی الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا (میرے پاس دونوں زید آئے) جَاءَ تْنِی الْھِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا (میرے پاس دونوں ہندہ آئیں۔)

❸......لفظ کُلٌّ واحد اور جمع کی تاکید کے لیے آتا ہے تثنیہ کے لیے نہیں آتا۔ اس کے بعد بھی مؤکد کے مطابق ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے: ﴿عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا﴾ آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھائے، اَسْمَاءَ اگرچہ جمع ہے لیکن بتاویل جماعت واحد مؤنث کی ضمیر اس کی طرف لوٹائی گئی ہے۔ ﴿سَجَدَ الْمَلَائِکَةُ کُلُّهُمْ﴾ (سب فرشتوں نے سجدہ کیا) قَرَأْتُ الْکِتَابَ کُلَّهٗ (میں نے پوری کتاب پڑھی) اِشْتَرَیْتُ الدَّارَ کُلَّھَا (میں نے پورا گھر خرید لیا۔)

❹......اَجْمَعُ. یہ واحد اور جمع (مذکر و مؤنث) کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ واحد مذکر کے لیے یہی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ اور واحد مؤنث کے لیے جَمْعَاءُ آتا ہے۔ اور جمع مذکر کے لیے اَجْمَعُوْنَ اور جمع مؤنث کے لیے جُمَعُ استعمال ہوتا ہے۔ عموماً اس کا استعمال لفظ کُلٌّ کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ الرَّکْبُ کُلُّهٗ اَجْمَعُ (سواروں کا پورا قافلہ، سارے کا سارا آگیا) جَاءَ تِ الْقَبِیْلَةُ کُلُّھَا جَمْعَاءُ. ﴿فَسَجَدَ الْمَلَائِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ﴾ (تمام سب کے سب فرشتوں نے

أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ (1). جیسے: جَاءَ نِي زَيْدٌ نَفْسُهُ، جَاءَ نِي الزَّيْدَانِ أَنْفُسُهُمَا، جَاءَ نِي الزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ. لفظ عَيْنٌ کو بھی لفظ نَفْسٌ پر قیاس کرلیجئے۔ جَاءَ نِي الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا وَالْهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا، جَاءَ نِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ وَأَكْتَعُوْنَ وَأَبْتَعُوْنَ وَأَبْصَعُوْنَ.

خیال رہے کہ (۲) أَكْتَعُ أَبْتَعُ أَبْصَعُ تینوں أَجْمَعُ کے تابع ہیں لہٰذا یہ تینوں نہ أَجْمَعُ کے بغیر آسکتے ہیں اور نہ اس پر مقدم ہوسکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال۱: تاکید اور اس کی اقسام کی تعریفات بمع امثلہ واضح کریں۔

سوال۲: تاکید لفظی کے لئے کون کون سے الفاظ مستعمل ہیں؟

سجدہ کیا) جَاءَ تِ الْهِنْدَاتُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ. بعض اوقات لفظ کُلٌّ کے بغیر بھی استعمال ہوتا ہے: جَاءَ الْجَيْشُ أَجْمَعُ (تمام لشکر آ گیا۔) (ف) کُلٌّ اور اَجْمَعُ سے ایسی چیز کی تاکید کی جائے گی جس کے اجزا حسی طور پر جدا ہوسکیں یا حکمی طور پر لہٰذا یہ تو کہہ سکتے ہیں: جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ؛ کیونکہ قوم کے اجزا (افراد) حسی طور پر جدا جدا ہوتے ہیں۔ اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ. کیونکہ غلام کے اجزا اگرچہ حسی طور پر جدا نہیں ہوتے مگر حکمی طور پر جدا ہوتے ہیں؛ کیونکہ غلام آدھا بھی خریدا جاتا ہے اور پورا بھی۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے: جَاءَ زَيْدٌ كُلُّهُ؛ کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ زید کا ایک حصہ آئے اور دوسرا نہ آئے۔

❶...... اَكْتَعُ، اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ، یہ تینوں اَجْمَعُ کے تابع ہیں یعنی نہ تو اس کے بغیر استعمال ہوتے ہیں اور نہ اس سے پہلے۔

❷...... كِلَا اور كِلْتَا مثنی کے ساتھ خاص ہیں۔

سبق نمبر: 22

﴿......بدل کا بیان[1]......﴾

بدل کی تعریف:

وہ تابع جو مقصود بالنسبۃ ہوتا ہے[2]۔

بدل کی اقسام

بدل کی چار اقسام ہیں[3]: **بدل الكل، بدل البعض، بدل الاشتمال، بدل الغلط.**

(۱)......بدل الکل کی تعریف:

وہ بدل جس کا مدلول بعینہ مبدل منہ کا مدلول ہو۔ مثلاً: **جَاءَ نِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ.**

---

❶......تابع کی تیسری قسم بدل ہے۔ یہ وہ تابع ہے جو مقصود بالنسبۃ ہوتا ہے یعنی متبوع کی طرف جس حکم کی نسبت کی گئی ہوتی ہے دراصل اُس کی نسبت اِسی بدل کی طرف کرنا مقصود ہوتا ہے اور متبوع کا ذکر محض تمہید کے طور پر ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ (میرے پاس زید تیرا بھائی آیا) اس میں جَاءَ کی نسبت دراصل اَخُوْکَ کی طرف کرنا مقصود ہے، زَيْدٌ متبوع کو بطور تمہید ذکر کیا گیا ہے۔

❷......یعنی فعل یا شبہ فعل کی نسبت اسی کی طرف کرنا مقصود ہوتا ہے اور مبدل منہ کا ذکر محض تمہیداً ہوتا ہے۔

❸......بدل کی چار قسمیں ہیں: (۱) بدل کل۔ یعنی وہ بدل جس کا مدلول وہی ہو جو متبوع کا مدلول ہے۔ جیسے: جَاءَ نِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ. اس میں أَخُوْكَ اور زَيْدٌ کا مدلول ایک ہی ہے یعنی ذات زید۔ (۲) بدل بعض۔ یعنی وہ بدل جس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جزء ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ رَأْسُهٗ (زید کے سر کو مارا گیا) اس میں رَأْسُ کا مدلول (سر) زید کا جزء ہے۔ (۳) بدل اشتمال۔ یعنی وہ بدل جس کا متبوع کے ساتھ ایک خاص تعلق ہو۔ (تنبیہ) کبھی یہ بدل اپنے متبوع پر مشتمل

(۲)......بدل البعض کی تعریف:

وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کا جزء ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُهٗ.

(۳)......بدل الاشتمال:

وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو۔ جیسے: سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ.

(۴)......بدل الغلط:

وہ بدل جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ.

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال۱: بدل اور اس کی اقسام کی تعریفات بیان کریں۔

سوال۲: عطف کی اقسام مثالوں سے واضح کریں۔

ہوتا ہے اور کبھی اس کا متبوع اس پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے: سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ (زید کا کپڑا چھین لیا گیا) اس میں ثَوْبٌ کا متبوع کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے اور یہ اپنے متبوع پر مشتمل ہے؛ کیونکہ کپڑے نے زید کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ نیز فرمان رب العزت ہے: ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ﴾ (وہ تم سے شہر حرام کے بارے میں سوال کرتے ہیں اس میں جنگ کے بارے میں) اس فرمان عالی میں قِتَالٍ فِیْهِ بدل اشتمال ہے اور شہر حرام سے اس کا خاص تعلق بھی ہے اور متبوع (شہر حرام) اس پر مشتمل ہے؛ کیونکہ یہ اس کے لیے ظرف ہے۔ (۴) بدل غلط۔ یعنی وہ بدل جو کسی وجہ سے غیر مقصود لفظ نکل جانے کی صورت میں اس غلطی کے ازالے کے لیے لایا جائے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ. اس میں کہنا یہ مقصود تھا کہ میں ایک گدھے کے پاس سے گذرا مگر منہ سے یہ نکل گیا: "مَرَرْتُ بِرَجُلٍ" پھر حِمَارٍ کہہ کر اس غلطی کا ازالہ کر دیا۔ یعنی میں ایک مرد (بلکہ) گدھے کے پاس سے گزرا۔ (ف) بدل کے متبوع کو "مبدل منہ" کہتے ہیں۔

سبق نمبر: 23

......عطف بحرف[1] اور عطفِ بیان کا بیان......

عطف بحرف کی تعریف:

وہ تابع جو حرف عطف کے بعد آئے[2] اور مع متبوع مقصود بالنسبۃ ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو. اسے "عطف نسق" بھی کہتے ہیں۔

نوٹ:

حروفِ عطف دس ہیں[3] جن کا بیان عنقریب آئے گا۔اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ.

---

[1] ......چوتھا تابع عطف بحرف ہے۔"عطف" مصدر ہے جس کا معنی ہے "مائل کرنا" لیکن یہاں اسم مفعول یعنی "معطوف" کے معنی میں ہے۔اس کا دوسرا نام "عطف نسق" بھی ہے۔اس میں بھی "عطف" بمعنی "معطوف" اور "نسق" بمعنی "منسوق" یعنی "مرتب" ہے۔ چونکہ بعض اوقات حرف عطف سے ترتیب بھی معلوم ہوتی ہے (جیسا کہ فاء، ثمّ اور حتّی سے عطف کرنے کی صورت میں) اس لیے اسے "عطف نسق" کہتے ہیں۔

[2] ......معطوف بحرف: وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد واقع ہو اور جس چیز کی نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہے اس سے تابع اور متبوع دونوں مقصود ہوں۔ جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو. اس میں جاءَ کی نسبت زَیْدٌ کی طرف کی گئی ہے اور حرف عطف واو کے واسطے سے عمرو کی طرف بھی اس کی نسبت مقصود ہے۔یعنی میرے پاس زید اور عمرو دونوں آئے۔(ف) معطوف کے متبوع کو "معطوف علیہ" کہتے ہیں۔(ف) عطف بحرف میں اگرچہ معطوف اور معطوف علیہ دونوں کی طرف حکم کی نسبت ہوتی ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ دونوں کی طرف نسبت ایک جیسی ہو بلکہ ان میں فرق ہوسکتا ہے۔جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ لَاعَمْرٌو (میرے پاس زید آیا عمرو نہیں) اس میں نسبت اگرچہ دونوں کی طرف ہے مگر زید کی طرف آنے کی نسبت ہے اور عمرو کی طرف نہ آنے کی۔ تَاَمَّلْ.

[3] ......حروف عطف دس ہیں: واو، فاء، ثمّ، حتّی، أو، إمّا، أم، بل، لکنْ، لا.

عطف بیان کی تعریف[1]:

وہ تابع غیر صفت جو اپنے متبوع کو واضح کر دے۔ جیسے: أَقْسَمَ بِاللّٰہِ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ. جبکہ متبوع کنیت سے زیادہ عَلَم[2] کے ساتھ مشہور ہو۔ اور جَاءَ نِیْ زَیْدٌ أَبُوْ عَمْرٍو. جبکہ متبوع علم سے زیادہ کنیت کے ساتھ مشہور ہو۔

☆☆☆☆☆

---

❶......پانچواں تابع عطف بیان ہے۔ یہ وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو اور متبوع کو واضح کر دے۔ جیسے: اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ. اس میں عُمَرُ عطف بیان ہے اس کی دلالت ابو حفص کی ذات پر ہے؛ کیونکہ ابو حفص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ہے، لیکن زیادہ مشہور نہیں جتنا نام مشہور ہے اس لیے عمر نے اپنے متبوع کو واضح کر دیا۔ (ف) عطف بیان اور صفت میں فرق یہ ہے کہ صفت اپنے متبوع میں پائے جانے والے معنی (وصف) پر دلالت کرتی ہے اور عطف بیان ذاتِ متبوع پر دلالت کرتا ہے۔ (ف) بدل اور عطف بیان میں یہ فرق ہے کہ بدل اصل مقصود ہوتا ہے اور اس کے متبوع کا ذکر محض تمہید کے طور پر ہوتا ہے۔ اور عطف بیان محض وضاحت کے لیے لایا جاتا ہے اور اصل مقصود اس کا متبوع ہوتا ہے۔

❷......عَلَم: وہ اسم ہے جو معین شئ کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) **کنیت** یعنی وہ نام جس کے شروع میں اب، ابن، ام یا بنت ہو۔ جیسے: اَبُوْ بَکْرٍ، اَبُوْ حَفْصٍ، اِبْنُ عَبَّاسٍ، اُمُّ سَلَمَةَ، بِنْتُ صِدِّیْقٍ رضی اللہ تعالی عنہم۔ (۲) **لقب** یعنی وہ نام جس سے مقصود مدح یا ذم ہو۔ جیسے: شیخ الاسلام (خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ کا لقب) محدث اعظم پاکستان (مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد رحمہ اللہ کا لقب) مفتی اعظم پاکستان (ابو البرکات سید احمد رحمہ اللہ کا لقب۔) ان ناموں سے مقصود مدح ہے۔ ذم کی مثالیں یہ ہیں: اَبُوْ لَهَبٍ، اَبُوْ جَهْلٍ وغیرہ۔ (۳) **علم محض**۔ یعنی وہ نام جس میں مذکورہ دونوں باتیں نہ ہوں۔ جیسے: **احمد رضا خان** بریلوی، **محمد نعیم الدین** مراد آبادی، **امجد علی** اعظمی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ) (ف) عطف بیان کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ مبین (یعنی اپنے متبوع) سے زیادہ واضح ہو بلکہ اتنا کافی ہے کہ دونوں کے اجتماع سے وہ وضاحت حاصل ہو جائے جو ان میں سے کسی ایک سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ تَأَمَّلْ.

سوالات

سوال۱: عطف بحرف کی تعریف بیان کریں۔

سوال۲: عطف نسق کسے کہتے ہیں؟

سوال۳: حروف عطف کتنے ہیں؟

سوال۴: عطف بیان کسے کہتے ہیں؟

سوال۵: مندرجہ ذیل کلمات سے عطف بحرف وعطف بیان متعین کیجئے۔

ذَهَبْنَا فِیْ خِدْمَةِ الشَّیْخِ اَبُوْ بِلَالٍ مُحَمَّدُ اِلْیَاسُ اَلْعَطَّارُ اَلْقَادِرِیّ اَلرَّضَوِیّ، جَاءَ نِیْ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ وَ زَیْدٌ، اَکَلَ زَیْدٌ وَاَبُوْعَمْرٍو بَکْرٌ.
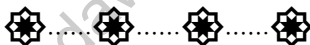
سبق نمبر: 24

......منصرف اور غیر منصرف کا بیان......

منصرف کی تعریف:

وہ اسم متمکّن جس میں منعِ صرف کا کوئی سبب نہ ہو[۱]۔

غیر منصرف کی تعریف[۲]:

وہ اسم متمکن جس میں منعِ صرف کے نو اسباب میں سے کوئی دو اسباب پائے جائیں[۳]۔

اسبابِ منعِ صرف:

اسباب منع صرف نو ہیں: عدل[٤]، وصف[٥]، ....

---

❶......جیسے: رَجُلٌ وغیرہ۔

❷......غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب یا دو کے قائم مقام ایک سبب پایا جائے۔(حکم) غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آئے گی۔ہاں اگر غیر منصرف مضاف یا معرف باللام ہو اور اس سے پہلے جر دینے والا کوئی عامل ہو تو اس پر کسرہ آجائے گا۔جیسے: مَرَرْتُ بِالْأَحْمَدِ وَأَحْمَدِکُمْ. (ف) نو چیزوں کو''اسبابِ منعِ صرف'' کہا جاتا ہے۔وہ نو چیزیں یہ ہیں: عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزنِ فعل، اور الف نون زائدتان۔(ف) تانیث بالالف ایک سبب دو کے قائم مقام ہے، اسی طرح جمع منتہی الجموع بھی دو کے قائم مقام ہے۔

❸......یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو اسباب کے قائم مقام ہو۔

❹......عدل کا معنی ہے اسم کے مادہ کا صرفی قاعدہ کے بغیر اصلی صورت سے نکالا جانا۔جیسے: عَامِرٌ سے عُمَرُ بنا۔اس میں عدل اور علم ہے۔ثَلَاثَۃٌ ثَلَاثَۃٌ سے ثُلٰثُ اور مَثْلَثُ بنا۔اس میں عدل اور وصف پایا گیا ہے۔

❺......وصف کا معنی ہے اسم کا ایسی ذات پر دلالت کرنا جو کسی صفت سے متصف ہو۔جیسے: أَحْمَرُ (سرخ) اس میں وصف اور وزنِ فعل ہے۔(ف) وصف کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ

تانیث[۱]، معرفہ، عجمہ[۲]، جمع[۳]، ....

ہے کہ اس میں وصفیت اصلیہ ہو یعنی وہ وضع ہی وصفیت کے لیے کیا گیا ہو لہٰذا اگر کوئی اسم وصفیت کے لیے وضع تو نہ کیا گیا ہو لیکن استعمال میں وصف بن جائے تو وہ منع صرف کا سبب شمار نہیں کیا جائے گا۔ جیسے: مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ (میں چار عورتوں کے پاس سے گزرا) اس مثال میں اَرْبَعٍ اگرچہ صفت بن رہا ہے مگر چونکہ اصل میں ایک عدد کے لیے وضع کیا گیا ہے اس لیے منع صرف کا سبب نہیں ہوگا۔ (ف) ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ میں بھی وصف اصلی (وضعی) نہیں ہے لیکن ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ کی وضع میں معتبر ہے اس لیے منع صرف کا سبب بنے گا، دوسرا سبب عدل ہے۔ (ف) أَحْمَرُ کسی شخص کا نام رکھ دیا جائے تو یہ اگرچہ وصف نہیں رہے گا لیکن وضع کے لحاظ سے تو وصف ہے اس لیے منع صرف کا سبب بنے گا۔

❶......تانیث: اسم کا مؤنث ہونا۔ کسی اسم کے مؤنث ہونے کی دو علامتیں ہیں: (۱) تاء (۲) الف۔ پھر تاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) تاء ملفوظہ۔ یعنی وہ تاء جو لفظوں میں ہو اور پڑھنے میں آتی ہو۔ جیسے: طَلْحَةُ. یہ تاء وقف کی حالت میں (ہ) پڑھی جاتی ہے۔ (۲) تاء مقدرہ۔ یعنی وہ تاء جو لفظوں میں نہ ہو اور پڑھنے میں نہ آتی ہو۔ جیسے: اَرْضٌ. یہ اصل میں أَرْضَةٌ ہے۔ نیز الف کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) الف مقصورہ۔ یعنی وہ الف جس کے بعد ہمزہ نہ ہو۔ جیسے: حُبْلٰی (حاملہ عورت) (۲) الف ممدودہ۔ یعنی وہ الف جس کے بعد ہمزہ ہو۔ جیسے: حَمْرَاءُ (سرخ عورت۔) اس سے معلوم ہوا کہ کل علاماتِ تانیث چار ہیں: تاء ملفوظہ، تاء مقدرہ، الف مقصورہ، الف ممدودہ۔ اگر پہلی دو علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے تو اسے ''تانیث بالتاء'' اور اخیر کی دو علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے تو اسے ''تانیث بالالف'' کہتے ہیں۔ (ف) تانیث بالالف دو سببوں کے قائم مقام ہے۔

❷......عجمہ کا مطلب ہے: اسم کا غیر عربی ہونا۔ اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ عربی میں علم کے طور پر استعمال ہو خواہ پہلے علم ہو یا نہ ہو۔ جیسے: اِبْرَاهِیْمُ.

❸......جمع: اسم کا دو سے زائد پر دال ہونا۔ اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ منتہی الجموع کے صیغہ پر ہو۔ (ف) منتہی الجموع کا صیغہ وہ ہے جس میں پہلے دو حروف مفتوح، تیسری جگہ الف اور اس کے بعد یا تو ایک حرف مشدد ہو۔ جیسے: دَوَابُّ. یا دو حروف ہوں جن میں پہلا مکسور ہو۔ جیسے: مَسَاجِدُ. یا تین حرف ہوں جن میں پہلا مکسور اور دوسرا حرف یاء ساکن ہو۔ جیسے: مَصَابِیْحُ. (ف) یہ جمع بھی دو سببوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔

ترکیب [1]، وزن فعل [2]، الف نون زائدتان [3]۔ جیسے:

عُمَرُ: اس میں عدل اور علم ہیں۔

ثُلٰثُ ومَثْلَثُ: ان میں صفت اور عدل ہیں۔

---

(1)......ترکیب کہتے ہیں: دو یا دو سے زیادہ کلمات کا ایک ہو جانا۔اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کوئی جزء نہ خود حرف ہو اور نہ حرف کو متضمّن ہو۔ جیسے: مَعْدِیْکَرِب. اس میں دو اسموں (مَعْدِیْ اور کَرِبَ) کو ملا کر ایک اسم بنا دیا گیا ہے۔(ف) یہ ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کا نام ہے جو ہمدانی ہیں۔اسی طرح بَعْلَبَکُّ میں بھی ترکیب ہے؛ بَعْلٌ بت کا نام اور بَکٌّ بادشاہ کا نام، دونوں کو ملا کر شہر کا نام رکھ دیا گیا۔

(2)......وزن فعل: یعنی اسم کا فعل کے وزن پر ہونا۔(ف) خیال رہے کہ وزن کی دو قسمیں ہیں: (۱) وزنِ مختص بالفعل۔یعنی وہ وزن جو صرف فعل کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے: فُعِلَ، فَعَّلَ، فُعِّلَ، فُعْلِلَ، تَفَعْلَلَ، تُفُعْلِلَ. (۲) وزن مشترک۔یعنی وہ وزن جو اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہو۔ جیسے: فَعَلَ، فَعْلَلَ وغیرہ کہ ان اوزان پر اسم اور فعل دونوں آتے ہیں جیسے فَرَسٌ، ضَرَبَ، جَعْفَرٌ، دَحْرَجَ وغیرہا۔(ف) اگر کوئی اسم ایسے وزن پر ہو جو فعل کے ساتھ خاص ہے تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے کوئی شرط نہیں۔ جیسے: شَمَّرُ (ایک گھوڑے کا نام) اور اگر کوئی اسم ایسے وزن پر ہو جو اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہو تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں: (۱) اس کے شروع میں حروف اتین (ا، ت، ی، ن) میں سے کوئی حرف ہو۔اور (۲) اس کی مؤنث میں ۃ نہ آتی ہو۔ جیسے: اَحْمَدُ میں وزن فعل ایک سبب بنے گا؛ کیونکہ یہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہے، اس کے شروع میں حروفِ اتین میں سے ہمزہ بھی ہے اور اس کے آخر میں تاء بھی نہیں آتی۔اور یَعْمَلٌ (قوی اونٹ) میں وزن فعل سبب نہیں بنے گا؛ کیونکہ اگرچہ یہ یَفْعَلُ کے وزن پر ہے اور اس کے شروع میں حروف اتین میں سے (ی) بھی ہے مگر اس کی مؤنث میں تاء آتی ہے۔ جیسے: یَعْمَلَۃٌ (قوی اونٹنی)۔

(3)......الف نون زائدتان۔یعنی وہ الف اور نون جو کسی اسم کے آخر میں زائد ہوں۔ جیسے: سَکْرَانُ عُثْمَانُ وغیرہ۔

طَلْحَۃُ: اس میں تانیث اور علم ہیں۔

زَیْنَبُ: اس میں تانیث معنوی اور علم ہیں۔

حُبْلٰی: اس میں ایک سبب تانیث بالف مقصورہ ہے[1]۔

حَمْرَاءُ: اس میں ایک سبب تانیث بالف ممدودہ ہے، اور یہ دو اسباب کے قائم مقام ہے۔

اِبْرَاھِیْمُ: اس میں عجمہ اور علم ہیں۔

مَسَاجِدُ اور مَصَابِیْحُ: ان میں ایک سبب جمع منتہی الجموع ہے۔ یہ بھی دو سببوں کے قائم مقام ہے۔

بَعْلَبَکُّ: اس میں ترکیب اور علم ہیں۔

أَحْمَدُ: اس میں وزن فعل اور علم ہیں۔

سَکْرَانُ: اس میں الف نون زائدتان اور وصف ہیں۔

عُثْمَانُ: اس میں الف نون زائدتان اور علم ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال ۱: منصرف و غیر منصرف کی تعریف بیان کریں۔

سوال ۲: اسباب منع صرف مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

❁......❁......❁......❁

---
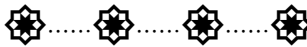
(1)......اور یہ دو اسباب کے قائم مقام ہے۔

سبق نمبر: 25

﴿......حروف غیر عاملہ کا بیان[1]......﴾

حروف غیر عاملہ کی ''سولہ'' قسمیں ہیں:

(۱)......حروف تنبیہ:

یہ کل تین ہیں: اَلاَ، اَمَا، ھَا.

(۲)......حروف ایجاب[2]:

یہ کل چھ ہیں: نَعَمْ، بَلٰی[3]، ....

---

❶......حروف غیر عاملہ یعنی وہ حروف جو اپنے مابعد میں لفظاً کوئی عمل نہیں کرتے۔ان کی سولہ قسمیں ہیں: پہلی قسم ''**حروف تنبیہ**'' ہے۔تنبیہ کا معنی ہے ''بیدار کرنا'' متکلم ان کو اس لیے ذکر کرتا ہے کہ مخاطب اس چیز سے غافل نہ رہے جو ان کے بعد بیان کی جا رہی ہے خواہ وہ چیز مفرد ہو یا جملہ، پھر جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ، خبریہ ہو یا انشائیہ۔جیسے:﴿**أَلا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ**﴾ (خبردار بے شک اللہ کے اولیاء پر نہ تو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے) حروف تنبیہ تین ہیں ان میں سے **اَلاَ** اور **اَمَا** صرف جملہ کے شروع میں آتے ہیں، **ھَا** جملہ اور مفرد دونوں کی ابتداء میں آتا ہے البتہ ہر مفرد کے شروع میں نہیں آتا بلکہ خاص طور پر اسم اشارہ کی ابتداء میں آتا ہے۔جیسے: **ھٰذَا**. (ف) منادی معرف باللام سے پہلے جو ھا آتا ہے اس میں تنبیہ والا معنی نہیں۔جیسے: **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ**.

❷......حروف غیر عاملہ کی دوسری قسم ''**حروف ایجاب**'' ہے۔ایجاب کا معنی ہے ''جواب دینا'' یہ حروف کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں۔ یہ چھ حروف ہیں۔**نَعَمْ**. کلامِ سابق کی تائید کے لیے آتا ہے، خواہ وہ کلام مثبت ہو یا منفی، خبر ہو یا انشاء۔جیسے: کسی نے خبر دی: **ذَهَبَ زَيْدٌ إِلَى الْمَسْجِدِ** (زید مسجد گیا) اس کے جواب میں کہا گیا: **نَعَمْ**. تو مطلب ہوگا: ''ہاں! گیا''۔اور اگر **لَمْ يَذْهَبْ** کے جواب میں **نَعَمْ** کہا تو معنی ہوگا ''ہاں نہیں گیا''۔

❸......**بَلٰی**. جملہ منفیہ کے بعد اس کی نفی کو ختم کرنے کے لیے آتا ہے۔خواہ وہ جملہ خبریہ ہو یا انشائیہ۔جیسے کسی نے خبر دی: **مَاصُمْتَ أَمْسِ** (تو نے کل روزہ نہیں رکھا تھا) اس کے جواب میں

اَجَلْ (۱)، جَیْرِ، اِنَّ، اِیْ (۲).

(۳)......حروف تفسیر (۳):

یہ کل دو ہیں: اَیْ، اَنْ. جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰۤا اِبْرٰهِیْمُ﴾

(۴)......حروف مصدریہ (٤):

کہا: بَلٰی تو مطلب ہوگا: ''کیوں نہیں''یعنی رکھا تھا۔ کسی نے پوچھا: أَمَا حَجَجْتَ (کیا تو نے حج نہیں کیا؟) کہا: بَلٰی. تو مطلب ہوگا: ''کیوں نہیں''یعنی حج کیا تھا۔

❶......أَجَلْ، جَیْرِ اور اِنَّ اکثر خبر کی تصدیق کے لیے آتے ہیں۔ کسی نے خبر دی: قَدْ فَازَ اَخُوْکَ فِی الْاِمْتِحَانِ (بے شک تیرا بھائی امتحان میں پاس ہو گیا) اس کے جواب میں کہا: اَجَلْ یا جَیْرِ یا اِنَّ اس کا معنی ہے: ''ہاں! پاس ہو گیا''۔

❷......اِیْ. استفہام کے بعد اس چیز کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے جس کے بارے میں پوچھا گیا ہو۔ اس کا استعمال قسم ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے پوچھا: هَلْ قُضِیَتِ الصَّلَاۃُ (کیا نماز ہوگئی؟) جواب میں کہا گیا: اِیْ وَاللّٰہِ یا اِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ. یعنی ''ہاں! اللہ کی قسم نماز ہوگئی''۔

❸......حروف غیر عاملہ کی تیسری قسم ''حروف تفسیر'' ہے۔ اور وہ دو ہیں: (۱) اَیْ (۲) اَنْ. ان میں فرق یہ ہے کہ اَیْ مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر کے لیے آتا ہے۔ جیسے: قُطِعَ رِزْقُہٗ اَیْ مَاتَ (زید کا رزق ختم کر دیا گیا یعنی وہ مر گیا) یہاں اَیْ نے جملہ سابقہ کی تفسیر مَاتَ سے کر دی۔ تفسیر مفرد کی مثال: جَاءَ نِیْ اَبُوْعَمْرٍو اَیْ زَیْدٌ. (میرے پاس ابو عمرو یعنی زید آیا) اس میں اَیْ نے اَبُوْعَمْرٍو مفرد کی تفسیر زَیْدٌ سے کر دی۔ اور اَنْ صرف مفرد کی تفسیر کے لیے آتا ہے لیکن اس کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ وہ مفرد ایسے فعل کا مفعول بہ ہو جو ''قول'' کا ہم معنی ہو۔ جیسے: ﴿نَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰۤااِبْرَاهِیْمُ﴾ اصل عبارت یوں ہوگی: نَادَیْنٰہُ بِلَفْظِ اَنْ یّٰۤا اِبْرَاهِیْمُ. اس میں ''لَفْظ'' مفعول بہ مقدر غیر صریحی ہے، ''اَنْ'' نے ''یَا اِبْرَاهِیْمُ'' کو اس کی تفسیر بنا دیا، ''نَادَیْنٰہُ'' قول کا ہم معنی فعل ہے۔ یعنی ''ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم''۔ اور خود لفظ ''قول'' کے مفعول بہ کی تفسیر اس سے نہیں ہو سکتی لہٰذا اس طرح نہیں کہہ سکتے: قُلْتُ لَہٗ أَنْ یَازَیْدُ کہ میں نے اس سے کہا کہ اے زید۔

❹......حروف عاملہ کی چوتھی قسم ''حروف مصدریہ'' ہے۔ اور وہ تین ہیں: (۱) مَا (۲) اَنْ (۳)

یہ کل تین ہیں: مَا، اَنْ، اَنَّ. اِن میں سے مَا اور اَنْ فعل پر داخل ہو تے ہیں اور فعل کے ساتھ ملکر مصدر کے معنی میں ہوتے ہیں [1]۔

(۵)......حروف تحضیض [2]:

یہ کل چار حروف ہیں: اَلَّا، هَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا.

(۶)......حرف توقع [3]:

یہ صرف قَدْ ہے جو ماضی پر تحقیق اور تقریب بحال کے لیے آتا ہے۔

اَنَّ. چونکہ یہ حروف ما بعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتے ہیں اس لیے ''**مصدریہ**'' کہلاتے ہیں۔ مَا اور اَنْ فعل پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے۔ جیسے: ﴿ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ یہاں مَا اور فعل کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہے یعنی (زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی) اَعْجَبَنِيْ اَنْ ضَرَبْتَ (تیرے مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا) اَنّ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے۔ جیسے: بَلَغَنِيْ اَنَّكَ قَائِمٌ (تیرے کھڑے ہونے کی خبر مجھے پہنچی۔) آیت کریمہ میں بِمَا رَحُبَتْ بمعنی ''بِرُحْبِهَا'' ہے، دوسری مثال میں اَنْ ضَرَبْتَ بمعنی ضَرْبُكَ ہے اور تیسری مثال میں اَنَّكَ قَائِمٌ بمعنی قِيَامُكَ ہے۔

[1] ......اور اَنَّ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اسے مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے۔

[2] ......حروف عاملہ کی پانچویں قسم ''**حروف تحضیض**'' ہے۔ تحضیض کا معنی ہے ''ابھارنا''، چونکہ اِن حروف سے مخاطب کو کسی کام پر ابھارنا مقصود ہوتا ہے اس لیے ان کو حروف تحضیض کہا جاتا ہے۔ جیسے: اَلَا تَحْفَظُ الدَّرْسَ (تو اپنا سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا؟) اور جب یہ حروف فعل ماضی پر داخل ہوں تو تندیم (مخاطب کو شرمندہ کرنے) کے لیے آتے ہیں۔ جیسے: لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ خَيْرًا (جب تم نے اس خبر کو سنا تو ایمان والوں نے اچھا گمان کیوں نہیں کیا؟) یہ چار حروف ہیں: (۱) اَلَا (۲) هَلَّا (۳) لَوْلَا (۴) لَوْمَا۔

[3] ......حروف غیر عاملہ کی چھٹی قسم ''**حرف توقع**'' ہے۔ اور وہ قَدْ ہے۔ جب یہ ماضی پر داخل ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) برائے توقع و تحقیق و تقریب۔ جیسے: قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ (بے شک

اور مضارع پر تقلیل[1] کے لیے ہوتا ہے۔

(۷)......حروف استفہام[2]:

یہ کل تین حروف ہیں: مَا، همزه، هَلْ.

امیر ابھی سوار ہو گیا) اگر مخاطب پہلے سے امیر کے سوار ہونے کا منتظر تھا تو اس میں قَدْ توقع وتحقیق وتقریب کے لیے ہے یعنی ایک بات کو ثابت کرنے کے لیے اور یہ بتانے کے لیے کہ مخاطب کو جس چیز کا انتظار تھا وہ واقع ہوگئی، نیز وہ ابھی ابھی واقع ہوئی ہے۔(۲) برائے تحقیق وتقریب۔جیسے اگر مخاطب رکوب امیر کا منتظر نہیں تھا اور اسے کہا گیا قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ تو اس میں قَدْ تحقیق اور تقریب کے لیے ہے۔(۳) برائے تحقیق۔جیسے کسی نے پوچھا: هَلْ قَامَ زَيْدٌ (کیا زید کھڑا ہوا؟) اس کے جواب میں کہا گیا: قَدْ قَامَ زَيْدٌ (بے شک زید کھڑا ہوا) اس میں قَدْ صرف تحقیق کے لیے ہے۔اور جب یہ فعل مضارع پر داخل ہو تو بھی اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) برائے تحقیق۔جیسے: ﴿قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا﴾ (بے شک اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو جو تم میں سے چپکے چپکے آڑے نکل جاتے ہیں۔) یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے اس میں قَدْ صرف تحقیق کے لیے ہے۔(۲) برائے تحقیق وتکثیر۔جیسے: ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ (بے شک ہم دیکھتے ہیں تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا۔) اس میں قَدْ تحقیق کے ساتھ تکثیر (زیادتی) بیان کرنے کے لیے ہے۔(۳) برائے تحقیق وتقلیل۔جیسے :اَلْكَذُوْبُ قَدْ يَصْدُقُ (بے شک بہت جھوٹا کبھی تحقیقاً سچ بول جاتا ہے) اس میں قَدْ تحقیق کے علاوہ تقلیل (کمی بیان کرنے کے لیے) ہے۔(ف) اس تفصیل سے واضح ہوا کہ قَدْ بہر حال تحقیق کا معنی دیتا ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر، فرق یہ ہے کہ ماضی پر تحقیق کے علاوہ کبھی توقع یا تقریب کے لیے آتا ہے اور مضارع پر تحقیق کے علاوہ کبھی تکثیر یا تقلیل کے لیے آتا ہے۔

[1]...... فعل کے قلیل الوقوع ہونے پر دلالت کرنے۔

[2]......حروف غیر عاملہ کی ساتویں قسم "حروف استفہام" ہے۔یعنی وہ حروف جو طلب فہم کے لیے آتے ہیں۔یہ حروف "نحو میر" میں تین ذکر کیے گئے ہیں: (۱) مَا. جیسے: مَا اسْمُكَ (تیرا نام کیا ہے؟) (ف) خیال رہے کہ یہ مَا اسمیہ استفہامیہ ہے حرفیہ نہیں۔(۲) ہمزہ۔جیسے: أَزَيْدٌ قَائِمٌ (کیا زید کھڑا ہے؟) (۳) هَلْ۔جیسے: هَلْ ذَهَبَ عَمْرٌو (کیا عمرو گیا ہے؟)

(۸)......حرف ردع[۱]:

یہ صرف **کَلَّا** ہے جو روکنے کے لیے آتا ہے۔ اور بعض اوقات **حَقًّا** کے معنی میں بھی آتا ہے[۲]۔ مثلاً: **کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ.**

(۹)......تنوین[۳]:

اس کی پانچ قسمیں ہیں[٤]:

(۱) تنوین تمکن۔ جیسے: زَیْدٌ.

---

❶......حروف غیر عاملہ کی آٹھویں قسم ''**حرف ردع**'' ہے۔ اور وہ ایک ہے: کَلَّا. ردع کا معنی ہے ''روکنا''۔ چونکہ اس حرف سے کلام کرنے والے کو اس کے کلام سے روکنا مقصود ہوتا ہے اس لیے اسے ''**حرف ردع**'' کہتے ہیں۔ مثلاً کسی نے کہا: فُلَانٌ یُبْغِضُکَ (فلاں تجھ سے بغض رکھتا ہے) اسے کہا جائے گا: کَلَّا (ہرگز نہیں) یعنی ایسا نہ کہو۔ (ف) بعض اوقات کَلَّا جملہ کی تحقیق کے لیے حَقًّا کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: ﴿کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ (بے شک عنقریب جان لوگے) (نزع کے وقت اپنے حال بد کا نتیجہ) ''البشیر شرح نحومیر''۔

❷......یعنی کسی حکم کو تحقیق ثابت کرنے کے لیے آتا ہے۔

❸......حروف غیر عاملہ کی نویں قسم ''**تنوین**'' ہے۔ کلام عرب میں لفظ ''تنوین'' کا استعمال نہیں ہوا علماء عربیت (صرف ونحو کے علماء) نے یہ لفظ استعمال کیا ہے، نون سے تنوین بنایا جس کا مطلب ہوا ''نون کا داخل کرنا'' خواہ کیسا بھی نون ہو۔ لیکن اس سے مراد وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخر میں آئے اور تاکید کے لیے نہ ہو۔ جیسے: زَیْدٌ اس میں آخری حرف دال ہے جس پر ضمہ ہے اور ضمہ کے بعد جو نون ساکن پڑھا جاتا ہے (زَیْدُنْ) یہی نون تنوین ہے۔

❹......تنوین کی مشہور قسمیں پانچ ہیں: (۱) تنوین تمکن: وہ تنوین جو اسم کے معرب ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ میں۔ (۲) تنوین تنکیر: وہ تنوین جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے: صَهٍ یہ اسم فعل ہے اور مبنی ہے، اس پر آنے والی تنوین نکرہ ہونے کی علامت ہے۔ لہٰذا اس کا معنی ہے: اُسْکُتْ سُکُوْتاً مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا (کسی وقت تو چپ رہا کر) اگر اس پر تنوین نہ ہو تو یہ اسم معرفہ ہوگا لہٰذا ''صَهْ'' کا معنی ہوگا: اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ (تو اس وقت

(۲) تنوین تنکیر۔ جیسے: صَہٍ. یعنی: اُسکُتْ سُکُوتاً مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا[1] جبکہ صَہْ (بغیر تنوین کے) اس کا معنیٰ ہے: اُسکُتِ السُّکُوْتَ اَلْآنَ[2].

(۳) تنوین عوض۔ جیسے: یَوْمَئِذٍ[3].

(۴) تنوین مقابلہ۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

(۵) تنوین ترنّم۔ وہ تنوین جو اشعار کے آخر میں آتی ہے:

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالْعِتَابَنْ

چپ رہ) پہلی صورت میں وقت معین نہ تھا دوسری صورت میں معین ہے۔ (۳) تنوین عوض: وہ تنوین جو مضاف الیہ محذوف کے عوض میں لائی جائے۔ جیسے: حِیْنَئِذٍ یہ اصل میں حِیْنَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا، اِذْ کا مضاف الیہ حذف کر دیا گیا جو جملہ تھا اور اس کے عوض میں مضاف کو تنوین دیدی لہٰذا یہ حِیْنَئِذٍ ہوگیا۔ قرآن کریم میں فرمایا: ﴿تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ﴾ اس میں بَعْضٍ اصل میں بَعْضِهِمْ ہے مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف کو تنوین دیدی گئی۔ (۴) تنوین مقابلہ: یعنی وہ تنوین جو جمع مؤنث سالم پر آتی ہے۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ. یہ جمع مذکر سالم میں جو نون آتا ہے اس کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ (۵) تنوین ترنم: یعنی وہ تنوین جو آواز کی خوب صورتی کے لیے مصرعوں کے آخر میں لائی جاتی ہے۔ جیسے:

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالْعِتَابَنْ   وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

پہلے مصرعے میں اَلْعِتَابَنْ کے آخر میں اور دوسرے مصرعے میں اَصَابَنْ کے آخر میں خوش آوازی کے لیے نون تنوین لایا گیا ہے۔ (ف) تنوین کی پہلی چار قسمیں صرف اسم پر داخل ہوتی ہے اور تنوین ترنم فعل اور حرف پر بھی آسکتی ہے۔

[1]...... کسی بھی وقت کسی قسم کی خاموشی اختیار کر۔

[2]...... ابھی خاموشی اختیار کر۔

[3]...... یہ اصل میں یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا جملہ کَانَ کَذَا کو حذف کر کے اس کے عوض لفظ اِذْ پر تنوین لے آئے۔

وَ قُوۡلِیۡ اِنۡ اَصَبۡتُ لَقَدۡ اَصَابَنۡ

خیال رہے تنوین ترنم اسم فعل اور حرف تینوں پر داخل ہوتی ہے جبکہ پہلی چار قسم کی تنوین اسم کے ساتھ خاص ہے۔

(۱۰)......نون تاکید[۱]:

یہ نون ثقیلہ وخفیفہ ہوتا ہے جو فعل مضارع کے آخر میں تاکید کے لیے آتا ہے۔ مثلاً: اِضۡرِبَنَّ، اِضۡرِبَنۡ[۲].

(۱۱)......حروف زائدہ[۳]:

یہ آٹھ حروف ہوتے ہیں: اِنۡ، مَا، اَنۡ، لَا، مِنۡ، کَاف، باء، لام.

---

❶......حروف غیر عاملہ کی دسویں قسم ''**نون تاکید**'' ہے۔ یعنی وہ نون جو فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ثقیلہ۔ یہ مشدد ہوتا ہے۔ جیسے: اِضۡرِبَنَّ (۲) خفیفہ۔ یہ ساکن ہوتا ہے۔ جیسے: اِضۡرِبَنۡ.

❷......اگر کہیے کہ مصنف نے فرمایا کہ ''نون تاکید فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے'' اور مثالیں فعل امر کی پیش کی ہیں لہذا یہ مثالیں ممثل لہ کے مطابق نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں فعل مضارع سے مراد فعل مستقبل ہے جو آنے والے زمانہ پر دلالت کرتا ہو خواہ طلب پر دلالت کرے۔ جیسے: اِضۡرِبَنۡ، لَا تَضۡرِبَنَّ وغیرہ۔ یا طلب پر دلالت نہ کرے۔ جیسے: یَضۡرِبَنَّ، یَضۡرِبَنۡ.

❸......حروف غیر عاملہ کی گیارہویں قسم ''**حروف زیادت**'' ہے۔ اور وہ آٹھ حروف ہیں جو ''نحومیر'' میں مذکور ہیں۔ چونکہ ان حروف کو کلام سے جدا کر دینے کی صورت میں بھی اصل معنی میں تبدیلی نہیں آتی اس لیے انہیں ''حروف زیادت'' کہتے ہیں۔ جیسے:

مَا اِنۡ مَدَحۡتُ مُحَمَّداً بِمَقَالَتِیۡ   لٰکِنۡ مَّدَحۡتُ مَقَالَتِیۡ بِمُحَمَّدٍ

یعنی ''میں نے اپنے کلام سے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مدح نہیں کی بلکہ میں نے تو آپ کے ذکر سے خود اپنے کلام کو زینت دی ہے''۔ اس میں مَا کے بعد اِنۡ زائدہ ہے۔ ﴿لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ﴾ (مجھے قسم ہے اس شہر کی۔) اس میں لَا زائدہ ہے۔ (ف) خیال رہے کہ ان حروف کے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کبھی زائد بھی ہوتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ زائد ہی ہوتے ہیں۔

ان میں سے آخری چار حروف کا ذکر حروف جر میں ہو چکا ہے۔

(۱۲)......حروف شرط[1]:

یہ دو حروف ہیں: اَمَّا، لَوْ.

اَمَّـا تفسیر کے لیے ہے اور اس کے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے۔ جیسے اللہ تعالی کا فرمان عالیشان ہے: **فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ فَأَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ وَأَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ.**

اور حرف لَوْ[2] (دو منتفی چیزوں پر داخل ہوتا ہے اور اس بات پر

---

[1] ......حروف غیر عاملہ کی بارہویں قسم ''حروف شرط'' ہے۔ اور یہ دو ہیں: (۱) أَمَّا (۲) لَوْ. اِنْ بھی اگر چہ حروف شرط میں سے ہے لیکن وہ عامل ہے اور یہاں چونکہ حروف غیر عاملہ کا بیان ہے اس لیے اِنْ کو شمار نہیں کیا گیا۔ اَمَّا تفصیل کے لیے آتا ہے جس کے دو معنی ہیں: (۱) کلام سابق کے اجمال کی وضاحت کے لیے آتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ﴾ (ان میں سے کچھ بد بخت ہیں اور کچھ نیک بخت) اس میں اجمال یہ ہے کہ ان کا حکم (اور انجام) کیا ہے اَمَّا سے اس کی تفصیل بیان فرمائی: ﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ﴾ (لیکن بد بخت جہنم میں ہوں گے) نیز فرمایا: ﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ﴾ (اور نیک بخت جنت میں ہوں گے۔) (۲) چند چیزوں کا الگ الگ ذکر کر کے ان کا حکم بیان کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَأَمَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلاً﴾ (لیکن ایمان والے پس وہ جانتے ہیں کہ وہ (مثال) حق ہے ان کے رب کی طرف سے لیکن کافر پس وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کی مراد کیا ہے) (ف) بعض اوقات اَمَّا استیناف کے لیے آتا ہے جیسے ابتدائے کلام میں آنے والا اَمَّا جیسے نحو میر کے شروع میں فرمایا تھا: اَمَّا بَعْدُ. (ف) اَمَّا تفصیل کے لیے ہو یا استیناف کے لیے معنی شرط اس سے جدا نہیں ہوتا اور اس کے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے۔

[2] ......لَـوْ دو جملوں پر آتا ہے جن میں سے پہلا شرط اور دوسرا جزاء ہوتا ہے۔ اور یہ شرط و جزا دونوں کے انتفاء پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نہ شرط پائی جا رہی ہے اور

دلالت کرتا ہے کہ) انتفائے اول کے سبب ثانی بھی منتفی ہے۔ جیسے:
لَوْ کَانَ فِیْهِمَا آلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا.

(۱۳)......حرف لَوْلَا[1]: (یہ بھی دو چیزوں پر داخل ہوتا ہے جن میں سے پہلی موجود ہوتی ہے اور دوسری منتفی اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ) وجود اول کے سبب ثانی منتفی ہے۔ جیسے: لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ.

(۱۴)......لام مفتوحہ برائے تاکید[2]۔ جیسے: لَزَیْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو.

(۱۵)......مَا بمعنی مَادَامَ[3]. جیسے: أَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ.

نہ جزاء۔﴿لَوْ کَانَ فِیْهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ (اگر زمین و آسمان میں اثر کرنے والے متعدد خدا ہوتے تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے) یعنی نہ زمین میں فساد ہے اور نہ ان میں اثر کرنے والے متعدد خدا ہیں۔

❶......حروف غیر عاملہ کی تیرہویں قسم ''لَوْلَا'' ہے۔اس سے پہلے گزر چکا کہ لَوْ شرط اور جزا دونوں کے انتفاء پر دلالت کرتا ہے، جب لَوْ کے بعد لَا آتا ہے تو شرط منفی کی نفی ہو جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شرط موجود ہے۔ لَوْلَا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دوسرے جملہ کا مضمون اس لیے منتفی ہے کہ پہلے جملہ کا مضمون موجود ہے۔ (ف) خیال رہے کہ نحوی حضرات لَوْلَا کے بعد آنے والے دوسرے جملے کو ''جوابِ لَوْلَا'' کہتے ہیں اور چونکہ یہ حرف شرط نہیں ہے اس لیے پہلے جملے کو شرط نہیں کہتے۔ جیسے: لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔) پہلے جملہ کا مضمون ہے ''وجودِ علی'' اور دوسرے جملہ کا مضمون ہے ''ہلاکتِ عمر''۔ یعنی عمر کی ہلاکت اس لیے نہیں پائی گئی کہ علی موجود تھے رضی اللہ تعالی عنہما۔

❷......حروف غیر عاملہ کی چودہویں قسم ''لام تاکید'' ہے جو مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے: لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (بے شک زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔)

❸......حروف غیر عاملہ کی پندرہویں قسم مَا بمعنی مَادَامَ ہے۔ حروف مصدریہ میں مَا کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۱۶)......حروف عطف [1]:

یہ دس حروف ہیں: **واو، فاء، ثُمَّ، حَتّٰی، اِمَّا، أَوْ، أَمْ، لَا، بَلْ، لٰکِنْ.**

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال۱: حروف غیر عاملہ کی کتنی اقسام ہیں؟ صرف نام بتائیں۔

سوال۲: نحو میر میں کتنے حروف غیر عاملہ بیان کئے گئے ہیں؟ شمار کریں۔

۱......حروف غیر عاملہ کی سولہویں قسم "**حروف عطف**" ہے۔اور یہ دس ہیں۔ واؤ، فاء، ثُمَّ، حَتّٰی، أَوْ، اِمَّا، أَمْ، بَلْ لٰکِنْ، لاَ. لغت میں عطف، ایک چیز کے دوسری کی طرف مائل کرنے کو کہتے ہیں۔ نحویوں کے نزدیک اعراب وغیرہ احکام میں معطوف کو معطوف علیہ کی طرف مائل کرنے کو کہتے ہیں۔ حرف عطف کے ماقبل کو "**معطوف علیہ**" اور مابعد کو "**معطوف**" کہتے ہیں۔

سبق نمبر: 26

......مستثنیٰ کا بیان[1]......

مستثنیٰ کی تعریف[2]:

وہ لفظ[3] جو اِلَّا یا اس کی طرح دیگر کلمات استثناء میں سے کسی کے بعد اس لیے ذکر کیا جائے تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کی طرف وہ حکم منسوب نہیں جو اس سے پہلے والے لفظ کی طرف منسوب ہے۔

کلماتِ استثنائیہ یہ ہیں:

اِلَّا، غَیرُ، سِوَی، سِوَاءَ، حَاشَا، خَلاَ، عَدَا، مَاخَلاَ، مَاعَدَا، لَیْسَ، لَا یَکُوْنُ.

مستثنیٰ کی اقسام

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: (۱)...... مستثنیٰ متصل (۲)...... مستثنیٰ منقطع۔

(الف)......مستثنیٰ متصل کی تعریف:

وہ مستثنیٰ جسے اِلَّا وغیرہ کے ذریعہ متعدد افراد کے حکم سے خارج کیا

---

❶......خیال رہے کہ مستثنیٰ کی بحث "نحومیر" میں نہ تھی، طلباء کے فائدہ کے لیے اس کا اضافہ کیا گیا ہے۔

❷......مستثنیٰ: وہ اسم ہے جو اِلَّا اور اس جیسے دیگر الفاظ کے بعد واقع ہو، تا کہ معلوم ہو کہ جو حکم ماقبل کی طرف منسوب ہے وہ اس کی طرف منسوب نہیں ہے۔(ف) حرف استثناء کے ماقبل کو "مستثنیٰ منہ" اور مابعد کو "مستثنیٰ" کہتے ہیں۔

❸......قولہ: وہ لفظ ہے الخ یہاں لفظ سے مراد اسم ہے؛ کیونکہ مستثنیٰ ہونا اسم کا خاصہ ہے۔اسی طرح مستثنیٰ منہ ہونا بھی اسم ہی کا خاصہ ہے، فعل اور حرف نہ مستثنیٰ ہوتے ہیں نہ مستثنیٰ منہ۔

گیا ہو۔ مثلاً: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا [1]. اس میں زَیْدًا کو جو قوم میں داخل ہے اِلَّا کے ذریعہ حکم مجیئت سے خارج کردیا گیا ہے۔

(ب)...... مستثنٰی منقطع کی تعریف [2]:

وہ مستثنٰی جو اِلَّا وغیرہ کے بعد مذکور ہو مگر متعدد کے حکم سے خارج نہ کیا گیا ہو کیونکہ وہ متعدد میں داخل ہی نہیں ہے۔ جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا [3]. کہ گدھا قوم میں داخل نہیں۔

مستثنٰی کا اعراب [4]

مستثنٰی کے اعراب کی چار قسمیں ہیں:

---

(1)...... جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا. زید چونکہ قوم کا ایک فرد ہے لہذا جب قوم کی طرف مجیئت کی نسبت کی گئی تو زید کی طرف بھی اس کی نسبت ہوگئی لیکن اِلَّا زَیْدًا کہہ کر اسے حکم مجیئت سے خارج کردیا گیا معنی یہ ہوگا: ''میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا''۔

فائدہ: مستثنٰی کی دو قسمیں ہیں: (۱) مستثنٰی متصل: وہ اسم جسے اِلَّا وغیرہ کے ذریعہ متعدد سے خارج کردیا جائے۔ جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا میں زید قوم کا ایک فرد ہے لیکن حکم آمد میں اسے قوم سے خارج کردیا گیا ہے۔

(2)...... (۲) مستثنٰی منقطع: وہ اسم جسے اِلَّا وغیرہ کے ذریعہ متعدد سے نکالا نہ گیا ہو بلکہ وہ پہلے ہی سے خارج ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا میں حِمَارٌ کو قوم سے خارج نہیں کیا گیا؛ کیونکہ وہ پہلے ہی سے خارج ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر مستثنٰی قبل از استثناء مستثنٰی منہ میں داخل ہو تو اسے ''مستثنٰی متصل'' اور داخل نہ ہو تو اسے ''مستثنٰی منقطع'' کہتے ہیں۔

(3)...... جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا. میں چونکہ حِمَار قوم کا فرد ہی نہیں اس لیے حکم مجیئت میں وہ داخل ہی نہیں تھا اس کے باوجود اس کا استثنا کیا گیا ہے لہذا یہ مستثنٰی منقطع کہلائے گا۔

(4)...... مستثنٰی کبھی منصوب ہوتا ہے، کبھی اسے نصب دینا اور عامل کے مطابق اعراب دینا دونوں جائز ہوتا ہے، کبھی اسے صرف عامل کے مطابق اعراب دیا جاتا ہے اور کبھی اس پر جر آتی ہے۔ اس

(ا)......درج ذیل صورتوں میں مستثنیٰ منصوب ہوگا[۱]:

(الف) جب مستثنیٰ کلام موجب میں اِلَّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا. (کلام موجب وہ کلام جس میں نفی، نہی یا استفہام نہ ہو۔)

(ب) جب مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کر دیا جائے اگرچہ کلام غیر موجب ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدًا أَحَدٌ.

(ج) جب مستثنیٰ منقطع ہو[۲]۔

(د) جب مستثنیٰ مَاخَلَا، مَاعَدَا، لَیْسَ، یا لَایَکُوْنُ کے بعد واقع ہو[۳]۔

(ہ) اکثر علماء کے نزدیک جب مستثنیٰ خَلَا اور عَدَا کے بعد واقع ہو۔

کی تفصیل عنقریب آرہی ہے۔

❶......مستثنیٰ کی پہلی قسم جسے نصب دینا واجب ہے۔ اس کی چار صورتیں ہیں: (۱) مستثنیٰ اِلَّا کے بعد واقع ہو اور کلام موجب ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہ آیا) (ف) کلام موجب وہ کلام جس میں نفی، نہی اور استفہام موجود نہ ہو، اگر ان میں سے کوئی چیز موجود ہو تو کلام غیر موجب کہلائے گا۔ (۲) کلام غیر موجب ہو اور مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مقدم ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ (میرے پاس زید کے علاوہ کوئی نہیں آیا) (۳) مستثنیٰ منقطع ہو۔ خواہ کلام موجب ہو یا غیر موجب۔ جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا، مَا جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا. (۴) مستثنیٰ مَاخَلَا، مَاعَدَا، لَیْسَ یا لَایَکُوْنُ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ مَاخَلَا زَیْدًا. (ف) اگر مستثنیٰ خَلَا یا عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر نحویوں کے نزدیک منصوب ہوگا اور بعض نحاۃ ان حروف کو استثناء کے وقت بھی حروف جر قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہوگا۔ جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ مَاخَلَا زَیْدًا یا زَیْدٍ.

❷......خواہ کلام موجب ہو یا غیر موجب۔ جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا، مَا جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا.

❸......جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ مَاخَلَا زَیْدًا و مَاعَدَا زَیْدًا.

جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ خَلا زَیْداً وعَدَا زَیْداً.

(و) بعض نحات کے نزدیک جب مستثنیٰ حَاشَا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: شَتَمَنِی الْقَوْمُ حَاشَا زَیْداً[1].

(۲)......درج ذیل صورت میں مستثنیٰ کو منصوب پڑھنا اور ماقبل سے بدل بنانا دونوں جائز ہیں[2]:

جب مستثنیٰ کلام غیر موجب میں اِلَّا کے بعد آئے اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِیْ أَحَدٌ اِلَّا زَیْداً یا اِلَّا زَیْدٌ[3].

(۳)......درج ذیل صورت میں مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا[4]:

جب مستثنیٰ مفرّغ ہو۔ یعنی مستثنیٰ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ، مَا رَأَیْتُ اِلَّا زَیْداً،

---

❶......(ترجمہ: قوم نے مجھے گالیاں دیں سوائے زید کے) اس صورت میں مستثنیٰ کو منصوب پڑھنا صرف جائز ہے۔

❷......مستثنیٰ کی دوسری قسم جسے دو طرح پڑھ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں الا کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً. اس میں مستثنیٰ کو استثناء کی بنا پر منصوب بھی پڑھ سکتے ہیں اور بدل ہونے کے سبب ماقبل کے مطابق مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿مَا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِیْلٌ﴾ اس میں فَعَلُوْا کی واؤ ضمیر مرفوع متصل ہے، قَلِیْلٌ اس سے بدل ہونے کے سبب مرفوع ہے استثناء کی بنا پر قَلِیْلاً بھی پڑھ سکتے ہیں۔

❸......اس میں نصب تو استثناء کی بناء پر ہوگا اور رفع ماقبل سے بدل ہونے کی وجہ سے۔

❹......مستثنیٰ کی تیسری قسم جسے عامل کے مطابق اعراب دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں اِلَّا کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ کلام میں مذکور نہ ہو۔ ایسے مستثنیٰ کو ''مستثنیٰ مفرّغ'' کہتے ہیں۔ جیسے: مَا جَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ. یہ یوں ہے: مَا جَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ. اَحَدٌ کو حذف کیا اور جَاءَ جو اَحَدٌ میں عامل تھا اب وہ زَیْدٌ میں عامل ہوگیا لہٰذا زَیْدٌ فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہے۔ اگر عامل نصب کا تقاضا کرے تو مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے: مَارَأَیْتُ اِلَّا زَیْداً. اگر عامل جر

مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَيْدٍ.

(۴)......درج ذیل صورتوں میں مستثنیٰ مجرور ہوگا[1]:

(الف) جب مستثنیٰ لفظ غَيْرُ، سِوَى اور سِوَاءَ کے بعد واقع ہو۔ جَاءَ نِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ[2] وسِوَى زَيْدٍ وسِوَاءَ زَيْدٍ.

(ب) اکثر نحات کے نزدیک جب مستثنیٰ لفظ حَاشَا کے بعد واقع ہو[3]۔

خیال رہے کہ لفظ غَيْر کا اعراب اُس مستثنیٰ کے اعراب کی طرح ہوتا ہے جو اِلَّا کے بعد واقع ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وغَيْرَ حِمَارٍ[4]، ....

دینے والا ہو تو مجرور ہوگا۔ جیسے: مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَيْدٍ۔ (ف) جب مستثنیٰ منہ کو حذف کیا گیا تو گویا عامل کو مستثنیٰ میں عمل کرنے کے لیے فارغ کر دیا گیا اس لحاظ سے اسے ''مستثنیٰ مفرّغ لہ'' کہنا چاہیے یعنی وہ مستثنیٰ جس کے لیے عامل کو مستثنیٰ منہ میں عمل کرنے سے فارغ کر دیا گیا، لیکن اختصار کے لیے اسے صرف ''مستثنیٰ مفرَّغ'' کہہ دیتے ہیں۔

❶......مستثنیٰ کی چوتھی قسم جسے صرف جر دیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مستثنیٰ لفظ غَيْرَ، سِوٰی اور سِوَاءَ کے بعد واقع ہو۔ اس صورت میں مستثنیٰ مضاف الیہ ہونے کے سبب مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ. (ف) حَاشَا کے بعد بھی اکثر نحویوں کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہوگا؛ کیونکہ ان کے نزدیک یہ حرف جار ہے۔ اور بعض نحاۃ اسے استثناء کے وقت فعل قرار دیتے ہیں لہٰذا اس کے بعد مستثنیٰ کو مفعولیت کی بناء پر منصوب پڑھتے ہیں۔ (ف) بعض اوقات حَاشَا بہ طور اسم استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: حَاشَا لِلّٰهِ. اس وقت تنزیہ کے معنی میں ہوگا۔

❷......قولہ: جَاءَ نِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ اس میں لفظ غَيْرَ منصوب ہوگا کیونکہ اس میں مستثنیٰ متصل ہے اور کلام موجب ہے اور ایسی صورت میں مستثنیٰ بِاِلَّا ہمیشہ منصوب ہوتا ہے لہٰذا لفظ غَيْرَ منصوب ہوگا۔

❸......جیسے: ضَرَبَنِي الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ.

❹......قولہ: غَيْرَ حِمَارٍ یعنی جَاءَ نِي الْقَوْمُ غَيْرَ حِمَارٍ. اس میں بھی لفظ غَيْرَ منصوب ہے؛ کیونکہ مستثنیٰ منقطع ہے جو ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔

مَا جَاءَ نِیْ غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ [۱]، مَا جَاءَ نِیْ أَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ [۲]، مَا جَاءَ نِیْ غَیْرُ زَیْدٍ [۳]، مَا رَأَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ، مَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ.

نیز معلوم ہونا چاہیے کہ لفظ غَیْر صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن بعض اوقات استثناء کے لیے بھی آتا ہے [٤] جیسا کہ لفظ اِلَّا استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن بعض اوقات صفت میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ رب العزت جل مجدہ کا ارشاد ہے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ

---

❶......مَا جَاءَ نِیْ غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ. یہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں واقع ہے اور مستثنیٰ منہ پر مقدم ہے لہٰذا اس میں بھی میں لفظ غَیْر منصوب ہوگا۔

❷......مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ. یہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں واقع ہے، مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہے۔ ایسی صورت میں چونکہ مستثنیٰ بالا کو بوجہ استثناء منصوب اور بوجہ بدل مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں لہٰذا اس میں لفظ غَیْر کو بھی منصوب یا مرفوع دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

❸......مَا جَاءَ نِیْ غَیْرُ زَیْدٍ یہ مستثنیٰ مفرغ ہے اور ایسی صورت میں چونکہ مستثناء بِاِلَّا کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے لہٰذا لفظ غَیْر کا اعراب بھی عامل کے مطابق ہوگا، اس مثال میں چونکہ عامل رافع ہے اس لیے لفظ غَیْرُ مرفوع ہے۔ مَارَأَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ اس میں لفظ غَیْرَ منصوب ہے۔ مَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ. اس میں لفظ غَیْرِ مجرور ہے۔ (ف) غَیْر جب صفت ہو تو یہ واحد جمع، مذکر اور مؤنث سب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ﴾ یہ غیر جمع اور مؤنث کی صفت ہے۔ البشیر ملخصاً۔

❹......بعض اوقات اِلَّا بمعنی غَیْر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ (اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے مغایر آلِهَةٌ ہوتے تو وہ دونوں تباہ ہو جاتے۔) اس جگہ اِلَّا صفتی ہے بمعنی غَیْرَ، استثناء کے لیے نہیں ہے؛ کیونکہ آلِهَةٌ جمع نکرہ ہے جس کی دلالت کسی معین تعداد پر نہیں لہٰذا یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان آلِهَةٌ میں داخل ہے جس کی بناء پر اسے استثناء متصل قرار دیا جاسکے اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ خارج ہے جس کی بناء پر اسے استثناء منقطع قرار دیا جاسکے لہٰذا لازماً یہاں اِلَّا کو صفتی قرار دینا پڑے گا۔

لَفَسَدَتَا ﴾ یعنی غَیرُ اللّٰہِ. اوراسی طرح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں[1]۔

تمّت

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال۱: مستثنیٰ اوراس کی اقسام کی تعریفات امثلہ کے ساتھ بیان کریں۔

سوال۲: حروف استثناء کتنے اورکون کون سے ہیں؟

سوال۳: اعراب مستثنیٰ کی چارقسموں کی وضاحت مثالوں کے ذریعے کریں۔

---

❶......خیال رہے کہ جس صاحب نے ''نحو میر'' پر بحث استثناء کا اضافہ کیا ہے ان کا یہ تسامح ہے کہ کلمہ طیبہ میں اِلَّا کو صفتی قرار دے دیا، اورصرف ان کا ہی نہیں کئی دوسرے مصنفین سے بھی یہ تسامح صادر ہو چکا ہے؛ اس لیے کہ کلمہ طیبہ میں اِلَّا صفتی نہیں بلکہ استثناء کے لیے ہے؛ کیونکہ کلمہ طیبہ بالاتفاق کلمہ توحید ہے جس کا معنی ہے اللہ تعالی کے وجود کا بیان اوردوسرے خداؤں کے وجود کی نفی، اور یہ اسی وقت ہوگا جب اِلَّا استثناء کے لیے ہو، تاکہ ماقبل کی نفی اور مابعد کا اثبات ہو۔اور اگر اِلَّا صفتی ہو۔اور غَیـر کے معنی میں ہوتو کلمہ شریفہ کا معنی یہ ہوگا کہ کوئی خدا، اللہ تعالی کے مغایر نہیں ہے، حالانکہ مقصد دوسرے سچے خداؤں کے ذات باری تعالی کے مغایر ہونے کی نفی نہیں بلکہ ان کے وجود کی نفی اوراللہ تعالی کے وجود کا بیان مقصود ہے۔''البشیر''، ملخصاً.

100 عوامل

98 لفظی — **2 معنوی**

معنوی: ابتداء
- مبتداء اور خبر کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا
- فعل مضارع کا حروف ناصبہ و جازمہ سے خالی ہونا

91 سماعی

(۱) حروف جارہ: باء، تاء، كاف، لام، واو، منذ، مذ، خلا، رُبَّ، حاشا، مِن، عدا، في، عن، على، حتى، إلى

(۲) حروف مشبہ بالفعل: إن، أن، كأنّ، لكنّ، ليت، لعلّ.

(۳) "ما" و "لا" المشبهتان بليس۔

(۴) صرف اسماء کو نصب دینے والے حروف: واوبمعنى مع، إلا، يا، أيا، هيا، أي، همزه مفتوحه.

(۵) نواصب فعل مضارع: أن، لن، كي، إذن.

(٦) فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف: لم، لمّا، لام أمر، لاء نهي، إن شرطيه.

(۷) فعل مضارع کو جزم دینے والے اسماء: من، ما، أي، متى، أينما، أنّى، مهما، حيثما، إذما.

(۸) اسماء نکرات کو نصب دینے والے اسماء: عقود (دہائیاں جیسے عشر، عشرون وغیرہ)، كم، كأين، كذا.

(۹) اسماء افعال: رويد، بله، حيهل، عليك، دونک، ها، هيهات، شتان، سرعان.

(۱۰) افعال ناقصہ: كان، صار، ظل، بات، أصبح، أضحى، أمسى، مازال، ماانفك، مابرح، مافتئ، مادام، ليس.

(۱۱) افعال مقاربہ: عسى، كاد، كرب، أوشك.

(۱۲) افعال مدح وذم: نِعم، بئس، حبذا، ساء.

(۱۳) افعال قلوب: حسبت، ظننت، خلت، علمت، رأيت، وجدت، زعمت.

7 قیاسی

(۱)......فعل مطلق، چاہے لازم ہو یا متعدی، ماضی ہو یا مضارع، امر ہو یا نہی۔

(۲)......مصدر۔

(۳)......اسم فاعل۔

(۴)......اسم مفعول۔

(۵)......صفت مشبہ۔

(٦)......اسم مضاف۔

(۷)......اسم تام۔

نمبر وار 100 عوامل

۱	باء	۲	تاء	۳	كاف	٤	لام	٥	واو	٦	منذ	۷	مذ	۸	خلا	۹	رب
۱۰	حاشا	۱۱	من	۱۲	عدا	۱۳	في	۱٤	عن	۱٥	على	۱٦	حتى	۱۷	الى	۱۸	إن
۱۹	أن	۲۰	كأن	۲۱	لكن	۲۲	ليت	۲۳	لعل	۲٤	ما	۲٥	لا	۲٦	واو	۲۷	إلا
۲۸	يا	۲۹	أيا	۳۰	هيا	۳۱	أي	۳۲	همزه	۳۳	أن	۳٤	لن	۳٥	كي	۳٦	إذن
۳۷	لم	۳۸	لمّا	۳۹	لام أمر	٤۰	لاء نهي	٤۱	إن شرطية	٤۲	من	٤۳	ما	٤٤	أيّ	٤٥	متى
٤٦	أينما	٤۷	أنى	٤۸	مهما	٤۹	حيثما	٥۰	إذما	٥۱	عقود	٥۲	كم	٥۳	كأين	٥٤	كذا
٥٥	رويد	٥٦	بله	٥۷	حيهل	٥۸	عليک	٥۹	دونک	٦۰	ها	٦۱	كان	٦۲	صار	٦۳	ظل
٦٤	بات	٦٥	أصبح	٦٦	أضحى	٦۷	أمسى	٦۸	مازال	٦۹	ماانفک	۷۰	مابرح	۷۱	مافتئ	۷۲	مادام
۷۳	ليس	۷٤	عسى	۷٥	كاد	۷٦	كرب	۷۷	أوشک	۷۸	نعم	۷۹	بئس	۸۰	حبذا	۸۱	ساء
۸۲	حسبت	۸۳	ظننت	۸٤	علمت	۸٥	رأيت	۸٦	وجدت	۸۷	زعمت	۸۸	خلت	۸۹	هيهات	۹۰	شتان
۹۱	سرعان	۹۲	فعل مطلق	۹۳	مصدر	۹٤	اسم فاعل	۹٥	اسم مفعول	۹٦	صفت مشبہ	۹۷	اسم مضاف	۹۸	اسم تام	-	☆
۹۹	مبتداء اور خبر کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا۔								۱۰۰	فعل مضارع کا حروف ناصبہ و جازمہ سے خالی ہونا۔							

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو نحو میر پڑھنے والے طلبہ کو از بر ہونی چاہئیں

(1)......مصنفِ نحو میر:

میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ تعالی کا نام علی اور والد ماجد کا نام محمد ہے۔آپ خاندان سادات سے ہیں۔۸۴۷ھ میں بمقام جرجان پیدا ہوئے، جو مملکت خوارزم کا ایک شہر یا استر آباد یا شیراز کا ایک قصبہ ہے۔۱۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ میں وصال ہوا۔مزار شریف شیراز میں ہے۔شرح مواقف، میر قطبی، شرح مطالع، شرح کافیہ، صغری، کبری، نحو میر، اور صرف میر وغیرہ کتب آپ کی تصانیف ہیں۔

(2)......نحو:

وہ علم جس سے اسم، فعل، اور حرف کے اعرابی اور بنائی حالات معلوم ہوں اور کلمات کو ایک دوسرے کے ساتھ مرکب کرنے کا طریقہ پتا چلے۔

(3)......نحو کا فائدہ:

عربی کلام میں لفظی غلطی کرنے سے محفوظ رہنا۔

(4)......نحو کا موضوع:

کلمہ اور کلام؛ کیونکہ نحو میں انہی دونوں کے احوال بیان کیے جاتے ہیں۔

(5)......اشتقاق:

ایک لفظ سے دوسرا لفظ بنانا۔

(6)......لفظ:

وہ آواز جو زبان کے مخارج حروف پر اعتماد کے سبب پیدا ہو، انسان کی بولی۔

(7)......کلمہ:

بامعنی لفظ مفرد۔

(8)......لفظ مفرد:

ایک لفظ جو ایک معنیٰ پر دلالت کرے اسے ''کلمہ'' بھی کہتے ہیں۔جیسے: قرآن۔

(9)......لفظ مرکب:

وہ لفظ جو دو یا دو سے زیادہ کلمات سے حاصل ہو۔جیسے: رسول اللہ۔

(10)......اسم:

وہ کلمہ جو تنہا اپنا معنیٰ بیان کرے اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت نہ کرے۔تین زمانے یہ ہیں: (۱) ماضی (۲) حال (۳) استقبال۔مثال: محمد، مدینہ۔

(11)......فعل:

وہ کلمہ جو تنہا اپنا معنیٰ بیان کرے اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت کرے۔جیسے: ضَرَبَ اس نے گزشتہ زمانے میں مارا۔

(12)......حرف:

وہ کلمہ جو کسی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر اپنا معنیٰ نہ بتا سکے۔جیسے: فِـی ۔کہا جائے گا: جَلَسْتُ فِی الْمَسْجِدِ میں مسجد میں بیٹھا۔

(13)......ماضی:

وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرے۔جیسے: قَالَ.

(14)......حال:

وہ فعل جو موجودہ زمانے پر دلالت کرے جیسے: أَقُوْلُ.

(15)......مستقبل:

وہ فعل جو آنے والے زمانے پر دلالت کرے۔جیسے: قُلْ.

(16)......مرکب مفید:

وہ مرکب جس سے سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔اسے ''مرکب تام''، ''جملہ'' اور ''کلام'' بھی کہتے ہیں۔جیسے: نَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ اور اُسْجُدُوْا.

(17)......مرکب غیر مفید:

وہ مرکب جس کے سننے والے کوخبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ اسے ''مرکب ناقص'' اور ''مرکب غیر تام'' بھی کہتے ہیں۔ جیسے: خَلِیْفَۃُ الرَّسُوْلِ، اَلْغَوْثُ الْأَعْظَمُ.

(18)......جملہ خبریہ:

وہ جملہ جس کے کہنے والے کوسچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے: حَمِدَ زَیْدٌ.

(19)......جملہ انشائیہ:

وہ جملہ جس کے کہنے والے کوسچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔ جیسے: مَنْ رَّبُّکَ.

(20)......جملہ اسمیۃ:

وہ جملہ جس کا پہلا جزء اسم ہو۔ جیسے: اَللّٰہُ رَبُّنَا.

(21)......جملہ فعلیہ:

وہ جملہ جس کا پہلا جزء فعل ہو۔ جیسے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

(22)......اسناد:

ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف اس طرح منسوب کرنا کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ اسناد کو ''حکم'' بھی کہتے ہیں۔

(23)......مسند الیہ:

وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کو اس طرح منسوب کریں کہ سننے والے کوخبر یا طلب حاصل ہو۔

(24)......مسند:

وہ ہے جسے کسی چیز کی طرف اس طرح منسوب کریں کہ سننے والے کوخبر یا طلب حاصل ہو۔

(25)......محکوم علیہ:

جس پر حکم لگایا جائے۔

(26)......محکوم بہ:

جس کے ساتھ کسی شے پر حکم لگایا جائے۔ اَللّٰہُ قَدِیْرٌ میں اسم جلالت مسند الیہ اور محکوم علیہ ہے، قَدِیْرٌ مسند اور محکوم بہ ہے اور اسم جلالت کی طرف قَدِیْرٌ کی نسبت کرنا اسناد ہے۔

(27)......امر:

وہ فعل ہے جس کے ذریعے فاعلِ مخاطب سے فعل طلب کیا جائے۔ جیسے: اُخْرُجْ تو نکل۔

(28)......نھی:

وہ فعل ہے جس کے ذریعے ترک فعل کا مطالبہ کیا جائے۔ جیسے: لَا تَخَفْ تو نہ ڈر۔

(29)......استفھام:

لغت میں طلب افہام کو کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جو طلب خبر پر دلالت کرے۔ جیسے: مَنْ نَبِیُّکَ (تیرا نبی کون ہے؟)۔

(30)......تمنی:

لغت میں آرزو کرنے کو کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جو کسی شے کی آرزو پر دلالت کرے۔ جیسے: یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا (کافر کہے گا) اے کاش! میں مٹی ہو جاتا۔

(31)......ترجی:

کسی ایسی چیز کے حصول کی توقع کرنا جس کے حصول کا وثوق نہ ہو۔ اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جو کسی شے کی توقع پر دلالت کرے۔ جیسے: فرعون نے کہا: لَعَلِّیْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ شاید کہ میں اسباب تک پہنچ جاؤں۔

(32)......عقود:

عقد کی جمع، وہ جملہ انشائیہ جو کسی معاملہ کے طے کرتے وقت بولا جائے۔ جیسے

ایک شخص کہے: اَنۡکَحۡتُکَ اِبۡنَتِیۡ (میں نے اپنی لڑکی تیرے نکاح میں دی (ایجاب) دوسرا شخص کہے: قَبِلۡتُ میں نے قبول کی (قبول)۔

(33)......نداء:

پکارنا، اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جس سے کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا مقصود ہو۔ جیسے: یَا اَللّٰہُ، یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ.

(34)......عرض:

نرمی کے ساتھ کوئی چیز طلب کرنا، مراد وہ جملہ ہے جس سے کوئی چیز نرمی کے ساتھ طلب کی جائے۔ جیسے: أَلَا تُحِبُّوۡنَ أَن یَغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ . (کیاتم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔

(35)......قسم:

کسی عظمت والی چیز کا ذکر کرکے بات پختہ کرنا۔ جیسے ارشادِ ربانی ہے: ﴿لَعَمۡرُکَ إِنَّھُمۡ لَفِیۡ سَکۡرَتِھِمۡ یَعۡمَھُوۡنَ﴾ اے حبیب! تیری زندگی کی قسم بے شک کافر اپنے نشے میں بھٹک رہے ہیں۔ قسم کے بعد واقع ہونے والا جملہ ''جواب قسم'' کہلائے گا۔

(36)......تعجب:

وہ کیفیت جو کسی مخفی سبب والی چیز کے جاننے سے نفس میں پیدا ہوتی ہے، مراد وہ جملہ ہے جو اس معنی کے انشاء پر دلالت کرے۔ جیسے: مَاأَحۡسَنَہٗ (وہ کتنا حسین ہے)

(37)......اضافت:

حرف جر مقدر کے واسطے سے ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف نسبت کرنا۔

(38)......مضاف:

وہ اسم جس کی مذکورہ بالا نسبت دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔

(39)......مضاف الیہ:

جس کی طرف مذکورہ بالا نسبت کی گئی ہو۔ جیسے: عَبۡدُ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا بندہ) عبد

مضاف، اسم جلالت مضاف الیہ، عبد کی اسم جلالت کی طرف نسبت کرنا اضافت ہے۔

(نوٹ) مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے، مضاف پر مضاف ہونے کے سبب کوئی اعراب نہیں آتا، جیسا عامل ویسا اعراب۔

(40)...... مرکب اضافی:

وہ مرکب جو مضاف اور مضاف الیہ پر مشتمل ہو۔

(41)...... مرکب بنائی:

وہ مرکب ہے کہ دو اسموں کو ایک بنایا گیا ہو اور دوسرا جزء حرف کو متضمن ہو۔ جیسے: اَحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں اَحَدٌ وَعَشَرٌ تھا دوسرا اسم واؤ پر مشتمل ہے۔ اسی طرح تِسعَ عَشَرَ تک۔

(42)...... مرکب منع صرف:

وہ مرکب کہ دو اسموں کو ایک بنایا گیا ہو اور دوسرا اسم حرف کو متضمن نہ ہو۔ جیسے: بَعلَبَکُّ، بَعلٌ ایک بت تھا حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اس کی عبادت کرتی تھی، بَکٌّ اس بت کے پجاری بادشاہ کا نام تھا، دونوں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھ دیا گیا۔

(43)...... معرب:

وہ اسم جو ترکیب میں واقع ہو، یعنی اپنے عامل کے ساتھ پایا جائے اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ میں زید. معرب کا حکم یہ ہے کہ اس پر مختلف عمل والے عاملوں کے آنے سے اس کا آخر بدل جائے گا۔

(44)...... مبنی:

وہ اسم جو مبنی الاصل کے ساتھ مناسبت رکھے، یا عامل کے بغیر پایا جائے۔ جیسے: جَاءَ نِیْ ھٰؤُلَاءِ میں ھٰؤُلَاءِ. اسی طرح زَیْدٌ، عَمْرٌو، بَکْرٌ وغیرہ جو عامل کے ساتھ نہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے اس کا آخر نہیں

بدلے گا۔

(45)......مبنی الاصل:

وہ لفظ جو مبنی ہونے میں اصل ہے۔ دوسرا کوئی مبنی ہوگا تو ان کی مناسبت کی بناء پر، مبنی الاصل تین ہیں: (۱) تمام حروف (۲) فعل ماضی (۳) فعل امر۔

(46)......اعراب:

وہ علامت (حرف ،حرکت یا جزم) جس کے ذریعے معرب کا آخر تبدیل ہو، رفع ،نصب، جر، واوٗ، الف، یاء اور جزم۔

(47)......اسم متمکن:

وہ اسم جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔ چونکہ قابل اعراب ہے اس لیے'' اسم متمکن'' کہلاتا ہے۔

(48)......اسم غیر متمکن:

وہ اسم جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔غیر متمکن اس لیے کہلاتا ہے کہ اعراب کو جگہ نہیں دیتا۔ جیسے: هُوَ اور هٰذَا.

(49)......مظھر:

وہ اسم جو ضمیر نہ ہو۔

(50)......ضمیر:

وہ اسم جو متکلم، مخاطب یا غائب مذکور کے لیے موضوع ہو۔ جیسے: اَنَا، اَنْتَ، اور هُوَ.

(51)......ضمیر مرفوع:

وہ ضمیر جو محل رفع میں واقع ہو۔ مثلاً فاعل یا مبتدا ہو، اس کی جگہ کوئی معرب ہوتا تو مرفوع ہوتا۔ جیسے: ضَرَبْتُ میں تاء اور هُوَ قَائِمٌ میں هُوَ.

(52)......ضمیر منصوب: وہ ضمیر جو محل نصب میں واقع ہو۔ مثلاً مفعول بہ، اسمِ اِنَّ یا خبرِ کَانَ ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُهٗ، اِنَّهٗ میں ہ۔

(53)......ضمیر مجرور:

وہ ضمیر جو محل جر میں واقع ہو۔ یعنی مضاف الیہ ہو یا مجرورِ جار۔ جیسے: غُلَامُہٗ اور لَہٗ میں ہٗ.

(54)......ضمیر متصل:

وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس سے مقدم نہ ہو سکے۔ جیسے: ضَرَبْتُ، سَمِعَہٗ اور لَہٗ.

(55)......ضمیر منفصل:

وہ ضمیر جو اپنے عامل سے جدا ہو اور اس پر مقدم ہو سکے۔ جیسے: ھُوَ اور اِیَّاہٗ، سورۂ فاتحہ میں ہے: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾.

(56)......ضمیر بارز:

وہ ضمیر جو پڑھنے میں آئے۔ جیسے: قُلْتُ میں تاء ضمیر۔

(57)......ضمیر مستتر:

وہ ضمیر جو پڑھنے میں نہ آئے، بلکہ سمجھی جائے۔ جیسے: اِضْرِبْ میں مخاطب کی ضمیر سمجھی جاتی ہے اور اسے اَنْتَ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(58)......ضمیر جائز الاستتار:

وہ پوشیدہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل بن سکے۔ جیسے: زید ضرب، فعل میں پوشیدہ ضمیر فاعل ہے۔ اگر ضَرَبَ زَیْدٌ کہا جائے تو زَیْدٌ فاعل بن جائے گا۔

(59)......ضمیر واجب الاستتار:

وہ پوشیدہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل نہ بن سکے۔ جیسے: أَضْرِبُ اس میں ضمیر متکلم فاعل ہے۔ اگر أَضْرِبُ أَنَا کہا جائے تو أَنَا تاکید ہے نہ کہ فاعل۔

(60)......اسم اشارہ:

وہ اسم ہے جو آنکھوں دیکھی چیز کی طرف کسی عضو سے اشارہ کرنے کے لیے

استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: هَذَا، هَذِهٖ وغیرہ۔

(61)......اسم موصول:

وہ اسم ہے جو اس وقت تک جملے کا جزء تام نہیں بنتا جب تک اس کے ساتھ ایک جملہ نہ ملایا جائے، وہ جملہ اُس اسم کی ضمیر پر مشتمل ہوتا ہے اور ''صلہ'' کہلاتا ہے۔ جیسے: اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ وغیرہ۔

(62)......اسم فعل:

وہ اسم ہے جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہو۔

(63)......اسم صوت:

وہ لفظ جو کسی عارضے کے وقت انسان سے طبعی طور پر صادر ہو۔ جیسے: شدید کھانسی کے وقت اُحْ اُحْ. یا اس لفظ سے کسی حیوان کو آواز دی جائے۔ جیسے: اونٹ کو بٹھانے کے لیے نَخْ نَخْ یا نَخٍّ کہا جاتا ہے۔ یا اس لفظ سے کسی آواز کی نقل مقصود ہو۔ جیسے: کوے کی آواز کی نقل کے لیے کہا جاتا ہے: غَاقِ.

(64)......اسم ظرف:

وہ اسم ہے جو کسی زمانے یا مکان پر دلالت کرے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) جو کسی خاص فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے۔ جیسے: مَضْرِبٌ مارنے کی جگہ یا وقت۔ (۲) جو مطلق زمان یا مکان پر دلالت کرے کسی فعل کی خصوصیت کا اعتبار نہ ہو۔ جیسے: اِذْ زمان ماضی پر اور اِذَا زمان مستقبل پر دلالت کرتا ہے۔ اسم غیر متمکن صرف دوسری قسم ہے۔

(65)......اسم کنایہ:

وہ اسم جو کسی معین شے پر صراحت کے بغیر دلالت کرے۔ جیسے: کَمْ کتنے اور کَذَا اتنے۔

(66)......معرفہ:

وہ اسم جو شے معین کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: هُوَ، هَذَا، زَیْدٌ وغیرہ۔

(67)......نکرہ:

وہ اسم جو غیر معین شے کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے: رَجُلٌ، بَیَاضٌ.

(68)......مذکر:

وہ اسم جس میں لفظا یا تقدیرا تانیث کی علامت نہ پائی جائے۔ جیسے: رَجُلٌ.

(69)......مؤنث:

وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت پائی جائے۔ علامتیں چار ہیں: (۱) تاءملفوظہ۔ جیسے: طَلْحَۃُ. (۲) تاءمقدرہ۔ جیسے: أَرْضٌ، اصل میں أَرْضَۃٌ ہے۔ (۳) الف مقصورہ۔ جیسے: حُبْلٰی حاملہ عورت۔ (۴) الف ممدودہ۔ جیسے: حَمْرَاءُ سرخ عورت۔

(70)......مؤنث حقیقی:

وہ مؤنث جس کے مقابل جاندار نر ہو۔ جیسے: اِمْرَأَۃٌ کہ اس کے مقابل رجل ہے۔

(71)......مؤنث لفظی:

وہ مؤنث جس کے مقابل جاندار نر نہ ہو۔ جیسے: ظُلْمَۃٌ تاریکی۔

(72)......واحد:

وہ اسم جو ایک فرد پر دلالت کرے۔ جیسے: مُؤْمِنٌ ایک ایمان والا۔

(73)......مثنی:

وہ اسم جو دو فردوں پر اس لیے دلالت کرے کہ مفرد کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لگایا گیا ہو۔ جیسے: مُؤْمِنَانِ دو ایمان والے۔

(74)......مجموع:

وہ اسم جو دو سے زیادہ افراد پر اس لیے دلالت کرے کہ مفرد میں لفظی یا تقدیری تبدیلی کی گئی ہے۔ جیسے: رِجَالٌ اس کا مفرد رَجُلٌ ہے اور فُلْکٌ (کشتیاں) بروزن أُسُدٌ (أَسَدٌ کی جمع شیر) اس کا مفرد فُلْکٌ بروزن قُفْلٌ ہے۔

(75)......جمع مکسر:

وہ جمع جس میں واحد کی بنا سالم نہ رہے۔ جیسے: رِجَالٌ، رَجُلٌ کی جمع۔

(76)......جمع سالم:

وہ جمع جس میں واحد کی بنا سالم ہو۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ مُسْلِمَاتٌ ، مُسْلِمٌ اور مُسْلِمَةٌ کی جمع۔

(77)......جمع مذکر سالم:

وہ جمع جو مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح لگانے سے حاصل ہو۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ.

(78)......جمع مؤنث سالم:

وہ جمع جو مفرد کے آخر میں الف اور تاء لگانے سے حاصل ہو۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

(79)......جمع قلت:

وہ جمع جو دو سے زیادہ اور دس سے کم کے لیے استعمال ہو۔ اس کے چھ وزن ہیں: (۱) اَفْعُلٌ. جیسے: اَكْلُبٌ جمع كَلْبٌ كتا (۲) اَفْعَالٌ. جیسے: أَقْوَالٌ جمع قَوْلٌ بات (۳) اَفْعِلَةٌ. جیسے اَعْوِنَةٌ جمع عَوْنٌ درمیان عمر والا (۴) فِعْلَةٌ. جیسے: غِلْمَةٌ جمع غُلَامٌ لڑکا، بندہ (۵) جمع مذکر سالم الف لام کے بغیر۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ (۶) جمع مؤنث سالم بغیر الف لام کے۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

(80)......جمع کثرت:

وہ جمع جو دس اور اس سے زائد کے لیے استعمال ہو۔ مذکورہ بالا چھ اوزان کے علاوہ جمع کثرت کے وزن ہیں۔

(81)......اعراب:

وہ حرف، حرکت یا جزم ہے جو معرب کے آخر میں عامل کی وجہ سے آئے۔ جیسے: جَاءَنِي زَيْدٌ وَأَخُوكَ لَمْ يَضْرِبْ.

(82)......رفع:

فاعل ہونے کی علامت:ضمہ،الف،واؤ۔ جَاءَ نِی زَیْدٌ وَرَفِیْقَانِ وَمُسْلِمُوْنَ.

(83)......نصب:

مفعول ہونے کی علامت:فتحہ،کسرہ،الف،یاء۔ رَأَیْتُ عُمَرَ، وَمُسْلِمَاتٍ وَأَخَاکَ وَمُسْلِمِیْنَ.

(84)......جر:

مضاف الیہ ہونے کی علامت: کسرہ،فتحہ،یاء۔مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَعُمَرَ وَمُسْلِمِیْنَ.

(85)......معنیٔ مقتضی:

وہ معنی جو اعراب کو چاہے۔جیسے فاعلیت رفع کو،مفعولیت نصب کو،اضافت جر کو چاہتی ہے۔مثلاً: جَاءَ نِی زَیْدٌ وَرَأَیْتُ زَیْداً وَغُلَامَ زَیْدٍ.

(86)......عامل:

وہ چیز جس کے سبب اعراب کو چاہنے والا معنی پیدا ہو۔جیسے مذکورہ بالا مثالوں میں جَاءَ کے سبب معنی فاعلیت اور رَأَیْتُ کے سبب معنی مفعولیت اور مضاف کے سبب معنی اضافت پیدا ہوا۔

(87)......عامل لفظی:

وہ عامل جو پڑھنے میں آسکے۔جیسے: مذکورہ بالا مثالیں۔

(88)......عامل معنوی:

وہ پڑھنے میں نہ آسکے،عقل سے معلوم ہو۔جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ میں ابتداء عامل ہے یعنی اسم کا لفظی عوامل سے خالی ہونا تاکہ مسند الیہ یا مسند ہو۔

(89)......مفرد:

(۱)جو مرکب نہ ہو۔(۲)جو تثنیہ اور جمع نہ ہو۔(۳)جو جملہ نہ ہو۔(۴)جو

مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔ مشابہ مضاف: وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو لیکن کسی چیز سے اس طرح متعلق ہو کہ اس کے بغیر معنی مکمل نہ ہو۔ جیسے مضاف الیہ کے بغیر مضاف کا معنی مکمل نہیں ہوتا۔ مثلاً: یَاطَالِعاً جَبَلاً.

(90)......منصرف:

وہ اسم جس میں منع صرف کے نو سببوں میں سے دو یا ایک قائم مقام دو کے نہ پایا جائے۔ حکم: اس پر کسرہ اور تنوین آسکے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ.

(91)......غیر منصرف:

وہ اسم جس میں منع صرف کے نو سببوں میں سے دو یا ایک قائم مقام دو کے پایا جائے۔ حکم: اس پر کسرہ اور تنوین نہ آسکے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِعُمَرَ.

(92)......اسباب منع صرف:

(۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ (۶) جمع (۷) ترکیب (۸) وزن فعل (۹) الف نون زائدتان۔

(93)......صحیح:

نحویوں کی اصطلاح میں: وہ لفظ جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، زَيْدٌ. صرفیوں کے نزدیک: وہ لفظ جس کے فاء عین اور لام کے مقابل حرف علت، ہمزہ یا دو حرف ایک جنس کے نہ پائے جائیں۔

(94)......جاری مجری صحیح:

جس کے آخر میں حرف علت اور اس کا ماقبل ساکن ہو۔ جیسے: دَلْوٌ، ظَبْيٌ.

(95)......اسم مقصور:

وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے: مُوسٰی، اَلْعَصَا.

(96)......اسم منقوص:

وہ اسم جس کے آخر میں یاء اور اس کا ماقبل مکسور ہو۔ جیسے: اَلْقَاضِيْ.

(97)......حروف جارہ:

وہ حروف جو فعل کے معنی کو اسم تک پہنچاتے ہیں اور اسم کو جر دیتے ہیں۔ان کو ''خافض'' بھی کہتے ہیں۔یہ سترہ ہیں:

باء و تاء و کاف و لام و واؤ منذ مذ خلا

رب، حاشا، من، عدا، فی، عن، علی، حتی، إلی

(98)......فعل لازم:

وہ فعل جس کا معنی صرف فاعل کے ساتھ مکمل ہو جائے اور مفعول بہ کو نہ چاہے۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ (زید کھڑا ہوا)۔

(99)......فعل متعدی:

وہ فعل جس کا معنی فاعل کے علاوہ مفعول بہ کو بھی چاہے۔جیسے: جَاءَ نِیْ خَالِدٌ.

(100)......فاعل:

وہ اسم جس کے معنی کی طرف فعل کے صادر ہونے کی نسبت ہو اور فعل کا اس سے مقدم ہونا واجب ہو۔جیسے: مثال مذکور میں خَالِدٌ.

(101)......مفعول بہ: اس شے کا اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہوا ہو اور فعل اس سے متعلق ہو۔جیسے: مثال مذکور میں یاء متکلم۔

(102)......مفعول مطلق:

وہ مصدر ہے جو فعل مذکور کا ہم معنی ہو (یعنی فعل کا معنی تضمنی ہو)۔ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْباً.

(103)......مفعول فیہ:

مفعول فیہ اس زمان یا مکان کا اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو۔جیسے:

صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں یَوْمَ الْجُمُعَةِ،

اور جَلَسْتُ عِنْدَکَ میں عِنْدَ.

(104)......مفعول معه:

وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہو، تا کہ فعل کے معمول کا ساتھ معلوم ہو۔ جیسے: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (سردی آئی جبوں سمیت)۔

(105)......مفعول له:

اس شے کا اسم ہے جو فعل مذکور کا سبب ہو۔ جیسے: قُمْتُ إِكْرَاماً لِزَيْدٍ میں إِكْرَاماً. (میں زید کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا۔)

(106)......حال:

وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ رَاكِباً میں رَاكِباً (زید سوار ہو کر آیا) جس کی حالت بیان کرے اسے ''ذوالحال'' کہتے ہیں۔ جیسے مثال مذکور میں زَيْدٌ.

(107)......تمييز:

وہ اسم جو ابہام کو دور کرے۔ جیسے: ﴿رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَباً﴾ میں كَوْكَبا. جس کے ابہام کو دور کرے اسے ''ممیّز'' کہتے ہیں۔ جیسے: أَحَدَ عَشَرَ.

(108)......فعل ما لم يسم فاعله:

فعل مجہول، اس مفعول کا فعل جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا۔ جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ میں ضُرِبَ.

(109)......مفعول ما لم يسم فاعله:

نائب فاعل، اس فعل کا مفعول جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا۔ جیسے مثال مذکور میں زَيْدٌ.

(110)......حروف مشبه به فعل:

وہ حروف جو فعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ چھ ہیں:

إِنَّ بَا أَنَّ كَـأَنَّ لَيْتَ لٰكِنَّ لَعَلَّ
ناصب اسم اند و رافع در خبر ضد مَـا و لاَ

(111)......افعال ناقصہ:

وہ افعال جو اپنے فاعل کے ایک خاص صفت کے ساتھ موصوف ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: كَانَ زَيْدٌ عَا لِماً (زید عالم تھا) یہ افعال سترہ ہیں: عَادَ، غَداً، رَاحَ باقی اشعار میں:

كَانَ صَارَ أَصْبَحَ أَمْسٰى أَضْحٰى ظَلَّ بَاتَ
مَـا فَتِـئَ مَـا دَامَ مَـا انْفَكَّ لَيْـسَ باشد از قفا
مَـا بَـرِحَ مَـا زَالَ وافعالے کزینہا مشتق اند
ہر کجا بینی ہمیں حکم است در جملہ روا

(112)......افعال مقاربہ:

وہ افعال ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ اسم کے لیے خبر کا حصول قریب ہے، افعال ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: عَسٰـى زَيْـدٌ أَنْ يَخْرُ جَ (امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا) یہ چار ہیں:

دیگر افعال مقارب در عمل چوں ناقص اند
ہست آں كَادَ كَرَبَ با أَوْشَكَ دیگر عَسٰى

(113)......افعال مدح وذم:

وہ افعال جو انشائے مدح وذم کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (زید اچھا مرد ہے) نِعْمَ الرَّجُلُ جملہ انشائیہ خبر مقدم، زَيْدٌ مبتدا مؤخر، مجموع جملہ اسمیہ خبریہ۔ یہ چار فعل ہیں:

رافع اسمائے جنس افعال مدح وذم بود
چار باشد نِعْمَ بِئْسَ سِاءَ آنگہ حَبَّذَا

(114)......افعال تعجب:

وہ افعال جو انشائے تعجب کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ان کے دوصیغے ہیں: مَا أَحْسَنَهٗ وَأَحْسِنْ بِهٖ (وہ کتنا حسین ہے)۔

(115)......اسمائے شرطیہ:

وہ اسماء جو ایک جملہ کے شرط اور دوسرے کے جزا ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔جیسے: مَنْ تَنْصُرْ أَنْصُرْ (جس کی تو امداد مرے گا میں اس کی امداد کروں گا) یہ نو اسم ہیں:

مَنْ وَمَا مَهْمَا وَأَيٌّ حَيْثُمَا إِذْ مَا مَتٰى
أَيْنَمَا أَنّٰى نُہ اسم جازم اند مر فعل را

(116)......اسم تام:

وہ اسم جو اپنی موجودہ حالت میں مضاف نہ ہوسکے۔مثلاً وہ مضاف ہو یا تنوین، تثنیہ یا جمع کے نون کے ساتھ ہو۔، یہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔

(117)......مبتدا قسم اول:

وہ اسم جو لفظی عوامل سے خالی اور مسند الیہ ہو۔جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ میں زَيْدٌ.

(118)......مبتدا قسم ثانی:

وہ صیغہ صفت جو حرف استفہام کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے۔جیسے: أَقَائِمُنِ الزَّيْدَانِ، قَائِمٌ مبتدا قسم ثانی اور اَلزَّيْدَانِ فاعل قائم مقام خبر ہے۔

(119)......خبر:

وہ اسم جو عوامل لفظیہ سے خالی اور مسند ہو۔جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ میں قَائِمٌ.

(120)......تابع:

وہ دوسرا لفظ ہے جس پر پہلے لفظ والا اعراب آئے اور جہت بھی ایک ہو۔جَاءَ زَيْدُنِ الْعَالِمُ میں اَلْعَالِمُ. پہلے لفظ کو ''متبوع'' کہا جائے گا۔

(121)......صفت:

وہ تابع جو متبوع یا اس کے متعلق میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے۔ مذکور بالا مثال میں اَلْعَالِمُ متبوع میں پائے جانے والے علم پر دلالت کرتا ہے۔ اسے ''صفت بحالہ'' کہتے ہیں۔ جَاءَ زَیْدُنِ الضَّارِبُ غُلَامُہٗ میں اَلضَّارِبُ معنی ضرب پر دال ہے، جو زَیْدٌ میں نہیں، بلکہ اس کے متعلق غُلَامُ میں پایا گیا ہے۔ اسے ''صفت بحال متعلقہ'' کہتے ہیں۔ صفت کو ''نعت'' بھی کہتے ہیں۔

(122)......تاکید:

وہ تابع ہے جو متبوع کی طرف کی گئی نسبت کو پختہ کرے یا متبوع کے اپنے افراد کے شامل ہونے کو پختہ کرے۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ میں دوسرا زَیْدٌ. اس میں لفظ متبوع کو دہرایا گیا ہے اسے ''تاکید لفظی'' کہتے ہیں۔ جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ میں کُلُّھُمْ نے بتایا کہ تمام افراد آئے ہیں۔ اس میں لفظ متبوع کو نہیں لوٹایا گیا۔ اسے ''تاکید معنوی'' بھی کہتے ہیں۔ تاکید معنوی کے لیے مخصوص آٹھ لفظ ہیں: نَفْسٌ، عَیْنٌ، کِلَا، کِلْتَا، کُلٌّ، أَجْمَعُ، أَکْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ.

(123)......بدل:

وہ تابع ہے جو نسبت میں مقصود ہو، متبوع کو بطور تمہید ذکر کیا گیا ہو۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ أَخُوکَ میں أَخُوکَ (زید تیرا بھائی آیا) متبوع کو ''مبدل منہ'' کہا جائے گا۔

(124)......بدل الکل:

وہ بدل جس کا مدلول، مبدل منہ کے مدلول کا عین ہو۔ جیسے مثال مذکور میں أَخُوکَ اور زَیْدٌ کا مصداق ایک ہے۔

(125)......بدل البعض:

وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جزء ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ رَأْسُہٗ میں رَأْسُہٗ (زید اس کے سر کو مارا گیا)۔

(126)......بدل الاشتمال:

وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا عین یا جزء نہ ہو، بلکہ اس سے اس طرح متعلق ہو کہ متبوع کے ذکر کے باوجود سننے والے کو اس کا انتظار رہے۔ جیسے: ﴿یَسْأَلُونَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیهِ﴾ میں قتال. تم سے عزت والے مہینے اس میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اس مثال میں مبدل منہ بدل کے لیے ظرف اور اس پر مشتمل ہے۔ کبھی بدل، مبدل منہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے: سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ میں زَیْدٌ ثَوْبُهٗ پر مشتمل ہے (زید اس کا کپڑا چھینا گیا۔)

(127)......بدل الغلط:

وہ بدل جس کا مبدل منہ کے ساتھ ان تین قسموں میں سے کوئی تعلق نہ ہو، دراصل مبدل منہ غلطی سے ذکر کر دیا گیا۔ اس غلطی کو زائل کرنے کے لیے بدل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ حِمَارٍ میں حِمَارٍ (میں زید بلکہ گدھے کے پاس سے گزرا۔)

(128)......عطف بیان:

وہ تابع ہے جو صفت نہیں، لیکن اپنے متبوع کو واضح کرتا ہے۔ جیسے: أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُوحَفْصٍ عُمَرُ میں عُمَرُ. یہ متبوع میں پائے جانے والے معنی پر نہیں، بلکہ خود متبوع پر دلالت کرتا ہے اور اسے واضح کرتا ہے۔ ابو حفص عمر نے قسم کھائی۔

(129)......عطف بحرف:

وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد واقع ہو اور متبوع کے ساتھ نسبت سے مقصود ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو میں عَمْرٌو. اسے ''عطف نسق'' بھی کہتے ہیں۔ حروف عطف دس ہیں:

دہ حروف عطف مشہور اند یعنی وَاوٌ فَاءٌ
ثُمَّ حَتّٰی أَوْ و امّا أم وبل لٰکنْ ولَا

(130)......اسم فاعل:

وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس سے معنی مصدری کا صدور ہے۔ جیسے: ضَارِبٌ (مارنے والا)

(131)......اسم مفعول:

وہ اسم جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر معنی مصدری واقع ہو۔ جیسے: مَضْرُوْبٌ.

(132)......صفت مشبہ:

وہ اسم جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی مصدری بہ طور ثبوت قائم ہو (یعنی کسی زمانے کی تخصیص نہ ہو)۔ جیسے: حَسَنٌ.

(133)......اسم تفضیل:

وہ اسم جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس میں معنی مصدری کسی کی نسبت سے زیادہ پایا جائے۔ جیسے: أَكْبَرُ (زیادہ بڑا) جسے زیادتی حاصل ہو اُسے ''مفضل'' اور جس پر زیادتی ہو اسے ''مفضل علیہ'' کہتے ہیں۔

(134)......مصدر:

وہ اسم ہے جو فاعل سے صادر ہونے والے معنی پر دلالت کرے اور مفعول مطلق بنے۔ جیسے: ضَرْبٌ. تمام مشتقات اسی سے نکلتے ہیں اسی لیے اسے ''مصدر'' کہا جاتا ہے۔

(135)......عدل:

اسم کے اصلی حروف کا کسی صرفی قاعدہ کے بغیر، اصلی صورت سے نکالا جانا۔ جیسے: عُمَرُ. کہ اصل میں عَامِرٌ تھا۔

(136)......وصف:

اسم کا کسی غیر معین ذات پر دلالت کرنا جو کسی صفت کے ساتھ موصوف ہو۔ جیسے:

أَحْمَرُ (سرخ مرد)۔

(137)......تانیث:

اس کی تعریف گزر چکی ہے۔

(138)......معرفہ:

اس کی تعریف گزر چکی ہے۔

(139)......علم:

وہ اسم جو معین شے کے لیے اس طرح موضوع ہو کہ اس وضع کے اعتبار سے دوسری شے کو شامل نہ ہو۔ جیسے: خَالِدٌ.

(140)......عجمہ:

لفظ کا عربی کے علاوہ کسی زبان میں معنی کے لیے موضوع ہونا۔ جیسے: اِبْرَاهِیْمُ. اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ عربی زبان میں بہ طورِ علم مستعمل ہو۔

(141)......جمع:

وہ اسم جو مفرد میں تبدیلی کے سبب دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرے۔ اس کے منع صرف کا سبب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ منتہی الجموع کا صیغہ ہو، یعنی پہلے دونوں حرف مفتوح تیسری جگہ الف علامت جمع اور اس کے بعد ایک حرف مشدد ہو۔ جیسے: دَوَّابُ جمع دابة یا دو حرف ہوں اور پہلا ان میں مکسور ہو۔ جیسے: مَسَاجِدُ جمع مَسْجِدٌ. یا تین حرف ہوں ان میں پہلا مکسور اور دوسرا حرف یاء ہو۔ جیسے: مَصَابِیْحُ جمع مِصْبَاحٌ.

(142)......ترکیب:

دو یا دو سے زیادہ کلمات کا ایک ہو جانا بشرطیکہ کوئی جزء حرف کو متضمن نہ ہو۔ جیسے: مَعْدِیْکَرَبَ.

(143)......وزن فعل:

اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو فعل کے ساتھ مختص ہو۔ جیسے: شَمَّرَ اور ضُرِبَ. یا

اس کی ابتداء میں حروف ''اتین'' میں سے کوئی حرف ہو۔ جیسے: أَحْمَدُ، يَشْكُرُ، تَغْلِبُ، نَرْجِسُ.

(144)......الف نون زائدتان:

اسم کا اس طرح ہونا کہ اس کے آخر میں الف اور نون زائد ہوں۔ جیسے: عُثْمَانُ.

(145)......استدراک:

کلام سابق سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو لَمْ يَجِئْ (زید آیا لیکن عمرو نہیں آیا)۔

(146)......حروف عطف:

وہ حروف جو مابعد کو اعراب اور حکم وغیرہ میں ماقبل کی طرف مائل کر دیتے ہیں۔ یہ دس ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

(147)......حروف تنبیہ:

وہ حروف ہیں جن سے متکلم، مخاطب کی غفلت دور کرنا چاہتا ہے۔ جیسے: ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (خبردار اللہ کے ذکر ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں) یہ تین حروف ہیں: أَلَا، أَمَا، هَا.

(148)......حروف ایجاب:

وہ حروف جو کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں۔ یہ چھ ہیں: نَعَمْ، بَلٰى، أَجَلْ، إِيْ، جَيْرِ، إِنَّ.

(149)......حروف تفسیر:

وہ حروف جو وضاحت کے لیے آتے ہیں۔ یہ دو ہیں: أَيْ، أَنْ.

(150)......حروف مصدریہ:

وہ حروف جو اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کا معنی دیتے ہیں۔ یہ تین ہیں: مَا، أَنْ، أَنَّ.

(151)......حرف توقع:

وہ حرف ہے جو دلالت کرتا ہے کہ جو خبر دی جارہی ہے مخاطب کو اس کا ہی انتظار تھا۔ یہ قَدْ ہے جو تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ ماضی مطلق پر آئے تو اسے بعض اوقات ماضی قریب بنادیتا ہے۔ جیسے: قَدْ رَکِبَ الْاَ مِیْرُ (بے شک امیر ابھی سوار ہوا ہے) اور مضارع پر آئے تو کبھی تقلیل کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: اَلْکَذُوْبُ قَدْ یَصْدُ قُ (زیادہ جھوٹ بولنے والا کبھی سچ بول جاتا ہے)۔

(152)......حروف تحضیض:

وہ حروف ہیں جن کے ذریعے متکلم، مخاطب کو کسی کام کے کرنے پر ابھارتا ہے۔ جیسے: أَلاَ تَحفَظُ الدَّرْسَ (تو سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا) یہ اس وقت ہے جب یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں۔ اور اگر فعل ماضی پر داخل ہوں تو ان سے مقصود مخاطب کو شرمندہ کرنا ہوتا ہے اور یہ ''حروف تندیم'' کہلاتے ہیں۔ جیسے: هَلَّا صَلَّیْتَ (تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی) یہ چار حرف ہیں: أَلَّا، هَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا.

(153)......حروف استفهام:

وہ حروف جن سے کوئی بات پوچھی جائے۔ اور وہ دو ہیں: همزه اور هَلْ۔

(154)......حرف ردع:

وہ حرف جو متکلم کو اس کے کلام سے روکنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے کسی نے کہا: فُلَانٌ یَبْغَضُکَ (فلاں تجھے ناپسند کرتا ہے) اس کے جواب میں کہا جائے: کَلَّا (ہرگز نہیں) یعنی آئندہ ایسا نہ کہنا۔

(155)......تنوین:

وہ نون جو وضع کے لحاظ سے ساکن ہو، کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے بعد ہو اور تاکید کے لیے نہ ہو۔ جیسے: زَیْدٌ (زَیْدُنْ) کے آخر میں نون۔

(156)......حروف زیادت:

وہ حروف جن کے حذف کرنے سے کلام کے اصلی معنی میں فرق نہیں آتا وہ صرف تحسین کلام وغیرہ کے لیے لائے جاتے ہیں۔ وہ صرف آٹھ ہیں: اِنْ، اَنْ، مَا، لَا، مَنْ، کَاف، بَاء، لَام. (ف) یہ حروف بعض اوقات زائد ہوتے ہیں، یہ نہیں کہ ہمیشہ ہی زائد ہوتے ہیں۔

(157)......حروف شرط:

وہ حروف جو دو جملوں پر داخل ہو کر ایک کو شرط اور دوسرے کو جزا بنا دیتے ہیں۔ یہ دو ہیں: أَمَّا، لَوْ.

(158)......استثناء:

کسی اسم کو ماقبل کے حکم سے نکالنا۔

(159)......مستثنی:

وہ اسم جسے ماقبل کے حکم سے نکالا گیا ہو اور وہ اِلَّا وغیرہ کلمات استثناء کے بعد واقع ہو۔

(160)......مستثنی منه:

وہ اسم جس کے حکم سے دوسرے اسم کو اِلَّا وغیرہ سے نکالا گیا ہو۔

(161)......مستثنی متصل:

وہ مستثنٰی ہے جو اِلَّا وغیرہ کے بعد واقع ہو اور اسے متعدد کے حکم سے نکالا گیا ہو۔ جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ إِلَّا زَیْداً، زید قوم میں داخل تھا لیکن اسے قوم کے حکم (آمد) سے نکالا گیا ہے۔ زید مستثنٰی، قوم مستثنٰی منہ اور نکالنا استثناء ہے۔

(162)......مستثنی منقطع:

وہ مستثنٰی ہے جو اِلَّا وغیرہ کے بعد واقع ہو اور اسے متعدد کے حکم سے نہ نکالا گیا ہو۔ جیسے: جَاءَ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَاراً میں حِمَاراً (گدھا) کہ وہ قوم میں داخل ہی نہیں ہے نکالنے کا کیا مطلب؟

(163)......مستثنی مفرغ:

وہ مستثنیٰ جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو، یہ عموماً اسی وقت فائدہ دے گا جب کلام غیر موجب میں واقع ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ میں زَیْدٌ.

(164)......کلام موجب:

وہ کلام جس میں نفی یا نہی اور استفہام نہ ہو۔ جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدٌ.

(165)......کلام غیر موجب:

وہ کلام جس میں نفی نہی یا استفہام موجود ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدٌ.

❁......❁......❁......❁......❁

بحمد اللہ تعالے ۸ جمادی الاخری ۱ مارچ ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء کو "تعریفات نحویہ" کی تکمیل ہوئی۔ شرف القادری (علیہ رحمۃ اللہ القوی)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

......تراکیب نحویہ......

نحو میر میں مذکورہ تمام عربی عبارات کی تراکیب

(1)......''اِضْرِبْ''

ترکیب: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعَلَ یَفْعِلُ اس میں اَنت پوشیدہ ہے،ان: ضمیر فاعل، ت علامت خطاب، فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔اسی طرح لا تضرب کی ترکیب کی جائے۔

(2)......''هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ''

ترکیب: هل: حرف استفہام، ضرب فعل اور زید اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(3)......''لَيْتَ زَيْداً حَاضِرٌ''

ترکیب: لیت: حرف مشبہ بہ فعل برائے تمنی، زیدا: اس کا اسم، حاضر: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل اس میں ھو ضمیر پوشیدہ ہے جو فاعل ہے، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، اسم لیت اپنی خبر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔اسی طرح لَعَلَّ عَمْرواً غَائِبٌ کی ترکیب کی جائے۔(ف) عربی میں لفظ عُمَرُ اور عَمْرٌو میں فرق کیلئے عَمْرٌو کے بعد واو لکھی جاتی ہے جو پڑھنے میں نہیں آتی۔طالب علم سے پوچھا جائے کہ بعت اور اشتریت کیا صیغہ ہے اور اس کی ترکیب کیا ہے؟

(4)......''يَااَللّٰهُ''

ترکیب: یا: حرف ندا قائم مقام ادعو، ادعو: فعل، انا: ضمیر مستتر فاعل، اسم

جلالت :مبنی بر ضم منصوب محلا مفعول بہ، فعل بافاعل ومفعول بہ خود جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(5)......"اَلاَ تَنزِلُ بِنَا" بمعنیٰ "اَلا یَکُونُ مِنکَ نُزُولٌ"

ترکیب: ہمزہ استفہام :برائے عرض،لا یکون: فعل مضارع منفی فعل تام، من: حرف جار، ک:ضمیر مجرور متصل، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق فعل، نزول:معطوف علیہ، فا: عاطفہ اس کے بعد ان مقدر ہے، تصیب: فعل اس میں انت پوشیدہ،ان ضمیر مرفوع متصل فاعل،ت علامت خطاب، فعل بافاعل خود بتاویل مصدر معطوف، معطوف علیہ بامعطوف خود فاعل،لا یکون فعل بافاعل وظرف لغو جملہ انشائیہ گردید۔(ف) جس مجرور کا متعلق مذکور ہوا اسے "ظرف لغو" اور جس کا متعلق مقدر ہوا سے "ظرف مستقر" کہتے ہیں۔

(6)......"وَاللّٰہِ لا تَضرِبَنّ زَیداً"

ترکیب: واو حرف جار برائے قسم،اسم جلالت: مجرور، مجرور:بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق اقسم مقدر،اقسم: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال،اس میں انا ضمیر متکلم درو مستتر فاعل، فعل بافاعل وظرف مستقر: جملہ فعلیہ انشائیہ گردیدہ قسم، لا ضربن زیدا،فعل بافاعل ومفعول بہ: جملہ فعلیہ خبریہ گردیدہ جواب قسم۔

(7)......"مَا اَحسَنَہٗ"

ترکیب: ما: اسمیہ استفہامیہ برائے تعجب، مبتدا،احسن: فعل،ھو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل،ہ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ،فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ گردیدہ خبر،مبتدا باخبر خود: جملہ اسمیہ انشائیہ گردید۔

(8)......"اَحسِن بِہٖ"

ترکیب: احسن:فعل امر، بہ، باء:حرف جار زائد، ھا: ضمیر مجرور متصل مرفوع محلا معنی فاعل،فعل بافاعل خود: جملہ فعلیہ انشائیہ گردید۔

(9)......''غُلامُ زَیْدٍ قَائِمٌ'' زید کا غلام کھڑا ہے، کھڑا ہوگا۔

ترکیب: غلام: مضاف، زید: مضاف الیہ، مضاف با مضاف علیہ مبتدا، قائم: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نصر ینصر صیغہ صفت، ھو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت با فاعل خود خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔ قرآن پاک میں ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

(10)......''عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَماً''

ترکیب: عند: اسم ظرف مضاف، ی: ضمیر متکلم مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، ثابت: صیغہ صفت با فاعل ومفعول فیہ خبر مقدم، احد عشر: مرکب بنائی کہ ہر دو جزء وا مبنی برفتحہ است ممیّز، درھما: تمیز، ممیّز با تمیز خود مبتدائے موخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(11)......''جَاءَ بَعْلَبَکُّ''

ترکیب: جاء: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف یائی مہموز اللام از باب ضرب یضرب فعل، بعلبک مرکب منع صرف کہ جزو اولش مبنی وجزو ثانی معرب غیر منصرف مرفوع لفظا فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ۔

(12)......''جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ''

ترکیب: جاء: فعل، رجل: موصوف، عالم: صیغہ صفت، ھو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر صفت، موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(13)......''جَاءَ نِیْ زَیْدٌ''

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقایہ، یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ، زید: فاعل، فعل اپنے

مفعول اور فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(ف) حضرت مولانا سید غلام جیلانی رحمہ اللہ تعالی نے علامہ عکبری کے حوالے سے نقل کیا کہ جاء براہ راست بھی متعدی ہوتا ہے اور حرف جر کے واسطے سے بھی۔ کہا جاتا ہے: جِئْتُہٗ اور جِئْتُ اِلَیْہِ.

(14)......"رُوَیْدَ زَیْداً"

ترکیب: روید زیدا، روید: اسم فعل مبنی بر فتح مرفوع محلا مبتدا، انت پوشیدہ ان: ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر، تا: علامت خطاب، زیدا: مفعول بہ۔ اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ھَیْھَات زَیْداً جملہ اسمیہ خبریہ ہوگا۔

(15)......"غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ"

ترکیب: غلام الذی عندی میں الذی: موصول، عند: اسم ظرف مضاف، یاء: ضمیر متکلم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ فعل مقدر ثبت کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ اور صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مضاف الیہ۔

(16)......"جَاءَ نِیْ زَیْدٌ"

ترکیب: جَاءَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف یائی مہموز اللام از باب ضرب یضرب فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح، نی: نون وقایۃ ،یاء ضمیر واحد متکلم منصوب متصل محلا بسبب مفعولیت مفعول، زید: مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظا بسبب فاعلیت فاعل، فعل با فاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔ ترجمہ زید میرے پاس آیا۔

(17)......"رَاَیْتُ دَلْواً"

ترکیب: رأیت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد مہموز العین ناقص

یائی از باب فتح یفتح فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح لیکن در ینجا ساکن شد بعارضۂ ضمیر، ت: ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز مرفوع محلا بسبب فاعلیت فاعل، دلـــوا: مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتحہ لفظا بسبب مفعولیت مفعول بہ ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

(18)...... "مَرَرْتُ بِرِجَالٍ"

ترکیب: مررت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب نصر ینصر فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح مگر در ینجا ساکن شد بعارضۂ ضمیر، ت: ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز مرفوع محلا بسبب فاعلیت فاعل، بـــرجـال: باء جار مبنی الاصل مبنی بر کسر، رجـال جمع مکسر منصرف معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مجرور بکسرہ لفظاً، جار مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق مـــــررت، فعل بافاعل و متعلق خود جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔ (ترجمہ) میں کئی مردوں کے پاس سے گزرا۔ ترکیب کا یہ ایک نمونہ ہے اسی طریقے پر طلباء کو مشق کرائی جائے۔

(19)...... "هُنَّ مُسْلِمَاتٌ"

ترکیب: هن میں هـا: ضمیر مرفوع منفصل مشابہ مبنی الاصل مبنی بر ضم مرفوع محلا بسبب ابتداء مبتدا، نون مشدد: علامت جمع مؤنث مبنی الاصل مبنی بر فتح، مســـلـــمـــات: صیغہ جمع مؤنث اسم فاعل ثلاثی مزید صحیح از باب افعال جمع مؤنث سالم اسم متمکن معرب بحرکتین رفعش بضمہ و نصب و جر بکسرہ لفظا مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء صیغہ صفت هـن ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر مبتدا، مبتدا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔ رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ میں مسلمات کو کہا جائے گا: منصوب بکسرہ لفظا بسبب مفعولیت مفعول بہ۔

(20)...... "جَاءَ مُسلِمُونَ"

ترکیب: جَاءَ: حسب سابق فعل، **مسلمون**: صیغہ جمع مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید صحیح از باب افعال جمع مذکر سالم معرب بحرفین رفعش بواو ماقبل مضموم ونصب وجر بیاء ماقبل مکسور مرفوع بواو لفظاً بسبب فاعلیت فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(21)...... "رَاَیتُ اُولِی مَالٍ"

ترکیب: رَأَیتُ: حسب سابق فعل وفاعل، اولی: ملحق بجمع مذکر سالم معرب بحرفین رفعش بواو ماقبل مضموم ونصب وجر بیاء ماقبل مکسور منصوب بیاء لفظاً بسبب مفعولیت مضاف، **مال**: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مجرور بکسرہ لفظاً بسبب اضافت مضاف الیہ، مضاف بامضاف الیہ مفعول بہ، فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(22)...... "مَرَرْتُ بِعِشْرِینَ رَجُلاً"

ترکیب: مررت: حسب سابق فعل وفاعل، **بعشرین**: باءحرف جار، **عشرین**: اسم عدد ملحق بجمع مذکر سالم معرب بحرفین رفعش بواو ماقبل مضموم ونصب وجر بیاء لفظاً بسبب حرف جار ممیّز، **رجلا**: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظاً بسبب آنکہ تمییز است تمییز، ممیّز باتمییز خود مجرور، جار مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق فعل، فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ خبریہ گردید۔

(23)...... "جَاءَ مُوسٰی"

ترکیب: جَاءَ: حسب سابق فعل، **مُوسٰی** صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید لفیف مفروق از باب افعال اسم مقصور معرب بحرکات ثلاثہ تقدیریہ، مرفوع تقدیراً بسبب فاعلیت فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) ایک مونڈا ہوا آیا۔

(24)...... ”رَأَیْتُ غُلَامِیْ“

ترکیب: رأیت: حسب سابق فعل وفاعل، **غلامی**: غلام غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم معرب بحرکات ثلاثہ تقدیریہ منصوب بفتحہ تقدیراً بسبب مفعولیت مفعول بہ مضاف، یاء: ضمیر واحد متکلم مجرور متصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مجرور محلاً مضاف الیہ، فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

(25)...... ”مَرَرْتُ بِغُلَامِیْ“

ترکیب: مَرَرْتُ بِغُلَامِیْ میں غلام کو مجرور بکسرہ تقدیراً کہا جائے گا اور اس پر جو کسرہ موجود ہے وہ اعرابی نہیں بلکہ یاء کی مناسبت سے آیا ہے۔

(26)...... ”هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ“

ترکیب: هٰؤُلَاءِ ها: حرف تنبیہ مبنی بر سکون، اولاء: اسم اشارہ برائے جمع اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر کسرہ مرفوع محلاً بسبب ابتداء مبتدا، **مسلمی**: جمع مذکر سالم مضاف بیاء متکلم معرب بحرفین رفعش بواو تقدیراً ونصب وجرش بیاء لفظاً مرفوع بواؤ تقدیراً بسبب ابتداء خبر، یاء: ضمیر واحد متکلم مجرور متصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مجرور محلاً مضاف الیہ، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(27)...... ”هُوَ یَضْرِبُ“

ترکیب: هُوَ: ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع منفصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مرفوع محلاً بسبب ابتداء مبتدا، **یَضْرِبُ**: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعَلَ یَفْعِلُ فعل مضارع صحیح مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکید معرب بحرکتین ومجزوم بسکون، مرفوع بضمہ لفظاً بسبب خلووے از عوامل لفظیہ، فعل، **هو**: ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار اسم غیر متمکن مشابہ مبنی

الاصل مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر مبتدا، مبتدا باخبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(28)...... "هُوَ يَغْزُوْ"

ترکیب: هُوَ: بترکیب سابق مبتدا، يَغْزُوْ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نصر ینصر فعل مضارع معتل واوی مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکید رفعش بضمہ تقدیراً ونصبش بفتحہ لفظاً وجزمش بحذف آخر مرفوع بضمہ تقدیرا بسبب خلووے ازعوامل لفظیہ، ھو ضمیر درو مستتر فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر مبتدا، مبتدا باخبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(29)...... "لَنْ يَرْمِيَ"

ترکیب: لَنْ: ناصبہ برائے تاکید نفی مستقبل حرف مبنی الاصل مبنی برسکون، یرمی صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب ضرب یضرب فعل مضارع معتل یائی مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکید رفعش بضمہ تقدیراً ونصبش بفتحہ لفظاً وجزمش بحذف آخر، منصوب بفتحہ لفظاً بسبب عامل لفظی، هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل بافاعل جملہ فعلیہ خبریہ۔

(30)...... "هُوَ يَرْضٰى"

ترکیب: هُوَ: ترکیب سابق کے مطابق مبتدا، يَرْضٰى صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب سمع یسمع فعل مضارع معتل الفی مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکید معرب بحرکتین تقدیراً ومجزوم بحذف آخر مرفوع بضمہ تقدیراً بسبب خلووے ازعوامل لفظیہ فعل، هُوَ: ضمیر اس میں پوشیدہ ترکیب سابق کے مطابق فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر مبتدا، مبتدا باخبر خود

جملہ اسمیہ خبریہ۔اسی طرح حالت نصب وجزم میں ترکیب کی جائے۔

(31)...... ''ھُمَا یَضْرِبَانِ''

ترکیب: ھُمَا، ھا: ضمیر مرفوع منفصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی برضم مرفوع محلاً بسبب ابتداء مبتدا، میم: حرف عماد مبنی برفتح، الف: علامت تثنیہ مبنی برسکون، یضربان: (صیغہ بیان کرنے کے بعد) فعل مضارع صحیح با ضمیر بارز رفعش باثبات نون ونصب وجزمش باسقاط نون، مرفوع باثبات نون بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ فعل، الف: ضمیر تثنیہ مذکر غائب مرفوع محلا فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ باقی مثالوں سے پہلے ھُمَا مقدر ہے جسے اختصاراً حذف کیا گیا ہے۔

(32)...... ''ھُمْ یَغْزُوْنَ''

ترکیب: ھُمْ، ھَا: ضمیر مرفوع منفصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مرفوع محلا بسبب ابتداء مبتدا، میم: حرف علامت جمع مبنی برسکون، یَغْزُوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نصر ینصر فعل مضارع معتل واوی با ضمیر بارز رفعش باثبات نون ونصب وجزمش باسقاط نون مرفوع باثبات نون بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ، واو: ضمیر جمع مذکر غائب اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی برسکون مرفوع محلا بسبب فاعلیت فاعل، نون: اعرابی مبنی برفتحہ، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ صغری خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ کبری گردید۔

(33)...... ''اَنْتِ تَرْضَیْنَ''

ترکیب: اَنْتِ، اَنْ: ضمیر مرفوع منفصل مرفوع محلا مبتدا، تا: علامت خطاب بمؤنث، تَرْضَیْنَ: صیغہ واحد مؤنث مخاطب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب سمع یسمع فعل مضارع معتل الفی رفعش باثبات نون نصب

وجزمش باسقاط نون مرفوع باثبات نون بسبب خلو وے ازعوامل لفظیہ، یاء: ضمیر مرفوع متصل بارز، مرفوع محلا فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ صغری خبر، مبتدا باخبر خود جملہ اسمیہ خبریہ کبریٰ ہوا۔

(34)...... "اَلْمَالُ لِزَیْدٍ"

ترکیب: **المال:** الف لام حرف تعریف مبنی الاصل مبنی برسکون، **مال:** اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتداء مبتدا، لام: حرف جار مبنی الاصل مبنی برکسر، **زید:** اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مجرور بالکسر لفظاً بسبب جار، مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلق **ثبت یا ثابت، ثبت** (صیغہ بیان کیا جائے) فعل، هو: ضمیر اس میں پوشیدہ اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی برفتح مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل، فعل بافاعل خود جملیہ خبریہ خبر، مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) مال زید کے لیے ہے۔

(35)...... "اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ"

ترکیب: اِنَّ: حرف مشبہ بفعل مبنی الاصل مبنی برفتح، **زیداً:** اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتحہ لفظاً اسم ان، قائم صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب **نصر ینصر** اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظاً صیغہ صفت، **ھو:** ضمیر اس میں پوشیدہ مرفوع محلاً فاعل، صیغہ صفت بافاعل خود خبر ان، اسم ان باخبر خود جملہ خبریہ ہوا، **لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ** اور **لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ** جملہ اسمیہ انشائیہ ہے۔

(36)...... "مَا زَیْدٌ قَائِمٌ"

ترکیب: **ما:** حرف نفی مشبہ بلیس، زید: اس کا اسم اور **قائما:** اپنے فاعل ضمیر مستتر

کے ساتھ مل کرخبر، اسم ما باخبر خود جملہ اسمیہ خبریہ

(37)"لاَ غُلاَمَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ"

ترکیب: لَا: برائے نفی جنس ،غلام: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بہ فتحہ لفظاً بسبب اسمیت لا اسم لا مضاف، رجل: حسب سابق مجرور بکسرہ لفظاً مضاف الیہ، ظریف: (حسب سابق) صفت مشبہ، ھو: ضمیر اس میں مستتر فاعل ،صیغہ صفت با فاعل خود خبر اول، فی: حرف جار، الدار: مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلقِ ثابت ،صیغہ صفت با فاعل و متعلق خود خبر ثانی، اسم لا باہر دو خبر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(38)...... "لاَ زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلاَ عَمْرٌو"

ترکیب: لا: برائے نفی جنس غیر عامل ،زید: معطوف علیہ، وَ: حرف عطف، عمرو: معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود مبتدا، عند: غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم منصوب بفتح تقدیراً مضاف، ی: ضمیر متکلم مجرور محلاًّ مضاف الیہ، عند مضاف :مفعول فیہ برائے ثابتان مقدر، ثابتان: صیغہ صفت، ھما: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کرخبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(39)...... "لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ"

ترکیب: لا: برائے نفی جنس، حول: نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلا اسم لا، اس کے بعد آئیندہ کے قرینے سے الا باللہ مقدر ہے، الا: حرف استثناء، باء: جارہ، اسم جلالت (اللہ): مجرور، مجرور بواسطہ جار مستثنیٰ مفرغ ظرف مستقر متعلق موجود، موجود: صیغہ صفت، ھو: ضمیر اس میں مستتر نائب فاعل، صیغہ صفت اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبرِ اسم لائے نفی جنس، اسم لا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ

اسمیہ خبریہ معطوف علیہ، و: حرف عطف، لا قُوۃ الاّ بِالّٰلہ کی ترکیب حسب سابق، فرق اتنا ہے کہ بِالّٰلہ کا متعلق موجودۃ نکالا جائے جس میں ھی: ضمیر مستتر نائب فاعل ہے جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

(40)...... "لاَحَوْلٌ وَلاَ قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ"

ترکیب: لا حول ولا قوۃ الا باللہ، لا: برائے نفی جنس ملغی عن العمل، حول: مرفوع بضمہ لفظاً معطوف علیہ، واو: حرف عطف، لا: زائدہ، قوۃ: معطوف علیہ با معطوف خود مبتدا، الا: حرف استثناء، باللہ: حسب سابق مجرور بواسطہ جار مستثنیٰ مفرغ ظرف مستقر متعلق موجودان، اور وہ صیغہ صفت اپنے نائب فاعل ھما سے مل کر خبرِ مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(41)......"لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ"

ترکیب: لا حول ولا قوۃ الا باللہ، لا: برائے نفی جنس، حول: اس کا اسم مبنی بر فتحہ منصوب محلاً باعتبار محل قریب ومرفوع محلاً باعتبار محل بعید معطوف علیہ، واو: حرف عطف، لا: زائدہ برائے تاکید نفی، قوۃ: مرفوع بضمہ لفظاً حول پر معطوف محل بعید کے اعتبار سے، معطوف علیہ با معطوف خود اسمِ لا، الا: حرف استثناء، باللہ: مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلق موجودان مقدر، صیغۂ صفت اپنے نائب فاعل ھما ضمیر مستتر اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر لا، اسمِ لا با خبر خود جملۂ اسمیہ خبریہ۔

(42)...... "لاَحَوْلٌ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

ترکیب: لا حول، لا: حرف نفی مشابہ بلیس، حول: اس کا اسم، اس کے بعد الا باللہ مقدر ہے، الا: حرف استثناء، باللہ: مجرور بواسطۂ جار مستثنیٰ مفرغ ظرف مستقر متعلقِ موجود، اور وہ اپنے نائب فاعل ھو سے مل کر خبرِ لا، اسمِ لا اپنی خبر سے مل کر

جملہ اسمیہ خبریہ۔(ف) اس جگہ مجرور کا متعلق موجود نکالا جائے گا موجودان نہیں ؛ کیونکہ لا کی نفی الا کے سبب ٹوٹ چکی ہے اس لیے وہ عمل نہیں کرے گا اس کا عمل تو معنیٔ نفی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ولا قوۃ الا باللہ میں لا نفی جنس کے لیے باقی ترکیب حسب سابق۔

(43)...... "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

ترکیب: لا حول ولا قوۃ الا باللہ، لا: برائے نفی جنس، حول: اس کا اسم مبنی بر فتح منصوب محلاً معطوف علیہ، واو: حرف عطف، لا: زائدہ برائے تاکید نفی، قوۃ: منصوب بفتحہ لفظاً باعتبار محل قریب برائے حول معطوف، معطوف علیہ با معطوفِ خود اسمِ لا، الا: حرف استثناء، باللہ: مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلقِ موجودان مقدر، صیغۂ صفت با نائب فاعل ھما ضمیر مستتر خبرِ لا، اسمِ لا با خبرِ خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(44)...... "یَا عَبْدَ اللّٰہِ"

ترکیب: یا عبد اللہ، یا: حرف ندا مبنی الاصل مبنی بر سکون قائم مقام ادعو (صیغہ بیان کیا جائے) فعل مضارع معتل واوی رفعش بضمہ تقدیراً نصب بفتحہ لفظاً و جزم بحذف آخر مرفوع بضمہ تقدیراً بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ فعل، انا: ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر فتحہ مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل، عبد: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتحہ لفظاً بسبب مفعولیت مفعول بہ مضاف، اسم جلالت: مضاف الیہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ لفظاً و انشائیہ معنیً ہوا۔یا طالعاً جبلاً میں جبلا مفعول بہ ہے، اسی طرح باقی مثالوں میں ترکیب کی جائے۔

(45)......"اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ"

ترکیب: ارید: (صیغہ بیان کیا جائے) یہ ہفت اقسام میں سے اجوف واوی ہے فعل، انا: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، ان: حرف ناصب موصول حرفی، تقوم: فعل، انت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر فاعل، ت: علامت خطاب، فعل بافاعل خود جملہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ، فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(46)......"اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ"

ترکیب: اسلمت: فعل بافاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، کی: حرف ناصب، ادخل: فعل، انا: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، الجنۃ: مفعول فیہ، فعل بافاعل ومفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ معلَّلہ ہوا۔ اس جملہ کو معلِّلہ (بصیغہ اسم فاعل) اس لیے کہتے ہیں کہ ماقبل سبب ہے اور یہ جملہ مسبب اور علت غائیہ ہے۔

(47)......"اِذَنْ اُکْرِمُکَ اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا"

ترکیب: اذن اکرمک: فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، انا آتیک غدا، انا: ضمیر واحد متکلم مرفوع منفصل مبتدا آتی (صیغہ؟ مہموز الفاء اور ناقص یائی از باب ضرب) فعل مضارع معتل یائی، انا: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، ک: ضمیر منصوب متصل مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا باخبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(48)......"مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ"

ترکیب: ما: حرف نفی، کان: فعل ناقص، اللہ اسم جلالت: اسم کان، لیعذبھم: لام حرف جار زائد لام جحد، اس کے بعد ان موصول حرفی مقدر، یعذب: فعل، ھو: ضمیر اس

میں مستتر فاعل، ھم میں ھا: ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ذوالحال،و: حالیہ، انت فیھم: جملہ حال،فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ،موصول حرفی باصلہ خود بتاویل مصدر منصوب محلاً خبر کان، کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(49)......"لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِی حَقِّیْ"

ترکیب: لالزمنک: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مثبت معروف باللام ونون تاکید ثقیلہ مجرد از باب سمع فعل مضارع بانون ثقیلہ مبنی بر فتح فعل،انا: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل،ک: ضمیر مفعول بہ، او: بمعنی الی،جس کے بعد ان موصول حرفی مقدر ہے، تعطی: (صیغہ ہفت اقسام سے ناقص واوی،از باب افعال)،انت: اس میں مستتر،ان: ضمیر فاعل،ت: علامت خطاب،نون: وقایہ (جو فعل کے آخر کو کسرہ سے بچاتا ہے)،ی: ضمیر مفعول اول،حق: غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب بفتحہ تقدیرا مفعول ثانی، یاء: ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ،فعل بافاعل وہر دو مفعول جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ،موصول حرفی باصلہ بتاویل مصدر مجرور،مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق فعل (لالزمنک)،فعل بافاعل ومفعول بہ وظرف لغو جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(50)......"لَا تَاْکُلِ السَّمَکَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ"

ترکیب: لا تاکل السمک، لا: حرف نہی مبنی بر سکون،تاکل: (صیغہ) فعل مضارع صحیح مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکید معرب بحرکتین لفظاً ومجزوم بسکون بسبب لائے نہی،البتہ التقائے ساکنین سے بچنے کے لیے آخر میں عارضی کسرہ لایا گیا ہے،اس میں انت پوشیدہ ہے، ان: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر سکون،مرفوع محلا بسبب فاعلیت ، السمک: مفعول

بہ، فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا، وتشرب اللبن میں واو کے بعد ان مقدر ہے لہذا یہ مجموع مصدر کے معنی میں ہوا یہ معطوف ہے معطوف علیہ مقدر پر جو ما قبل سے سمجھا جارہا ہے، اصل عبارت یہ ہے: **لَا یَجْتَمِعُ مِنْکَ اَکْلُ السَّمَکِ وَشُرْبُ اللَّبَنِ.** اسی طرح **زُرْنِیْ فَاُکْرِمَکَ** میں فاکرمک کا معطوف علیہ ماقبل سے مفہوم ہے: **لِیَجْتَمِعُ مِنْکَ الزِّیَارَۃُ.** اور **لَیْتَ لِیْ مَالاً فَاُنْفِقَہٗ** میں یہ ہے: **لَیْتَ لِیْ ثُبُوْتُ مَالٍ**، اسی طرح باقی مثالوں میں۔

(51)......"اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ"

ترکیب: ان: حرف شرط مبنی الاصل مبنی برسکون، تأت: (صیغہ؟ مہموز الفاء ناقص یائی ازباب ضرب) فعل مضارع معتل یائی مرفوع بضمہ تقدیرا منصوب بفتحہ لفظا ومجزوم بحذف آخر بسبب حرف شرط فعل، أنت: اس میں پوشیدہ، أن: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی برسکون مرفوع محلا بسبب فاعلیت فاعل، تاء: علامت خطاب نون: وقایہ، یاء: ضمیر واحد متکلم منصوب متصل مفعول بہ، فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ شرط، فاء جزائیہ مبنی الاصل مبنی بر فتح، أنت میں أن: ضمیر مرفوع منفصل مرفوع محلا مبتدا، تاء: علامت خطاب، مکرم: (صیغہ؟) صیغہ صفت، أنت: اس میں پوشیدہ، أن: ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار، نائب فاعل، صیغہ صفت بانائب فاعل خبرِ مبتدا، مبتدا باخبر جملہ اسمیہ خبریہ مجزوم محلا جزا، شرط باجزا خود جملہ شرطیہ ہوا۔

(52)......"اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً"

ترکیب: ان: حرف شرط، أکرمتنی: حسب سابق شرط، فاء: جزائیہ، جزی: فعل، ک: ضمیر مفعول بہ اول، اسم جلالت: فاعل، خیراً: مفعول بہ ثانی، فعل بافاعل

وہر دو مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط با جزاء جملہ شرطیہ گردید۔ بقیہ تمام جملوں کی تفصیلی ترکیب کیجئے۔

(53)......''قَامَ زَیْدٌ قِیاماً''

ترکیب: قام: (صیغہ؟) فعل، زید: فاعل، قیاما: مصدر ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نصر اسم مفرد منصرف صحیح بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتحہ لفظا بسبب مفعولیت مفعول مطلق، فعل بافاعل ومفعول مطلق جملہ فعلیہ خبریہ۔

(54)......''صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ''

ترکیب: صمت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نصر فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح لیکن دریں جا ساکن شد بعارض ضمیر، تا: ضمیر واحد متکلم مرفوع محلا فاعل، یوم: اسم مفرد منصرف صحیح، منصوب بفتحہ لفظا مفعول فیہ مضاف، الجمعة: مضاف الیہ، فعل بافاعل ومفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(55)......''جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبّاتِ''

ترکیب: جاء: (صیغہ؟) فعل، البرد: فاعل، واو: بمعنی مع، الجبات: جمع مؤنث سالم معرب بحرکتین رفعش بضمہ نصب وجر بکسرہ لفظا، منصوب بکسرہ لفظا مفعول معہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا، ای: حرف، مع: اسم ظرف مفعول فیہ برائے فعل مقدر جاء البرد مضاف، الجبات: مضاف الیہ، فعل مقدر بافاعل ومفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا۔

(56)......''قُمْتُ اِکْرَاماً لِزَیْدٍ''

ترکیب: قمت: فعل بافاعل، اکراما: مصدر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال، منصوب

بنابر مفعولیت، لام: حرف جار، زید: مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق اکراما، مصدر اپنے متعلق سے مل کر مفعول لہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(57)......''جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً''

ترکیب: جاء: فعل، زید: ذوالحال راکبا: صیغہ صفت، ھو: ضمیر اس میں مستتر فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(58)......''لَقِیْتُ زَیْداً رَاکِبَیْنِ''

ترکیب: لقیت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب سمع، تا: ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز مرفوع محلا فاعل، زیدا: مفعول بہ، فاعل با مفعول بہ ذوالحال، راکبین صیغہ صفت، ھما: اس میں ضمیر مستتر، ھا: ضمیر فاعل، میم: حرف عماد، الف: علامت تثنیہ، صیغہ صفت با فاعل خود حال، ذوالحال با حال خود فاعل ومفعول بہ، فعل با فاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

(59)......''رَأَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ''

ترکیب: رأیت: حسب سابق فعل اور فاعل، الأمیر: ذوالحال، واو: حالیہ، ھو: ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع منفصل مبتدا، راکب: صیغہ صفت، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت با فاعل خود خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال با حال مفعول بہ، فعل با فاعل ومفعول بہ جملہ خبریہ۔

(60)......''عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَماً''

ترکیب: عند: اسم ظرف غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم معرب بحرکات ثلاثہ

تقدیریہ منصوب بفتحہ تقدیرا مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، یاء: ضمیر متکلم مجرور محلا مضاف الیہ، ثابت: صیغہ صفت، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ راجع بسوئے مبتدا مؤخر، صیغہ صفت با فاعل و مفعول فیہ خبر مقدم، احد عشر: مرکب بنائی ممیّز، درھما: تمیز ممیّز با تمیز خود مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(61)......"مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَاباً"

ترکیب: ما: نافیہ مشبہ بلیس، اس جگہ خبر کے مقدم ہونے کے سبب عامل نہیں، فی: حرف جار، السماء: مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلقِ ثابت: صیغہ صفت، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت با فاعل و متعلق خبر مقدم، قدر: مضاف ممیّز، راحة: مضاف الیہ، سحابا: تمیز، ممیّز با تمیز مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(62)......"ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْباً شَدِیْداً فِی دَارِهٖ تَادِیْباً وَالْخَشْبَةَ"

ترکیب: ضرب: فعل مجہول، زید: نائب فاعل، یوم الجمعة: مفعول فیہ زمانی، أمام الأمیر: مفعول فیہ مکانی، ضربا شدیدا: مفعول مطلق نوعی، فی دارہ: ظرف لغو، تادیبا: مفعول لہ، والخشبة: مفعول معہ۔

(63)......"اَعْطَیْتُ زَیْداً دِرْھَماً"

ترکیب: أعطیت: (صیغہ؟ ناقص واوی از باب افعال) فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح، لیکن دریں جا ساکن شد بعارض ضمیر، ت: ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز، اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل، مبنی بر ضم مرفوع محلا فاعل، زید: مفعول اول، درھما: مفعول ثانی، فعل با فاعل و ہر دو مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

(64)......"کَانَ زَیْدٌ قَائِماً"

ترکیب: کان: فعل ناقص رافع اسم وناصب خبر، زید: اس کا اسم، قائما: صیغہ صفت، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت بافاعل خود خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(65)......"اِجْلِسْ مَا دَامَ زَیْدٌ جَالِساً"

ترکیب: اجلس: (صیغہ؟) فعل، انت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر مستتر فاعل، تاء: علامت خطاب، ما: مصدریہ موصول حرفی، دام: فعل ناقص، زید: اس کا اسم، جالسا: صیغہ صفت، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر، فعل ناقص بااسم وخبر خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول حرفی باصلہ خود بتاویل مفرد مضاف الیہ برائے وقت مقدر، مضاف بامضاف الیہ مفعول فیہ، فعل بافاعل ومفعول فیہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(66)......"عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ"

ترکیب: عسی: فعل از افعال مقاربہ مبنی بر فتح مقدر، زید: اس کا اسم، ان: موصول حرفی، یخرج: فعل، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول حرفی باصلہ خود بتاویل مفرد منصوب محلا خبر، فعل مقارب با اسم وخبر خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ (ترجمہ) امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا۔

(۲) عسی زید یخرج کی ترکیب بھی یہی ہے صرف یہ فرق ہے کہ فعل مضارع اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلا خبر ہے۔

(67)......"عَسٰی اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ"

ترکیب: عسی: فعل مقارب، ان: مصدریہ موصول حرفی، یخرج: فعل، زید:

اس کا فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی باصلہ خود بتاویل مفرد مرفوع محلا فاعل، فعل مقارب با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اس صورت میں عسی کا فعل تام ہے۔ (ترجمہ) امید ہے کہ زید کا نکلنا قریب ہے۔

(68)...... ''نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ''

ترکیب: نعم: فعل از افعال مدح مبنی بر فتح، الرَّجُل: فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، زیـــد: اسم مفرد منصرف صحیح مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(69)...... ''نِعْمَ رَجُلاً زَيْدٌ''

ترکیب: نعم: فعل مدح، ھو: ضمیر مبہم اس میں مستتر ممیّز، رجلا: تمییز، ممیّز با تمیز خود فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، زَیْد: مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(70)...... ''حَبَّذَا زَيْدٌ''

ترکیب: حب: (صیغہ؟ مضاعف ثلاثی از باب کرم) فعل مدح، ذا: اسم اشارہ اسم غیر متمکن مرفوع محلا فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، زَیـــد مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(71)...... ''اَحْسِنْ بِزَيْدٍ''

ترکیب: أحسن (صیغہ؟ از باب افعال) فعل امر مبنی الاصل مبنی بر سکون، باء: حرف جار، زائدہ، زیـد: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مجرور بکسرہ لفظا مرفوع معنی فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(72)......''اَحۡسَنَ زَیۡدٌ اَیۡ صَارَ ذَا حُسۡنٍ''

ترکیب: أحسن: فعل، زید: فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ، أی: حرف تفسیر، صار: فعل ناقص رافع اسم وناصب خبر، ھو: ضمیر مستتر اس کا اسم، ذا: اسم از اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضاف بغیر یائے متکلم معرب بحروف ثلاثہ لفظیہ منصوب بالف بسبب خبریتِ صار مضاف، حسن: مضاف الیہ، مضاف بامضاف الیہ خبر، صار بااسم وخبر خود جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا۔

(73)......''مَنۡ تَضۡرِبۡ اَضۡرِبۡ''

ترکیب: من: اسم شرط مبنی بر سکون، منصوب محلا مفعول بہ مقدم، تضرب: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل مضارع مثبت معروف مجرد از ضمائر بارزہ مجزوم بسکون بسبب اسم جازم، انت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار فاعل، ت: علامت خطاب، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ شرط، اضرب: فعل مضارع، انا: ضمیر اس میں پوشیدہ مرفوع محلا فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط باجزاء جملہ شرطیہ ہوا۔ اسی طرح مَا تَفۡعَلۡ اَفۡعَلۡ اور اَیَّ شَیۡءٍ تَأۡکُلۡ آکُلۡ کی ترکیب کی جائے۔

(74)......''اَیۡنَ تَجۡلِسۡ''

ترکیب: این: اسم شرط مفعول فیہ مقدم، تجلس: (صیغہ؟) فعل مضارع مجزوم بسکون، انت: ضمیر اس میں مستتر فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ جزا، شرط باجزائے خود جملہ شرطیہ ہوا باقی مثالوں میں اسی طرح ترکیب کی جائے؛ متی، انی، اذما، حیثما اور مھما کو مفعول فیہ مقدم قرار دیا جائے گا۔

(75)......"هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ اَى بَعُدَ"

ترکیب: هیھات: اسم فعل مبنی بر فتح مرفوع محلا مبتدا، یوم: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظا مضاف، العید: مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ فاعل قائم مقام خبر، مبتدا با فاعل قائم مقام خبر جملہ اسمیہ خبریہ (ترجمہ) عید کا دن کتنا دور ہوگیا۔ ای: حرف تفسیر، بعد: (صیغہ؟) فعل تعجب، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ہوا۔

(76)......"زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ"

ترکیب: زید: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء مبتدا، قائم: (صیغہ؟) صیغہ صفت، ابو: اسم از اسماء ستہ مکبرہ موحدہ مضاف بغیر یاء متکلم مرفوع بواو بسبب فاعلیت مضاف فاعل، ہ: ضمیر مذکر غائب مجرور متصل مجرور محلا مضاف الیہ، صیغہ صفت با فاعل خود شبہ جملہ اسمیہ خبرِ مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(77)......"زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرواً"

ترکیب: زید: مبتدا، ضارب: صیغہ صفت، ابو: حسب سابق مضاف فاعل، ہ: ضمیر مضاف الیہ، عمروا: مفعول بہ، صیغہ صفت با فاعل ومفعول بہ شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ (ترجمہ) زید کا باپ عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔

(78)......"مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَكْرًا"

ترکیب: مررت: (صیغہ؟) مضاعف ثلاثی از باب نصر فعل، تا: ضمیر مرفوع متصل بارز، اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر ضم مرفوع محلا فاعل، با: حرف جار، رجل موصوف، ضارب: صیغہ صفت، ابوہ: مضاف، مضاف الیہ فاعل، بکرا: مفعول بہ، صیغہ صفت با

فاعل ومفعول بہ شبہ جملہ اسمیہ ہوکر صفت، موصوف باصفتِ خود مجرور ِجار، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق مــررت، فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(ترجمہ) میں ایسے مرد کے پاس سے گزرا جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے یا مارے گا۔

(79)......''جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً غُلَامُہُ فَرساً''

ترکیب: جاء: فعل، زید: ذوالحال، راکبا: صیغہ صفت، غلام: مضاف فاعل، ہ: ضمیر مضاف الیہ، فرسا: مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(ترجمہ) میرے پاس زید اس حال میں آیا کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا.

(80)......''اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًوا''

ترکیب: ہمزہ: حرف استفہام مبنی بر فتح، ضارب: صیغہ صفت مبتدا قسم دوم، زید: فاعل قائم مقام خبر، عــمـروا: مفعول بہ، اسم فاعل مبتدا کی دوسری قسم اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔(ترجمہ) کیا زید، عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔

(81)......''مَا قَائِمٌ زَیْدٌ مُخْبِرٌ اِبْنُھَا عَمْرًوا فَاضِلاً''

ترکیب: ما: حرف نفی، قائم: (صیغہ؟) اسم فاعل مبتدا قسم ثانی، زید: فاعل قائم مقام خبر، مبتدا قسم ثانی اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(ترجمہ) زید کھڑا نہیں ہے یا کھڑا نہیں ہوگا۔ مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء مبتدا، مــخـبـر: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال صیغہ صفت، ابــن: نائب فاعل مضاف، هــــا: ضمیر واحد مذکر غائب مجرور محلا مضاف الیہ،

عمروا: منصوب بفتحہ لفظا مفعول اول، فاضلا: صیغہ صفت، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل جو موصوف مقدر شخصا کی طرف راجع ہے، صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر مفعول ثانی، مخبر صیغہ صفت اپنے نائب فاعل اور ہر دو مفعول سے مل کر خبر مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(82)......''زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ''

ترکیب: زید: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء مبتدا، حسن: صفت مشبہ مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء، غلام: اسم مفرد مرفوع بضمہ بسبب فاعلیت فاعل مضاف، ھا: ضمیر مجرور محلا بسبب اضافت مضاف الیہ، صیغہ صفت با فاعل خود خبر مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔ (ترجمہ) زید کا غلام خوبصورت ہے۔

(83)......''زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو''

ترکیب: زید: مرفوع بضمہ لفظا مبتدا، افضل: اسم تفضیل، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، من: حرف جار مبنی الاصل مبنی بر سکون، عمرو مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلقِ افضل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(84)......''زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ''

ترکیب: زید: مبتدا، افضل: اسم تفضیل مضاف، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، القوم مضاف الیہ، اسم تفضیل اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(85)......"اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًوا"

ترکیب:اعجب: (صیغہ؟) فعل،نون:وقایہ،یاء:ضمیر واحد متکلم منصوب متصل منصوب محلا،مفعول بہ، ضرب: مصدر مرفوع بضمہ لفظا فاعل مضاف، زید: مجرور لفظا ومرفوع معنی،مضاف الیہ لفظا وفاعل معنی،عمروا:مفعول بہ،مصدر اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے مل کر فاعل،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(86)......"جَاءَ غُلَامُ زَیْدٍ"

ترکیب: جاء:فعل ماضی،نون:وقایۃ،یاء:ضمیر واحد متکلم مفعول بہ،غلام: اسم مفرد مرفوع بضمہ لفظا فاعل مضاف،زید: مجرور بالکسر لفظا بسبب مضاف،مضاف الیہ،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(87)......"مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَاباً"

ترکیب: ما: حرف نفی مشبہ بلیس،خبر کے مقدم ہونے کے سبب لفظوں میں عمل نہیں کرتا، فی: حرف جار،السماء: مجرور،مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر،متعلق ثابت مقدر، ثابت: اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، قدر: اسم مفرد مرفوع بضمہ لفظا مبتدا مؤخر مضاف،راحۃ: مضاف الیہ،سحابا: تمییز رافع ابہام نسبت،مبتدا مؤخر با خبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ۔

(88)......"عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً"

ترکیب: عند: اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر،مضاف،یاء:ضمیر مضاف الیہ، ثابت: اسم فاعل،ھو:ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل،اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم،احد عشر: مرکب بنائی ممیّز ،رجلا:تمییز ،ممیّز با

تمییز خود مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر با خبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(89)......''زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً''

ترکیب: زید: مبتدا، اکثر: اسم تفضیل غیر منصرف، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل ،من: حرف جار، ک: ضمیر مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلقِ اکثر، مالا: تمییزِ نسبت، یعنی اکثر کی نسبت بسوئے فاعل، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(90)......''هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالاً''

ترکیب: ھل: حرف استفہام، ننبیٔ: (صیغہ؟ مہموز اللام از باب تفعیل) فعل مضارع مجرد از ضمائر بارزہ، نحن: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، کم میں کاف: ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول، میم: علامت جمع مذکر، باء: حرف زائد، الاخسرین: جمع مذکر سالم مجرور بیاء ما قبل مکسور، منصوب معنیٰ بنا بر مفعولیت، اسم تفضیل، ھم: ضمیر اس میں پوشیدہ، ھا: ضمیر مرفوع متصل فاعل راجع بسوئے موصوف مقدر الاشخاص، میم: علامت جمع مذکر، اعمالا: تمییز از نسبت، یعنی نسبت اخسرین بسوئے فاعل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور تمییز سے مل کر مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور ہر دو مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(91)......''عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَماً''

ترکیب: عندی: اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، صیغہ صفت اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، عشرون: اسم عدد ملحق بہ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ما قبل مضموم ممیّز، درھما: تمییز، ممیّز اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(92)......"عِنۡدِیۡ مِلۡئُهٗ عَسَلاً"

ترکیب: عندی:اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر،اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کرخبر مقدم،مل ء :مضاف،ہ:ضمیر مضاف الیہ،مضاف بامضاف الیہ ممیّز، عسلا تمیز، ممیّز باتمیز مبتدا مؤخر،مبتدا مؤخر باخبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ۔

(93)......"کَمۡ رَجُلاً عِنۡدَکَ"

ترکیب:کم: استفہامیہ مرفوع محلاممیّز،رجلا: تمیز،ممیّز اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا،عند:اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر مضاف،ک:ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ،ثابت:اسم فاعل،ھو:ضمیر اس میں مستتر فاعل،اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کرخبر،مبتدا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(94)......"عِنۡدِیۡ کَذَا دِرۡهَماً"

ترکیب: عند:اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، یاء:ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ،ثابت اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کرخبر مقدم، کذا:اسم کنایہ از عدد،ممیّز، درھما: تمیز،ممیّز اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا مؤخر،مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(95)......"کَمۡ دَارٍ بَنَیۡتُ"

ترکیب: کم:خبریہ منصوب محلاممیّز مفعول بہ مقدم مضاف،دار:تمیز مضاف الیہ، بنیت: (صیغہ ناقص یائی از باب ضرب)فعل،تاء:ضمیر واحد متکلم فاعل،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔اسی طرح کم مال انفقت کی ترکیب کی جائے۔

(96)......''كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوَاتِ''

ترکیب: کم: خبریہ مرفوع محلاً ممیّز، من: حرف جار زائد، ملک: موصوف، فی: حرف جار، السموات: جمع مؤنث سالم مجرور لفظا، مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلق ثابت مقدر، صیغۂ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر تمیز، ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، خبر آیت کے باقی حصہ میں ہے۔

(97)......''زَيْدٌ قَائِمٌ''

ترکیب: زید: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ بسبب ابتداء مبتدا، قائم: (صیغہ؟) اسم فاعل مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(98)......''جَاءَنِيْ رَجُلٌ حَسَنٌ اَبُوْهُ''

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقایہ، یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ، رجل: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظا موصوف، حسن: صفت مشبہ، ابو اسم از اسماء ستہ مکبرہ مرفوع بواو فاعل، مضاف، ہ: ضمیر واحد مذکر غائب مجرور محلا مضاف الیہ، صیغہ صفت با فاعلِ خود صفت، موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میرے پاس ایک حسین باپ والا مرد آیا۔

(99)......''عِنْدِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ''

ترکیب: عند: اسم ظرف مضاف، یاء: ضمیر واحد متکلم مجرور محلا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، ثابت: صیغہ صفت

اپنے فاعل مستتر ھو اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، رجل: موصوف، عالم: اسم فاعل، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میرے پاس ایک عالم مرد ہے۔

(100)......''زَیْدٌ قَائِمٌ''

ترکیب: زید: مبتدا، زید: تاکید، قائم: صیغہ صفت، ھو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) زید زید کھڑا ہے۔

(101)......''ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ''

ترکیب: ضرب: فعل، دوسرا ضرب: اس کی تاکید، زید: فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ (ترجمہ) زید نے مارا مارا

(102)......''اِنّ اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ''

ترکیب: ان: حرف مشبہ بفعل، ان: تاکید، زیدا: اسم، قائم: صیغہ صفت اپنے فاعل ضمیر مستتر کے ساتھ مل کر خبر، اسم ان با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ (ترجمہ) بے شک، بے شک زید کھڑا ہے۔

(103)......''جَاءَ نِیْ زَیْدٌ نَفْسَهُ''

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقایہ، یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ، زید: موکد، نفس: اسم مفرد تاکید، مضاف، ہ: ضمیر مضاف الیہ، موکد با تاکید خود فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس خود زید آیا۔

(104)......"جَاءَ نِیُ الزَّیْدَانِ کِلاَھُمَا"

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقایہ، یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ، الزیدان: اسم مثنی معرب بحرفین رفعش بالف ونصب وجر بیا ماقبل مفتوح، مرفوع بالف موکد، کلا: اسم ملحق بتثنیہ مرفوع بالف تاکید مضاف، ھما میں ھا: ضمیر زیدان کی طرف راجع مضاف الیہ، میم: حرف عماد، الف: علامت تثنیہ، موکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میرے پاس دونوں زید آئے۔

(105)......"جَاءَ نِی الْقَوْمُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ اَکْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ"

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقایہ، یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ، القوم: موکد، کلھم: مضاف مضاف الیہ تاکید اول، اجمعون: جمع مذکر سالم مرفوع بواو معطوف علیہ، واو: حرف عطف، اکتعون: پہلا معطوف، واو: حرف عطف، ابتعون: دوسرا معطوف، واو: حرف عطف، ابصعون: تیسرا معطوف، معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے مل کر دوسری تاکید، موکد اپنی دونوں تاکیدوں سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس کل سب کی سب ساری کی ساری تمام کی تمام قوم آئی۔

(106)......"جَاءَ نِیُ زَیْدٌ اَخُوْکَ"

ترکیب: جاء نی: فعل ومفعول بہ، زید: مبدل منہ، اخو: اسم از اسماء ستہ مکبرہ مرفوع بواو بدل کل مضاف، ک: ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو۔

(107)......"ضُرِبَ زَيْدٌ رَأْسُهٗ"

ترکیب: ضرب: فعل ماضی مجہول، زید: مبدل منہ، راس: بدل بعض مضاف ،ہ: ضمیر مضاف الیہ، مبدل منہ اپنے بدل بعض سے مل کر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ (۳) سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ کی ترکیب بھی اسی طرح کی جائے۔ ثوبہ بدل اشتمال ہے۔

(108)......"مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ"

ترکیب: مررت (صیغہ؟ مضاعف ثلاثی از باب نصر) فعل، تاء: ضمیر متکلم مرفوع متصل بارز فاعل، باء: حرف جار، رجل: مبدل منہ، حمار: بدل غلط، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق مررت، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(109)......"اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرَ"

ترکیب: اقسم: (صیغہ؟ از باب افعال) فعل ماضی، باء: حرف جار، اسم جلالت: مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق اقسم، ابو حفص: کنیت پہلا جزء مرفوع اور دوسرا جزء مجرور بالکسرہ لفظاً معطوف علیہ (مبین)، عمر: اسم غیر منصرف مرفوع بضمہ لفظاً بسبب اتباع، عطف بیان، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) ابو حفص عمر نے قسم کھائی۔

(110)......"نَادَيْنَاهُ بِلَفْظِ يَا اِبْرَاهِيْمَ"

ترکیب: نادینا: صیغہ واحد متکلم معظم فعل ماضی مثبت معروف، مبنی بر فتح، لیکن اس جگہ ضمیر متصل کے سبب مبنی بر سکون، نا: ضمیر برائے واحد متکلم معظم مرفوع محلاً فاعل، ہ: ضمیر

واحد مذکر غائب منصوب متصل منصوب محلا مفعول بہ راجع بسوئے اسم رسالت (سیدنا ابراہیم علیہ السلام)، بلفظ، باء: حرف جار، لفظ: معطوف علیہ یا مبدل منہ، ان: حرف تفسیر، **یا ابراھیم**: بتاویل ہذا اللفظ، عطف بیان یا بدل الکل، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے یا کہا جائے مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور جار، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق نادینا، فعل اپنے فاعل مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۱۲ البشیر۔

(111)......"اَلاَ تَحفَظُ الدَّرسَ"

ترکیب: الا: حرف تحضیض، تحفظ: فعل مضارع، انت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر مرفوع متصل فاعل، ت: علامت خطاب، الدرس: مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(112)......"کَلاَّ سَوفَ تَعلَمُونَ"

ترکیب: کلا: بمعنی حقا، سوف: حرف استقبال مبنی بر فتح، تعلمون: فعل مضارع مرفوع باثبات نون، واؤ: ضمیر جمع مذکر حاضر مرفوع متصل بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(113)......"صَہٗ"

ترکیب: صہ: اسم فعل مبنی بر کسر مرفوع محلا مبتدا، اس میں انت پوشیدہ، ان: ضمیر مرفوع محلا فاعل قائم مقام خبر، تاء: علامت خطاب، مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(114)......"اُسکُتْ سُکُوتاً مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا"

ترکیب: اسکت: (صیغہ؟) فعل امر، انت اس میں مستتر، ان: ضمیر فاعل، تاء:

علامت خطاب، سکوتا: مصدر موصوف، ما: مبنی برسکون صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول نوعی، فی: حرف جار، وقت: موصوف، ما: صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلقِ اسکت، فعل اپنے فاعل، مفعول مطلق اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الآنَ میں السکوت: مفعول مطلق اور الآن ظرف زمان مفعول فیہ۔

(114)......"اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ"

ترکیب: اقلی: صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی از باب افعال، یاء: ضمیر مرفوع متصل، مرفوع محلا فاعل، اللوم: معطوف علیہ، واؤ: حرف عطف، العتابن: اسم مفرد با تنوین ترنم معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ جواب ندا مقدم، عاذل: دراصل یا عاذلۃ تھا، یا: حرف ندا قائم مقام ادعوا، ادعو: فعل مضارع معتل واوی مفرد مجرد از ضمائر بارزہ مرفوع بضمہ تقدیرا، انا: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار فاعل، عاذل: منادی مفرد معرفہ مرخم مبنی بضمہ تقدیری مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ ندا، واؤ: حرف عطف، قولی: (صیغہ؟) اجوف واوی از باب نصر، فعل امر، یاء: ضمیر واحد مؤنث مرفوع محلا فاعل، لام: حرف تاکید، قد: حرف تحقیق، اصابن: (صیغہ؟) اجوف واوی از باب افعال، فعل با تنوین ترنم، ھو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلا مقولہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا، ان حرف شرط اصبت (صیغہ؟) فعل، تاء: ضمیر متکلم فاعل، فعل

اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط اس کی جزا محذوف ہے،شرط اپنی جزا کے ساتھ مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ جزائے محذوف پر قرینہ جملہ قولی لقد اصابن ہے جس کے درمیان شرط واقع ہے۔

(115)......"اِضْرِبَنَّ"

ترکیب: اضربن، اضرب: فعل امر مبنی بر سکون، اس جگہ التقائے ساکنین سے بچنے کے لیے فتحہ آ گیا ہے،نون: ثقیلہ مبنی بر فتح ،انت پوشیدہ،اس میں اَن: ضمیر فاعل،تاء: علامت خطاب،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔(ترجمہ) تو ضرور مار۔

(116)......"فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيْدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِيْ النَّارِ"

ترکیب: فا:حرف تفصیل، من: حرف جار،هم میں ها: ضمیر مجرور متصل، مجرور، میم: علامت جمع مذکر، مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلق ثابتان، اور وہ اسم مثنی اسم فاعل، هما: اس میں پوشیدہ، ها: ضمیر مرفوع متصل فاعل، میم: حرف عماد، الف: علامت تثنیہ، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم ،شقی: اسم مفرد منصرف جاری مجری صحیح مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء ، معطوف علیہ، واؤ: حرف عطف، سعید: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظا بسببِ اتباع ،معطوف، معطوف علیہ با معطوف مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مجملہ ہوا،فا:حرف تفصیل، اما: حرف شرط مبنی بر سکون برائے تفصیل جس کی شرط وجوبا محذوف ہے، الذين: اسم موصول، شقوا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب سمع يسمع ،فعل، واو: ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل،فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ (جس کے لیے محل اعراب نہیں)،موصول اپنے

صلہ سے مل کر مرفوع محلا مبتدا، فا: جوابیہ، فی: حرف جار، النار: مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر، متعلقِ ثابتون، ثابتون جمع مذکر سالم مرفوع بواو، صیغہ صفت، ھم اس میں پوشیدہ، ھا: ضمیر مرفوع متصل فاعل، میم: علامت جمع، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ مفصلہ ہوا۔ اسی طرح ﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ﴾ کی ترکیب کی جائے، یہ جملہ شرطیہ معطوفہ مفصلہ ہوگا۔

(117)......"لَوْ کَانَ فِیْہِمَا اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا"

ترکیب: لو: حرف شرط مبنی بر سکون، کان: (صیغہ؟) فعل ناقص، فی: حرف جار، ھما، ھا: ضمیر مجرور متصل مجرورِ جار، میم: حرف عماد، الف: علامت تثنیہ، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق متصرفہ، اور وہ صیغہ صفت، ھی: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل راجع بسوئے آلھــــــہ، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، الھة: جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف مرفوع محلا، اللہ اسم جلالت: مجرور تقدیرا مضاف الیہ، جو رفع الا پر آنا تھا وہ اسم جلالت پر لفظا آ گیا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: جوابیہ، فسدتـــا: (صیغہ؟) فعل، تاء: علامت تانیث، الف: ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(118)......"لَوْلاَ عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ"

ترکیب: لولا: امتناعیہ، علی: اسم مفرد منصرف جاری مجری صحیح مرفوع بضمہ لفظا

مبتدا،اس کی خبر موجود وجوباً محذوف ہے،موجود صیغہ؟ صیغہ صفت، ھو: ضمیراس میں پوشیدہ نائب فاعل،صیغہ صفت اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر،مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا،لام: حرف تاکید، ھلک: (صیغہ؟) از باب ضرب فعل،عمر: اسم مفرد غیر منصرف مرفوع بضمہ لفظاً فاعل،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب لولا.

(119)......"لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو"

ترکیب: لام: حرف تاکید مبنی بر فتح، زید: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتداء مبتدا، افضل: (صیغہ؟ از باب نصر) اسم مفرد غیر منصرف بسبب وصف ووزن فعل، ھو: ضمیراس میں پوشیدہ فاعل،من: حرف جار، عمرو: مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق افضل،اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ موکدہ ہوا۔

(120)......"اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ"

ترکیب: اقوم: (صیغہ؟ اجوف واوی از باب نصر) فعل مضارع،انا: اس میں پوشیدہ فاعل،ما: موصول حرفی،جلس: فعل،الامیر: فاعل،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ،موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد مجرور محلاً مضاف الیہ برائے مضاف مقدر وقت، مضاف مقدر اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ،فعل (اقوم) اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(121)......"جَاءَ نِیْ اِمَّا زَیْدٌ وَاِمَّا عَمْرٌو"

ترکیب: جاء: فعل،نون: وقایہ،یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ،اما: حرف تردید،زید:

معطوف علیہ، واؤ: جمہور کے نزدیک زائدہ، اما: حرف عطف مبنی بر سکون، عمرو: معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(122)......''اَزَیْداً اَمْ عَمْرًوا رَأَیْتُ''

ترکیب: ہمزہ: حرف استفہام، زیدا: معطوف علیہ، ام: حرف عطف، عمروا: معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، رأیت: فعل، تاء: ضمیر مرفوع متصل فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(123)......''جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً''

ترکیب: جاء نی: حسب سابق فعل اور مفعول بہ، القوم: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، مستثنی منہ، الا حرف استثناء، زیدا: مستثنی متصل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (۲) جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَاراً کی ترکیب بھی اسی طرح کی جائے فرق یہ ہے کہ حمارا مستثنی منقطع ہے۔

(124)......''مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْداً اَحَدٌ''

ترکیب: ما: حرف نفی، جاء نی: فعل اور مفعول بہ، الا: حرف استثناء، زیدا: مستثنی متصل مقدم، احد: فاعل مستثنی منہ مؤخر، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

(125)......''جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ خَلاَ زَیْداً''

ترکیب: جاء نی: فعل ومفعول بہ، القوم: ذوالحال، خلا: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نصر، ھو: ضمیر اس میں

پوشیدہ فاعل راجع بسوئے قوم، زیدا: مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، وعدا زیدا میں واؤ کے بعد جاء نی القوم مقدر ہے، سابقہ عبارت اس پر قرینہ ہے۔ترکیب حسب سابق۔

(126)......''جَاءَ نِیُ الْقَوْمُ مَا خَلاَ زَیْداً''

ترکیب: جاء نی: فعل اور مفعول بہ، القوم: فاعل، ما: مصدریہ موصول حرفی، خلا زیدا: حسب سابق فعل، فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، ما موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد مضاف الیہ برائے مضاف مقدر کہ وقت ہے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(127)......''جَاءَ نِیُ الْقَوْمُ لا یَکُوْنُ زَیْداً''

ترکیب: جاء نی القوم لا یکون زیدا: فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال۔اسی طرح جَاءَ نِی الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْداً کی ترکیب کی جائے۔

(128)......''مَا جَاءَ نِیُ اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً وَاِلَّا زَیْدٌ''

ترکیب: ما: حرف نفی، جاء نی: فعل اور مفعول بہ، احد: فاعل مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، زیدا: مستثنیٰ متصل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، والا زید میں واؤ کے بعد سابقہ عبارت کے قرینہ سے مَا جَاءَ نِیُ اَحَدٌ مقدر ہے، احد: مبدل منہ، الا: حرف استثناء، زید: بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(129)......"مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ"

ترکیب: **ما جاء نی**: حسب سابق فعل اور مفعول بہ، **الا**: حرف استثناء، **زید**: مستثنٰی مفرغ، فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میرے پاس کوئی نہیں آیا مگر زید۔اسی طرح باقی مثالوں کی ترکیب کی جائے۔ بزید مجرو بواسطۂ جار مستثنٰی مفرغ، ظرف لغو متعلق مررت.

(130)......"جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ"

ترکیب: **جاء نی**: فعل اور مفعول بہ، **القوم**: مستثنٰی منہ، **غیر**: اسم مفرد منصرف صحیح مضاف، **زید**: مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنٰی، مستثنٰی منہ اپنے مستثنٰی سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(131)......"جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ سِوَی زَیْدٍ"

ترکیب: **جاء نی القوم** فعل، مفعول بہ اور فاعل، **سوی**: اسم مقصور، منصوب تقدیرا مضاف، **زید**: مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) قوم میرے پاس آئی سوائے زید کے۔

(132)......"جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدٍ"

ترکیب: **جاء نی**: فعل اور مفعول بہ، **القوم**: مستثنٰی منہ، **حاشا**: حرف جار برائے استثناء، **زید**: مجرور لفظا و منصوب معنیٰ مستثنٰی، مستثنٰی منہ اپنے مستثنٰی سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(133)......"جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدًا"

ترکیب: اگر حاشا فعل ہو: **جاء نی**: فعل اور مفعول بہ، **القوم**: ذوالحال،

حاشا: بمعنی جانب فعل ماضی، ھو: ضمیراس میں پوشیدہ راجع بسوئے ذوالحال (قوم) فاعل، زیدا: مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلا حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(134)......"حَاشَا لِلّٰہِ"

ترکیب: اگر حاشا اسم ہو: حاشا: بمعنی تنزیہ مبنی بر سکون (حرف کی مشابہت کی بناء پر) مرفوع محلا، مبتدا، لام: حرف جار، اسم جلالت (اللہ): مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلقِ ثابت، اس میں ھو: ضمیر مستتر فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) اللہ تعالی کے لیے پاکیزگی ہے۔

(135)......"جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ"

ترکیب: جاء نی: فعل اور مفعول بہ، القوم: مستثنیٰ منہ، غیر: اسم مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مضاف، زید: مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ جاء نی القوم غیر حمار کی ترکیب اسی طرح کی جائے۔ غیر حمار مستثنیٰ منقطع ہے۔

(136)......"مَا جَاءَ نِی غَیْرَ زَیْدِنِ الْقَوْمُ"

ترکیب: ما جاء نی: حسب سابق، غیر زید: مرکب اضافی مستثنیٰ متصل مقدم، القوم: مستثنیٰ منہ مؤخر، مستثنیٰ مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(137)......"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"

ترکیب: آیت مبارکہ کی ترکیب اس سے پہلے گزر چکی ہے۔کلمہ طیبہ کی ترکیب یہ ہے:
لا: برائے نفی جنس، **الٰہ**: اسم نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب باعتبار محل قریب، مرفوع باعتبار محل بعید مبدل منہ، **الا**: حرف استثناء، اسم جلالت: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل کے ساتھ مل کر اسم لا، **موجود** مقدر صیغہ صفت، **ھو**: ضمیر اس میں پوشیدہ نائب فاعل راجع بسوئے **الٰہ**، صیغہ صفت اپنے نائب سے مل کر خبر لا، اسم لا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، ۱۲ البشیر۔

نقشہ نحومیر
اَلصَّرفُ اُمُّ الْعُلُومِ وَالنَّحوُ اَبُوهَا
اَلنَّحوُ فِی الْکَلَامِ کَالْمِلحِ فِی الطَّعَامِ
نوٹ: مندرجہ ذیل نقشہ تقریباً مکمل "نحومیر" کا ہے۔بعض اوقات کتاب میں کوئی بات یا کسی چیز کی اقسام سمجھ میں نہیں آتیں لیکن نقشے کے ذریعے باآسانی سمجھ میں آجاتی ہیں،لہٰذا طلبہ کی آسانی کے لیے دعوت اسلامی کے ادارے "المدینۃ العلمیۃ (شعبہ درسی کتب)" کی طرف سے یہ نقشہ پیش کیا جارہا ہے۔
نوٹ: یہ نقشہ اس طریقے سے بنایا گیا ہے کہ اس کی مدد سے "نحومیر" کے اکثر اسباق کا علیحدہ علیحدہ نقشہ بھی تیار کیا جاسکتا ہے۔"نحومیر" مکمل پڑھنے کے بعد اس نقشے کے ذریعے مکمل کتاب کو ایک ہی نظر میں دیکھا جاسکتا ہے۔اور مکمل کتاب کو باآسانی ازبر بھی کیا جاسکتا ہے۔
لفظ
بامعنی
بے معنی
مفرد
مرکب
اسم
فعل
حرف
جنس کے اعتبار سے
مذکر
مؤنث
لفظی
حقیقی
واحد
تثنیہ
جمع
باعتبارِ دلالت برافراد
جمع قلت
جمع کثرت
واحد کی بناء سلامت رہنے یا نہ رہنے کے اعتبار سے
جمع تکسیر
جمع تصحیح
مذکر تصحیح
مؤنث تصحیح
ضمائر
مرفوع
منصوب
مجرور
متصل
منفصل
متصل
منفصل
بارز
مستتر
متصل بحرف
متصل باسم
جائز الاستتار
واجب الاستتار
مضارع
صفت کے صیغہ تثنیہ جمع میں
واحد مذکر حاضر
واحد متکلم
جمع متکلم
ماضی میں واحد مذکر ومؤنث غائب کے علاوہ ۱۲ صیغے
مضارع ضمہ اعرابی والے ۵ صیغوں کے علاوہ بقیہ ۹ صیغے
ماضی واحد مذکر ومؤنث غائب کے ۲ صیغوں میں
مضارع واحد مذکر ومؤنث غائب میں
صفت کے صیغہ واحد مذکر ومؤنث غائب میں
باعتبارِ دلالت برافراد
تعریف وتنکیر کے اعتبار سے
معرفہ
نکرہ
باعتبار انصراف وعدم انصراف
منصرف
غیر منصرف
آخرِ کلمہ کے تبدیل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے
معرب
مبنی
مبنی الاصل
مبنی الاصل کے مشابہ
تمام حروف
فعل ماضی
امر حاضر معروف
وجوہ اعراب کے اعتبار سے
(۱)اسم مفرد منصرف صحیح (۲)جاری مجری صحیح (۳)جمع مکسر منصرف
(۴)جمع مؤنث سالم (۵)غیر منصرف (۶)اسمائے ستہ مکبرہ جب تثنیہ جمع نہ ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں
(۷)تثنیہ (۸)کلا وکلتا جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں (۹)اثنان اثنتان
(۱۰)جمع مذکر سالم (۱۱)اولو (۱۲)عشرون تا تسعون (۱۳)اسم مقصور
(۱۴)جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی اسم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو
(۱۵)اسم منقوص (۱۶)جمع مذکر سالم جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔
اسمائے اشارہ
اسمائے موصولہ
اسمائے افعال
اسمائے اصوات
اسمائے ظروف
اسمائے کنایات
مرکب بنائی
بمعنی امر حاضر
بمعنی فعل ماضی
ظرف زمان
ظرف مکان
کم، کذا (برائے عدد مبہم)
کیت، ذیت (برائے کلام مبہم)
اصولیات
اضافیات
مرکب مفید
مرکب غیر مفید
جملہ خبریہ
جملہ انشائیہ
جملہ فعلیہ
جملہ اسمیہ
امر،نہی،استفہام،تمنی،ترجی،عقود،ندا،عرض،قسم،تعجب
اضافی
بنائی
منع صرف
توابع سے ہوں گے
غیر توابع سے ہوں گے
استثناء متصل
استثناء منقطع
صفت
تاکید
بدل
عطف بحرف
عطف بیان
لفظی
معنوی
بدل کل
بدل بعض
بدل اشتمال
بدل غلط
فعل لازم
فعل متعدی
افعال ناقصہ
افعال مقاربہ
افعال مدح وذم
افعال تعجب
متعدی بیک مفعول
متعدی بدو مفعول
متعدی بسہ مفعول
دو مفعولوں میں سے ایک کا حذف کرنا صحیح
دو مفعولوں میں سے ایک کا حذف کرنا غلط
نوٹ: فعل لازم مفعول مطلق، فیہ، معہ، لہ، حال، تمییز، کو نصب دیتا ہے جبکہ فعل متعدی ان کے علاوہ مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔
حروف عاملہ
حروف غیر عاملہ
اسماء میں عمل کرنے والے
فعل مضارع میں عمل کرنے والے
نصب دینے والے
جزم دینے والے
حروف جارہ
حروف مشبہ بالفعل
ماولامشبہتان بلیس
لائے نفی جنس
حروف ندا
حروف تنبیہ، حروف ایجاب، حروف تفسیر، حروف مصدریہ، حروف تحضیض، حرف توقع، حروف استفہام، حروف ردع، تنوین، نون تاکید، حروف زائدہ، حروف شرط، حرف لولا، لام مفتوحہ، ما بمعنی مادام، حروف عطف۔

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ قابلِ مطالعہ کتب

﴿شعبہ کُتُبِ اعلٰی حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ﴾

(۱) راہِ خداعزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

(۲) دعاء کے فضائل (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:140)

(۳) عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

(٤) کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمِ) (کل صفحات:199)

(۵) والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْقُ لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات:125)

(٦) اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِیْ) (کل صفحات:100) (۷) ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃُ) (کل صفحات:60)

(۸) شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات:57) (۹) معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

(۱۰) ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالٍ) (کل صفحات:63) (۱۱) ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)

عربی کتب: از امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

(**۱۲**) کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ (کل صفحات:74). (**۱۳**) تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان. (کل صفحات:77) (**۱٤**) **اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ** (کل صفحات: 62). (**۱۵**) اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃِ (کل صفحات:60) (**۱٦**) اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِیُ (کل صفحات:46) (**۱۷**) اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70) (**۱۸**) اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃِ (کل صفحات:93) (**۱۹، ۲۰، ۲۱**) جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث) (کل صفحات: 570،672،713)

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

(۲۲) خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات:160) (۲۳) انفرادی کوشش (کل صفحات:200) (۲۴) تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33) (۲۵) فکرِ مدینہ (کل صفحات:164) (۲٦) امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32) (۲۷) نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39) (۲۸) جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152) (۲۹) کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43) (۳۰) نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات: 196) (۳۱) کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: تقریباً 63) (۳۲) فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325) (۳۳) مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96) (۳٤) حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50) (۳۵) تحقیقات (کل صفحات:142) (۳٦) اربعین حنفیہ (کل صفحات:112) (۳۷) عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24) (۳۸) طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30) (۳۹) توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124) (٤۰) قبر کھل گئی (کل صفحات: 48) (٤۱) آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات:275) (٤۲) ٹی وی اور مووی (کل صفحات:32) (٤۳ تا ٤۹) فتاوی اہل سنت (سات حصے) (۵۰) قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24) (۵۱) غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات: 106) (۵۲) تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100) (۵۳) رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255) (۵٤) مدنی کاموں کی تقسیم (کل صفحات:68) (۵۵) دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات: 220) (۵٦) تربیتِ اولاد (کل صفحات: 187) (۵۷) آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62) (۵۸) احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66) (۵۹) فیضانِ چہل

احادیث (کل صفحات:120)(۶۰) بدگمانی (کل صفحات:57)(۶۱) غافل درزی (کل صفحات:36)(۶۲) بدنصیب دولہا (کل صفحات:32)(۶۳) گونگا مبلغ (کل صفحات:55)(۶۴) کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32)(۶۵) دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)(۶۶) قومِ جنّات اور امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ (کل صفحات:262)(۶۷) فیضان امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ (کل صفحات:101)(۶۸) 40 فرامین مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کل صفحات:87)

﴿شعبہ تراجمِ کتب﴾

(۶۹) جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات:۷۴۳)

(۷۰) جہنم میں لے جانے والے اعمال..جلداول (الزواجرعن اقتراف الکبائر) (کل صفحات:853)

(۷۱) مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روشن فیصلے (اَلْبَاھِرُ فِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاھِر) (کل صفحات:112)

(۷۲) نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّۃُ الْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات:138)

(۷۳) سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْھِیْدُ الْفَرْشِ فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (کل صفحات:28)

(۷۴) حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:74)(۷۵) بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَا الْوَلَد) (کل صفحات:64)

(۷۶) الدعوۃ الی الفکر (کل صفحات:148) (۷۷) آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع) (کل صفحات:300)

(۷۸) راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)(۷۹) عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم) (کل صفحات:412)(۸۰) شاہراہ اولیاء (مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْن) (کل صفحات:36)(۸۱) دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّھْدُ وَقَصْرُ الْاَمَل) (کل صفحات:85)

﴿شعبہ درسی کتب﴾

(۸۲) دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ (کل صفحات:241) (۸۳) کتاب العقائد (کل صفحات:64)

(۸۴) وقایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو (کل صفحات:287) (۸۵) الاربعین النوویہ (کل صفحات:121)

(۸۶) نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر (کل صفحات:175) (۸۷) گلدستہ عقائد واعمال (کل صفحات:180)

(۸۸) شرح الاربعین النوویہ (کل صفحات: 155) (۸۹) صرف بہائی مع حاشیہ صرف بنائی (کل صفحات:55)

(۹۰) المحادثۃ العربیۃ (کل صفحات:101) (۹۱) تعریفاتِ نحویہ (کل صفحات:45)

(۹۲) مراح الارواح (کل صفحات:241) (۹۳) نصاب الصرف (کل صفحات:343)

(۹۴) شرح مئۃ عامل (کل صفحات:38) (۹۵) نصاب التجوید (کل صفحات:79)

﴿شعبہ تخریج﴾

(۹۶) عجائب القراٰن مع غرائب القراٰن (کل صفحات:422)(۹۷) جنتی زیور (کل صفحات:679)(۹۸ تا ۱۰۳) بہارِ شریعت (چھ حصے)(۱۰۴) اسلامی زندگی (کل صفحات:170)(۱۰۵) آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)(۱۰۶) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:274)(۱۰۷) اُمہات المؤمنین (کل صفحات:59)(۱۰۸) علم القرآن (کل صفحات:244)(۱۰۹) اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)(۱۱۰) اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)(۱۱۱) جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)

☆......☆......☆......☆......☆